اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ. (الانشقاق ۲۵)

البتہ جولوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا

مدارسِ اسلامیہ اور اسکولوں کے طلباء وطالبات کیلئے دینی تربیتی اور اصلاحی مضامین

ایمان اور اعمالِ حسنہ

تالیف

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرتاپگڈھ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمیہ

باہتمام

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور کرناٹک

مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی 6

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : ایمان اور اعمالِ حسنہ

تالیف : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی ﷾

باہتمام : ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

کتابت وتزئین : مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سیتامڑھی حبان گرافکس بنگلور

سن اشاعت : اگست ۲۰۱۶ء مطابق شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ

تعداد : گیارہ (۱۱۰۰) سو

قیمت : ....

ناشر : جناب حماد مصطفیٰ شیروانی صاحب مدینہ بک ڈپو دہلی

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	ثواب اور انتساب	15
2	حروفِ رحیمی	16
3	جن اعمال سے جنت میں درخت لگتے ہیں	17
4	ذاکر کیلئے جنت میں سونے کا درخت	18
5	رسول اللہ ﷺ سے چند استفسارات	19
6	پاکیزہ اعمال	21
7	کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا	22
8	کتاب وسنت کو رہبر بناؤ	22
9	بدعت گمراہی ہے	23
10	تم آپس میں بھائی بھائی ہو	24
11	ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو	24
12	پانچ حقوق ہیں	24
13	سات چیزوں سے روکا گیا	25
14	عیب چھپانے کا حکم	25
15	صادقین کی فضیلت	26
16	سچ بولنے اور تقویٰ کا حکم	27

17	متقین کی فضیلت	27
18	نماز ادا کرنے کا حکم	28
19	اللہ تعالیٰ کا خوف اور یقین کامل	28
20	توکل علی اللہ	29
21	حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا کیلئے فرمایا	30
22	حب الٰہی کی فضیلت	30
23	عرش کے سائے میں جو ہوں گے	31
24	حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کی عبادت	32
25	اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر	33
26	ظاہری صفائی	33
27	باطنی صفائی	34
28	عام ظاہری نفاست	35
29	نماز قائم کرو	37
30	اللہ کا فضل اور کسب معاش	38
31	اللہ پر بھروسہ	38
32	آخرت کا توشہ اپنا مال ہے	39
33	حضور ﷺ کی سخاوت	40
34	خشیت الٰہی	40
35	تقدیر کب لکھی جاتی ہے	41
36	دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب	42
37	اعمال کی حفاظت	43
38	فجر کی نماز کی فضیلت	43
39	اللہ تعالیٰ کی محبت	44
40	قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ	44

41	حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہے	45
42	صفوں کو سیدھا کریں	46
43	رسولِ کریم ﷺ کا لحاظ اور مختصر نماز	46
44	کونسا غلام آزاد کرے	47
45	غیر مسلموں کو بھی تکلیف نہ دیں	48
46	جانوروں پر بھی رحمت	48
47	جس کی بادشاہت ختم نہ ہوگی	49
48	موت کے مقاصد	50
49	حضرت داؤد علیہ السلام کا ملک الموت سے مکالمہ	51
50	عالم نزع کی کیفیت	51
51	موت کی حقیقت	52
52	خاتمہ بالخیر	53
53	موت کے وقت شیطان کا حملہ	53
54	امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت حالت	54
55	مومن کی روح کیسے نکلتی ہے؟	54
56	موت کے وقت کافر کی حالت	55
57	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت	55
58	وفات کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت	56
59	وفات کے وقت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا صبر وضبط	57
60	نفس کا محاسبہ	58
61	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا محاسبۂ نفس	58
62	احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ الٰہی	59
63	محاسبہ کیسے کریں؟	59
64	قرآن مجید کی تلاوت	59

65	موت کی یاد	60
66	موت کی تیاری کیسے کریں؟	60
67	سب سے بڑا عقلمند کون؟	61
68	موت کے بعد زندگی کا تصور	61
69	قبر کا تصور کیجئے؟	61
70	قبر میں سوال وجواب	62
71	عذاب قبر کا حال انسانوں کو معلوم نہیں ہوتا	62
72	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حالت	63
73	توبہ اور استغفار کریں	63
74	قرآن حکیم میں استغفار کا حکم	64
75	نفس پر ذکر الٰہی کے اثرات	64
76	ہدایت سب سے بڑی دولت	65
77	دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر	66
78	مسلمان کے حق میں صدقہ، نیکی	66
79	سب سے بڑی نیکی	67
80	اللہ تعالیٰ کے پاس ہر نیک کام کی قدر	67
81	قیامت کی ہولناکی	67
82	اللہ تعالیٰ سے امید ورجاء	68
83	نیکی کا دس گنا اجر	69
84	ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں	70
85	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مبارک	71
86	شوقِ شہادت	72
87	وفاداری ایمان کا نصب العین ہے	73
88	یوم آدینہ کے مبارک اعمال	73

89	شب جمعہ میں سورۃ دخان پڑھنے پر مغفرت	75
90	جمعہ کی رات میں سورۃ یٰسین پڑھنے کا اجر	75
91	مغفرت کا وعدہ	75
92	جنت میں گھر بنانے کا وعدہ	76
93	جنت کی حور	76
94	فجر کی نماز سے پہلے کی دعا	77
95	جمعہ کے دن فجر کی نماز باجماعت کی اہمیت	77
96	شام تک فرشتوں کی دعائیں	77
97	قبولیتِ دعا کیلئے سورۃ یٰسین اور صافات پڑھیں	78
98	ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور کا وعدہ	78
99	قبر وسیع کر دی جاتی ہے	79
100	زمین سے آسمان تک نور ہی نور	79
101	لاکھوں گناہ معاف	80
102	آئندہ جمعہ تک حفاظت کا وعدہ	80
103	جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے پر سو حاجتوں کی تکمیل کا وعدہ	80
104	جمعہ کے دوپہر کا کھانا	81
105	بابرکت گھڑی	81
106	ناخن تراشنا	82
107	نفس اور مال ہی برکت کا ذریعہ	82
108	زکوۃ کی اہمیت	83
109	قرآن کریم میں زکوۃ کا ذکر	84
110	انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت	85
111	زکوۃ دینے والوں کا مقام	86
112	دوزخ سے بچنے کا ذریعہ	87

113	آدمی کو فطرتاً مال سے محبت ہوتی ہے	87
114	زکوٰۃ وصدقات سے مال میں برکت	88
115	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذریعہ	89
116	زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب	89
117	زکوٰۃ دینے والوں کو خوشخبری	90
118	اعلیٰ مقام تک پہونچنے کا ذریعہ	91
119	سلام دوستی اور محبت کا ذریعہ	91
120	سلام مسلمان کی مخصوص علامت	92
121	کثرت سے سلام کو رواج دینے کا حکم	92
122	قرآن شریف میں سلام کا ذکر	93
123	حدیث پاک میں سلام کا ذکر	94
124	سلام باہمی استحکام کا ذریعہ	94
125	سلام کیسے کریں؟	95
126	سلام کے مسنون الفاظ	95
127	سلام کرنا سنت موکدہ ہے	96
128	سلام کا طریقہ یہ ہے	96
129	سلام کن لوگوں کو کیا جائے؟	97
130	مخصوص لوگوں کو سلام کرنا ناپسندیدہ عمل	97
131	سلام کب کرے؟	98
132	کب اور کن لوگوں کو سلام نہ کرے	98
133	نامحرم اور اجنبی عورتوں کو سلام	99
134	غیر مسلم کو سلام کرنے کا مسئلہ	99
135	مسلم اور غیر مسلم کی مخلوط مجلس میں کیسے سلام کرے؟	100
136	ہاتھ اور اشاروں کے ذریعہ سلام کرنا	101

137	زبانی یا لکھ کر غائب کو سلام	102
138	تحریری سلام کا جواب	102
139	غیر مسلم کو خط میں سلام لکھنے کا طریقہ	103
140	ہر ملاقات پر سلام	103
141	سلام کے وقت کیا نیت کریں؟	103
142	ایک غلط رواج	104
143	فون اور موبائل پر بھی سلام کریں ہیلو نہ کریں	105
144	مسلمان اپنا یونی فارم باقی رکھے	105
145	مصافحہ؛ تکمیل سلام ہے	106
146	سلام کے چند اور مسائل	107
147	سلام کرنے کی فضیلت	107
148	سلام کی کیفیت	108
149	اجازت حاصل کرنے کے آداب	109
150	طریقت بجز خدمتِ خلق نیست	111
151	پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ	111
152	دعوتِ دین اور اصلاحِ امت کا فریضہ	112
153	برادرانِ وطن کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنیں	113
154	مسلمان کی زندگی اور معاشرت	114
155	چغل خور	115
156	کبیرہ گناہ	115
157	شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے	116
158	گھر میں داخل ہونے کے شرائط	116
159	زناءکاروں کیلئے حکمِ الٰہی	116
160	عورتوں کے حقوق کی پاسداری کا حکم	117

161	وصیت پوری کرنے کا حکم	118
162	والدین کے ساتھ حسن سلوک	118
163	مسلمانوں اور پڑسیوں کے لئے حکم	118
164	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم	119
165	غلط قسم کی دعائیں	120
166	آخرت کی زندگی ہی اصل ہے	121
167	معاملات اور تجارت	122
168	حلال کمانے اور کھانے کا حکم	123
169	موت اور قیامت	124
170	مختارِ کل اللہ تعالیٰ ہے	124
171	اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو سنتے ہیں	127
172	قرآن کریم سچی کتاب ہے	127
173	اسلام دینِ فطرت ہے	129
174	ذات وصفات الٰہی	130
175	عرش الٰہی کیا ہے؟	132
176	کرسی کیا ہے؟	133
177	لوح محفوظ	134
178	قلم کے بارے میں	135
179	آسمان وزمین	135
180	عقیدۂ وجود ملائکہ	135
181	فرشتے کیا کرتے ہیں؟	136
182	فرشتے گویا نور کے کمپیوٹر ہیں	136
183	کراماً کاتبین	137
184	محافظ فرشتے	138

185	چار بڑے فرشتے	138
186	آسمانی صحیفے	139
187	آسمانی کتابوں میں تحریف	140
188	توریت	140
189	زبور	141
190	انجیل	142
191	موجودہ انجیل عقیدۂ تثلیث پر ہے	142
192	قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ	143
193	قرآن مجید سب سے بڑا معجزہ	144
194	قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت	145
195	قرآن میں سات قسم کے احکامات	145
196	اللہ کے نبی اور رسول علیہ السلام	145
197	پچیس مشہور پیغمبر علیہم السلام	146
198	نبی اور رسول کا فرق	147
199	بعض پیغمبروں کی خصوصیات	147
200	وہ پیغمبر جو حیات ہیں	147
201	دس پیغمبروں کی خصوصیات	148
202	پیغمبروں کی تعداد اور صحیفے	149
203	حمد و ثنا کی فضیلت	149
204	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت	150
205	زہد و تقوے کی فضیلت	150
206	بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے	151
207	زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے	152
208	صلح رحمی کرو قطع رحمی نہیں	153

209	حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے	154
210	تجسس کی ممانعت	154
211	بدگمانی سے بچو	155
212	مسلمانوں کو حقیر جاننا	156
213	وعظ و نصیحت میں میانہ روی	156
214	وقار و متانت	158
215	راز کی حفاظت کا نادر واقعہ	158
216	عیادت کا طریقہ	159
217	دوزخ سے نجات کی دعاء	161
218	سود گناہ کبیرہ اور اللہ سے اعلان جنگ	161
219	سود معاشرتی کینسر ہے	163
220	اللہ تمہارا خالق ہے پس تواضع اختیار کرو	163
221	اعراف والے لوگ	164
223	تواضع سے بلند مقام ملتا ہے	164
224	حضور ﷺ گھر میں کیسے رہتے؟	165
225	حضور ﷺ نے خطبہ دیا	165
226	کھانے کے بعد	165
227	حضور ﷺ کی تواضع	166
228	فخر و غرور اور خود پسندی	166
229	حسن اخلاق	168
230	مجلس کے آداب	168
231	خواب مبشرات بھی ہیں	169
232	ضروریات پوری کرنے کی فضیلت	171
233	لذّات اور خواہشات ترک کرنے کی فضیلت	172

234	حضور ﷺ کے گھر میں مسلسل فاقہ	173
235	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کردیا	173
236	انسان کی تخلیقی حکمتیں	174
237	پلکوں اور آنکھوں کی تخلیق	176
238	دانتوں اور ڈاڑھوں کو بنایا	177
239	منہ ہونٹ اور منہ کی رطوبت	178
240	قدرت نے دوکان عطا کئے	179
241	قدرت نے خوبصورت ناک دی	179
242	نرخرہ، سانس اور زبان	180
243	اللہ نے دوہاتھ اور انگلیاں عطا کیں	180
244	انگلیوں کے پوردے اور ناخن کا کمال	181
245	ران اور پنڈلیاں	181
246	مومن، مومن کا آئینہ ہے	182
247	صاف شخصیت، پاکیزہ ماحول	184
248	جسم کی صفائی	185
249	بالوں کی صفائی اور ان کو سنوارنا	186
250	لباس کی صفائی ستھرائی	187
251	دانتوں کی صفائی کا حکم	189
252	ناخن کاٹنے کا حکم	190
253	گھروں کی صفائی کا حکم	191
254	برتنوں کی صفائی کا حکم	191
255	پانی کی صفائی کا حکم	192
256	راستوں اور عوامی مقامات کی صفائی کا حکم	193
257	مال و دولت حاصل کرنے کیلئے کون سا پیشہ اختیار کریں؟	194

258	حضور ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومے	195
259	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملازمت کی	195
260	تجارت پسندیدہ پیشہ!	195
261	بہترین روزی	196
262	زمین کے پوشیدہ خزانوں سے روزی کمائیں	196
263	زمین کے پوشیدہ مال کیا ہیں؟	196
264	تجارت میں دوڑ دھوپ اور سفر کی اہمیت	197
265	حج کے موقع پر بھی تجارت کی اجازت	198
266	حضور ﷺ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا	199
267	تجارتی سفر میں برکت ہے	200
268	فقر و فاقہ سے بچنے کا طریقہ	200
269	مختلف علاقوں کی حضور ﷺ کی معلومات	201
270	حلال روزی کیلئے سفر بہتر ہے	201
271	انٹرنیٹ کے ذریعے تجارت	202
272	تجارت کے جدید اور بہتر طریقے	202
273	ملکہ زبیدہ کے محل میں سو باندیاں حافظہ قرآن	203
274	صبر آزما حالات کا الٹ پھیر	205

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''ایمان اور اعمال حسنہ'' کا

ثواب اور

انتساب

بقیۃ السلف پیکر حسنِ اخلاق پیر طریقت حضرت مولانا الحاج حافظ جمیل احمد صاحب عمت فیوضھم جانشین وخلف الرشید قطبِ مدار عارف باللہ حضرت حافظ عبد الستار صاحب نانکویؒ مہتمم جامعہ عبد الستار فیض عبد الرحیم نانکہ چھٹمل پور سہارنپور کے نامِ نامی اسمِ گرامی کے نام معنون کرتا ہوں، جن کی نظر ولایت اور دعائے سحر گاہی اس نا کارہ کے لئے اکسیر ہیں اور جو اس وقت حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوریؒ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ مبارک کے نقیب اور شیخِ طریق ہیں اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایۂ عاطفت امتِ محمدیہ پر عموماً اور رائے پوری سلسلہ کے متوسلین پر خصوصاً تادیر قائم دوائم رکھے، آمین ثم آمین!

بجاہ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا الرحم الرحمین و الحمد للہ رب العالمین

خاکپائے آستانہ حاذق الامت

خاکروب خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ

خادم خانقاہ ستاریہ وجمیلیہ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور/ دہلی کرناٹک

حروفِ رحیمی

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے قرآن و سنت کی خدمات کا اعزاز بخشا۔ اکابر، مشائخ اور بزرگوں کی نظر التفات اور توجہات سے مدارس اور خانقاہی ماحول عطافرمایا۔ اسی لئے اس ناکارہ کے دل میں ہمیشہ یہ درد اور تڑپ رہتی ہے کہ زندگی میں کوئی ایک عمل ایسا صادر ہوجائے کہ اللہ رب العزت کے دربار میں شرف قبولیت حاصل ہو۔ اسی جذبۂ خلوص کے ساتھ ''ایمان اور اعمال حسنہ'' کا یہ مجموعہ جوقرآن واحادیث اور بزرگوں کے اقوال نیز آسان آسان مسائل اورفضائل پرمبنی عناوین کا ایک ضخیم مجموعہ ہے، جو مدارس اسلامیہ اور اسکولس کے طلباء و طالبات کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے جوقرآن کریم حفظ کررہے ہوں یا قرآن کریم کا دور کررہے ہوں یا پرائمری اسکول میں تعلیم حاصل کررہے ہوں ایسے طلباء کے لئے نہایت قیمتی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوطلباء وطالبات کے لئے اور خانہ دار مستورات کے لئے خوب خوب نفع بخش بنائے۔ اور مجھ حقیر فقیر کے لئے ذریعۂ نجات بنائے، آمین ثم آمین یارب العالمین۔

خادم آستانہ حاذق الامت

محمدادریس حبان رحیمی چرتھاولی

مقیم خانقاہ رحیمی بنگلور/دہلی

دارالعلوم محمدیہ بنگلور کرناٹک

مورخہ ۱۲/ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶/اگست ۲۰۱۶ء بروز منگل

باسم اللہ الرحمن الرحیم

جن اعمال سے جنت میں درخت لگتے ہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ غُرِسَتْ لَہُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ ترجمہ: جو شخص (ایک مرتبہ) سبحان اللہ العظیم کہتا ہے تو اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ

حضرت ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہے تو اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ درخت لگا رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اِلَّا اَدُلُکَ عَلٰی غَرْسٍ خَیْرٌ مِّنْہُ؟ قُلْتُ مَاھُوَ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ یُغْرَسُ لَکَ بِکُلِّ وَاحِدٍ شَجَرَۃٌ میں تمہیں اس سے بہتر شجر کاری نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ میں سے ہر ایک کلمہ کے بدلے تیرے لئے ایک درخت لگایا جائے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی، آپ نے فرمایا: اے محمد میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو اطلاع فرما دینا کہ جنت کی زمین بہت پاکیزہ ہے، عمدہ پانی والی اور ہموار میدان والی ہے اور اس کی شجر کاری: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنا ہے۔ امام طبرانی نے ''**لا حول ولا قوة الا بالله**'' کا ذکر بھی کیا ہے۔

ذاکر کیلئے جنت میں سونے کا درخت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے، یا اس کی حمد و ثناء بیان کرے، یا اس کی تکبیر (بڑائی) بیان کرے، یا اس کی تہلیل (کلمہ طیبہ پڑھے) بیان کرے، ان کی جگہ اس شخص کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے جس کا تنا سونے کا ہوگا، اس کے پھل دوشیزاؤں کے سینوں کی طرح ہوں گے، جو جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہونگے، جب بھی اس سے کوئی پھل توڑا جائے گا دوسرا الگ جائے گا۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (**لَا مَقْطُوْعَةٌ وَّلَا مَمْنُوْعَةٌ**) اور کثرت سے میوے ہوں گے، جو نہ ختم ہوں گے۔ (جیسے دنیا کے میوے فصل تمام ہونے سے ختم ہو جاتے ہیں اور نہ ان کے توڑنے میں روک ٹوٹ ہوگی۔ جیسے دنیا میں باغ والے روک ٹوک کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**مَامِنْ مُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِلَّا وَلَهٗ وَكِيْلٌ فِي الْجَنَّةِ، اِنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ بُنِيَ لَهُ الْقُصُوْرَ وَ اِنْ سَبَّحَ غَرَسَ لَهُ الْاَشْجَارُ وَ اِنْ كَفَّ كَفَّ**'' ہر مومن مرد و عورت کا جنت میں ایک وکیل ہے اگر وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا یا کرتی ہے تو فرشتہ اس کیلئے جنت میں محلات تعمیر کرتا ہے اور اگر تسبیح پڑھتا یا پڑھتی ہے تو اس کیلئے

جنت میں درخت لگاتا ہے، اور اگر وہ شخص تلاوت یا تسبیح کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ فرشتہ بھی محلات کی تعمیر یا درخت لگانے سے رک جاتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ

رسول اللہ ﷺ سے چند استفسارات

● حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں کچھ باتیں پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں جو مجھے دنیا و آخرت میں نفع دیں؟ آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو چاہو پوچھو۔

● اس نے کہا میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تقوی اختیار کرو، سب سے بڑے عالم بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میں سب سے بڑا غنی بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قناعت اختیار کرو، سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میں سب سے بڑا عادل بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو تجھے اپنے لئے پسند ہو وہی لوگوں کیلئے پسند کرو سب سے بڑے عادل بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میں سب سے اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نفع پہنچاؤ سب سے اچھے آدمی بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میں لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا خاص بندہ بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو، خاص آدمی بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میرا ایمان کامل ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کرو تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔

● اس نے کہا میں محسنین میں سے ہونا چاہتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو، یہ نہ ہو سکے تو یہ تصور کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

● اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بعد از جنابت فوراً غسل کیا کرو، اللہ پاک سے گناہوں سے پاک ملو گے۔

● اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن نور سے اٹھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اوپر اور کسی پر ظلم نہ کر قیامت کے دن نور سے اٹھے گا۔

● اس نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر قیامت کے دن رحم کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اوپر بھی رحم کر، اور اللہ کے بندوں پر بھی رحم کر، اللہ تیرے اوپر قیامت کے دن رحم کرے گا۔

● اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا استغفار کی کثرت کر، اللہ تیرے گناہ کم کر دے گا۔

● اس نے کہا میں لوگوں میں سب سے طاقتور بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ پر توکل کرو سب سے زیادہ طاقتور بن جاؤ گے۔

● اس نے کہا میرا رزق کشادہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا باوضو رہا کرو، تمہارا رزق کشادہ ہو جائے گا۔ ● اس نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے تو بھی اسے پسند کر، اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جائے گا۔

● اس نے کہا میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی مخلوق پر غصہ کرنا چھوڑ دے، وہ تجھے اپنے غصے سے بچا لے گا۔

● اس نے کہا میری دعائیں قبول ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حرام کھانا چھوڑ دے، تیری دعائیں قبول ہوں گی۔

● اس نے کہا میں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے ذلت سے بچالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو زنا سے بچالے، اللہ تعالیٰ تجھے ذلتوں سے بچالے گا۔

● اس نے کہا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میرے عیوب کو چھپا دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کے عیوب کو چھپا لے اللہ تعالیٰ تیرے عیوب کو چھپا لے گا۔

● اس نے کہا گناہوں سے کیا چیز نجات دیتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنسو، تواضع اور امراض۔

● اس نے کہا سب سے عظیم نیکی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے اخلاق، تواضع اور مصیبت پر صبر۔

● اس نے کہا سب بڑی برائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بداخلاقی اور بخل۔

● اس نے کہا اللہ کے غصے کو دنیا و آخرت میں کیا چیز ٹھنڈا کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چپکے چپکے صدقہ کرنا اور صلہ رحمی کرنا۔

● اس نے کہا جہنم کی آگ کو قیامت کے دن کیا چیز بجھائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں دکھوں اور مصیبتوں پر صبر کرنا۔ (فرمانِ مصطفیٰ ﷺ)

پاکیزہ اعمال

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. (سورۃ التوبہ ۱۰۵)

اور فرما دیجئے عمل کرتے رہو، پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو (اور دیکھے گا) اس کا رسول اور مومن۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو مدینے میں ایک گھر، گھر والوں سمیت جل گیا، جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی بابت بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے دور ہٹاتا رہے۔ میں بھی تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر

تمہیں جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹ جاتے اور نارِ جہنم میں گرتے جاتے ہو۔(مسلم)

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد انگلیاں اور پیالہ چاٹ لینے کا حکم دیا اور فرمایا، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس میں برکت ہے؟ اس کو مسلم نے روایت کیا اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا لقمہ ہاتھ سے زمین پر گر جائے، تو اس کو چاہیے کہ اسے پکڑ لے زمین سے اٹھالے اور اس میں لگی ہوئی گندگی، مٹی وغیرہ کو صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کیلئے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ رومال، تولیے، کپڑے کے ساتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ شیطان تمہارے پاس تمہاری ہر چیز میں حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی، پس جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو چاہیے کہ اسے اٹھا کر اس میں لگی ہوئی گندگی اگر ممکن ہو صاف کر لے اور کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

کتاب وسنت کو رہبر بناؤ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔

اور فرمایا: اگر تم کسی چیز کی بابت آپس میں اختلاف ونزاع کرو، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، یعنی کتاب وسنت کی طرف رجوع کرو۔ اور فرمایا: اور یہ ہے میرا راستہ سیدھا، پس تم اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی کرو ورنہ وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ

دیجیئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ (قرآن مجید)

بدعت گمراہی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ہمارے اس دین میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں، تو وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا غضب شدید ہو جاتا، حتی کہ ایسا ہو جاتا گویا آپ ﷺ دشمن کے کسی لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ، وہ تم پر صبح یا شام کو حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے کہ میں اور قیامت ایسے مبعوث کئے گئے ہیں۔ جیسے یہ دو انگلیاں ہیں اور آپ ﷺ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی دونوں کو ملا لیتے (یعنی جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے سے متصل ہیں، درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کسی نبی کا فاصلہ نہیں) اور فرماتے اما بعد، یقیناً بہترین بات، اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے، اور بدترین کام دین میں نئے پیدا کردہ کام ہیں اور ایسا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے، میں ہر مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں یعنی اس کے معاملات میں اس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں جو شخص مال چھوڑ جائے، پس وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے جو قرض یا محتاج اہل و عیال چھوڑ کر مر جائے تو قرض کی ادائیگی میری ذمے داری اور بچوں کی نگرانی کا فریضہ مجھ پر ہے۔ (مسلم)

تم آپس میں بھائی بھائی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ایک دوسرے پر حسد مت کرو، نہ خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ دو، نہ باہم بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو (یعنی اعراض اور بے رخی مت کرو) اور نہ تمہارا ایک، دوسرے کے سودے پر سودا کرے۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے حقیر گردانے اور نہ اس کو مدد کے وقت بے سہارا چھوڑے، تقویٰ یہاں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے، تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ ایک شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر تصور کرے۔ ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ بتلائیے! اگر وہ ظالم ہو تو میں کیسے اس کی مدد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو تم ظلم کرنے سے روک دو، یہی اس کی مدد کرنا ہے۔ (بخاری)

پانچ حقوق ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا (ان میں شرکت کرنا) دعوت کا قبول کرنا اور چھینکنے والے کو چھینک کا (یرحمک اللہ سے) جواب دینا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب تیری اس سے ملاقات ہوتو اسے سلام کر۔ جب وہ تیری دعوت کرے تو اسے قبول کر۔ جب وہ تجھ سے خیر خواہی کا طالب ہوتو اس سے خیر خواہی کر، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اسے (یرحمک اللہ کہہ کر) جواب دے۔ جب وہ بیمار ہوتو اس کی مزاج پرسی کر اور جب وہ مرجائے تو اس کے پیچھے چل یعنی اس کے جناز میں شریک ہو۔

سات چیزوں سے روکا گیا

حضرت ابوعمارہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا، ہمیں حکم فرمایا، مریض کی مزاج پرسی کرنے کا، جنازوں کے پیچھے چلنے کا، چھینک کا جواب دینے کا، قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام کو پھیلانے کا (یعنی بکثرت السلام علیکم کہنے کا) اور ہمیں منع فرمایا، سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے، چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے سرخ ریشمی گدوں کے استعمال سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے، حریر، استبرق اور دیباج کے استعمال سے۔ (یہ تینوں ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں۔) (بخاری ومسلم)

عیب چھپانے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ وہ لوگ جو اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (سورہ نور،۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ کسی بندے کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میری امت کا ہر فرد درگزر کے قابل ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرنے والے ہوں گے اور یہ بھی اعلانیہ گناہ میں سے ہے کہ آدمی رات کو کوئی گناہ کا کام کرے، پھر صبح کو، باوجود اس بات کے کہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا اسے لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیا وہ کہے، اے فلاں شخص! گزشتہ رات میں نے اس اس طرح کام کیا حالانکہ اس نے وہ رات اس طرح گزاری تھی کہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کر دی تھی اور یہ صبح کو وہ پردہ چاک کر رہا ہے جو اللہ نے اس پر ڈال دیا تھا۔ (مسلم)

صادقین کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھی بنو۔

اور فرمایا: سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔

مزید فرمایا: اگر وہ اللہ سے سچ بولتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً سچائی، نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے ہوئے یہ الفاظ یاد ہیں وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور اس کو اختیار کر، جس کی بابت تجھے شک و شبہ نہ ہو، اسلئے کہ سچ، اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ شک اور بے چینی ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح ہے)

سچ بولنے اور تقویٰ کا حکم

حضرت ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں سودا کرن والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔ پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر دیں یعنی کوئی عیب وغیرہ ہو تو بتلا دیں تو ان کے اس سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔ (بخاری مسلم)

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

فرمایا: پس ڈرو اللہ سے جتنی تم طاقت رکھو۔ یہ دوسری آیت پہلی آیت کے مفہوم و مراد کو واضح کر رہی ہے۔ یعنی کما حقہ ڈرنے کا مطلب مقدور بھر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور درست بات کہو۔ اور تقویٰ کے حکم کے بارے میں کثرت کے ساتھ آیات ہیں۔

نیز فرمایا: جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

فرمایا: اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی بصیرت عطا فرما دے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

متقین کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا، جو ان میں سب سے زیادہ

اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا، اس کی بابت ہم آپ سے نہیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر یوسفؑ ہیں جو خود بھی اللہ کے پیغمبر ہیں، نیز باپ بھی پیغمبر، دادا بھی پیغمبر اور پردادا بھی پیغمبر اور اللہ کے خلیل ہیں۔ انہوں نے کہا، ہم اس کی بات بھی نہیں پوچھ رہے ہیں آپؐ پوچھا، تو کیا تم مجھ سے پھر عرب کے خاندانوں کی بابت پوچھ رہے ہو؟ تو سنو! ان کے جو افراد جاہلیت میں بہتر تھے، وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں، یعنیا سلام نے کسی کی دنیوی جاہ و مرتبت میں کمی نہیں کی ہے بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعاء فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا، پرہیزگاری (تقویٰ) کا، پاک دامنی کا اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

نماز ادا کرنے کا حکم

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اپنی پانچوں فرض نمازیں ادا کرو، (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو! تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (اس کو ترمذی نے کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

اللہ تعالیٰ کا خوف اور یقین کامل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب مومنوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو کہا، یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے کیا، اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور اس چیز نے ان کو ایمان و تسلیم میں ہی زیادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ، جب ان سے لوگوں نے کہا کو لوگ تم سے مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو! تو اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا، ہمیں اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ اس حال میں واپس لوٹے کہ انہیں کوئی برائی نہیں پہنچی اور انہوں نے اللہ کی رضا مندی کا اتباع کیا اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بلند و برتر پر بھروسہ کر اس زندہ ذات پر جسے موت نہیں آئے گی۔ فرمایا اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔ فرمایا: جب تو اے پیغمبر! کسی کام کا پختہ ارادہ کر لے تو پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ توکل کے حکم کے بارے میں بکثرت آیات ہیں۔ فرمایا: اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے، پس وہ اس کو کافی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مومن تو وہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل اس کی عظمت وجلالت اور خشیت سے کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کے کلام کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

توکل علی اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اے اللہ! تیرے غلبے کے ذریعے سے میں پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اس بات سے کہ تو مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دے، تو زندہ اور قیوم ہے جسے موت نہیں آئے گی اور تمام انس وجن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم، یہ الفاظ جو نقل ہوئے مسلم کے ہیں۔ بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) اس

وقت کہا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور حضور ﷺ نے بھی یہ کلمہ اس وقت کہا جب کافر لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگ تمہارے مقابلے کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ ان سے ڈرو! پس اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگ جنت میں جائیں گے جن کے دل، پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ (پرندوں کی طرح اللہ پر) بھروسہ کرنیوالے ہوں گے اور بعض کے نزدیک مطلب ہے کہ ان کے دل نرم ہوں گے۔

حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا کیلئے فرمایا

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے پیارے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاء میں شریک رکھنا۔ (یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل۔ وہاں پہنچ کر آپؐ دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک حدیث میں ہے نبی ﷺ ہر ہفتے قباء شریف لے جایا کرتے کبھی سواری پر اور کبھی پیدل اور حضرت ابن عمرؓ بھی، آپ کی اقتداء میں ایسا کرتے تھے۔

حب الٰہی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔ آخر سورت تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (مدینے) میں جگہ پکڑی (مقیم رہے) اور ایمان میں (مستقل) رہے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں، جن میں وہ ہوں گی، وہ ان کی بدولت ایمان کی لذت اور مٹھاس محسوس کرے گا:

(۱) یہ کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ماسوا ہر چیز پوری کائنات سے زیادہ محبوب ہو۔

(۲) اور یہ کہ وہ کسی آدم سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھے۔

(۳) اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر میں لوٹنے کو، جب کہ اس سے اللہ نے اس کو بچالیا، اس طرح برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو وہ برا سمجھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عرش کے سائے میں جو ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن اپنے عرش یا حفاظت کے سائے تلے جگہ دے گا، اس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا حکمران۔ (۲) وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی ہو۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہو، مسجد کی خاص محبت اس کے دل میں ہو۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد کے لئے بے قرار ہو۔ (۴) وہ دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں۔ اسی پر وہ باہم جمع ہوتے اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ آدمی جسے کوئی حسین وجمیل عورت دعوت گناہ دے، لیکن وہ اس کے جواب میں کہے میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ

کو علم نہیں کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤ گے۔ جب تک ایمان نہیں لاؤ گے، اور تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک تم ایک دوسرے سے صرف اللہ کیلئے محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے۔ وہ یہ کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مسلم)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میری جلالت وعظمت کے خاطر باہم محبت کرنیوالے کہاں ہیں؟ ان کے لیے نور کے منبر ہیں جس پر وہ بیٹھیں گے۔ ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (اس مقام کی آرزو کریں گے۔

(ترمذی اور امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کی عبادت

حضرت ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان آدمی جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ آپس میں کسی چیز کی بابت اختلاف کرتے ہیں تو اس کے حل کے لئے اس سے سوال کرتے ہیں اور اپنی رائے سے رجوع کرکے اس کی رائے قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان کی بابت پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آ گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں اور میں نے انہیں وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا، پس میں ان کا

انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا، انہیں سلام کیا، اور پھر کہا، اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، انہوں نے کہا واقعی؟ میں نے کہا، ہاں اللہ کی قسم۔ انہوں نے کہا کیا واقعی؟ میں نے کہا، واقعی، اللہ کی قسم۔ پس انہوں نے مجھے میری چادر کی گوٹ کنارے سے پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور فرمایا، خوش ہو جا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری محبت واجب ہو گئی ہے ان کے لئے جو میرے لئے آپس میں محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِيْمًا. قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُوْنَ (الانعام ۲۷)

اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا (بالکل) سیدھا ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں دلیلیں ان لوگوں کیلئے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔

اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی پرستش کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ کسی بندہ کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ کسی بندہ کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا عذاب نہ دے۔

اللہ تعالیٰ نے عبادت دین اسلام کا جزو اعظم ٹھہرایا ہے اور عبادت کو ظاہری و باطنی ذرائع کے لئے حسن و جمال کا غازہ تہذیب و اخلاق و عادات اور اصلاح حالات کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

ظاہری صفائی

چہرہ ہاتھ پاؤں جو ہر دم کھلے رہتے ہیں۔ بسا اوقات دنیوی کاروبار میں مصروف رہنے کی وجہ سے گرد آلود ہو جاتے ہیں جس سے ایک قسم کی خراش اور تکلیف

محسوس ہوتی ہے۔ وضو کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب دھل کر صاف ہوجائیں اور نماز بلاکسی تکلیف کے اطمینان دل سے ادا کی جائے۔

وضوحفظ ماتقدم کا بہترین ذریعہ ہے اور بہت ساری بیماریوں کے حملے کو روکتا ہے، جدید سائنس اور طبی انکشافات سے یہ امر پایۂ ثبوت و تحقیق کو پہونچ چکا ہے کہ گرد و غبار کے ذرات جو فضا میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے رہتے ہیں ان کے اندر بے شمار جراثیم پرورش پاتے ہیں چوں کہ انسان کا چہرہ ہاتھ پاؤں اکثر کھلے رہتے ہیں، اس لئے یہ ذرات ان پر جم جاتے ہیں، جن کے ساتھ ساتھ جراثیم بھی جسم میں سرایت کر کے مہلک امراض کا باعث ہوتے ہیں۔ وضو کرنے سے یہ اندیشہ جاتا رہتا ہے اور اعضا بھی پاک وصاف ہوجاتے ہیں۔

مشاہدہ کیا گیا ہے کہ انسانی بدن سے ہر وقت زہریلے مواد پسینہ کی شکل میں خارج ہوتے رہتے ہیں، بسا اوقات ان ہی بخارات کے چند زہریلے اثرات مسامات بدن میں جمع ہوجاتے ہین اور خطرناک امراض کا پیش خیمہ ثابت ہوتے اور صحت و تندرستی کا خاتمہ کردیتے ہیں۔ اگر ان کی صفائی کا خیال رکھا جائے بالخصوص کھلے ہوئے اعضاء کو دھویا جائے تو یہ خطرہ دور ہوجاتا ہے، چنانچہ وضو اس کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

باطنی صفائی

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ۲۲۲) بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو۔

وضو سے اعضاء کی نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی صفائی بھی مقصود ہے، اس سے اکثر و بیشتر ادنیٰ درجہ کے روحانی امراض کا ازالہ بخوبی ہوسکتا ہے کیوں کہ ہاتھ، زبان، ناک، کان وغیرہ سے جس قدر چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہوا کرتے ہیں، وہ سب

وضو کے ذریعہ سے ترتیب وار دھل جاتے ہیں، بلحاظ گناہ کے کثرت وقوع کے اعضاء وضو کی بنیاد اس طرح رکھی گئی ہے۔۔

پہلے چہرہ دھویا جاتا ہے، جس کے اندر زبان ہے۔ ظاہر ہے کہ بہ نسبت اور اعضاء کے زبان سے بہت زیادہ گناہوں کا صدور ہوتا ہے۔ ناک اور آنکھ کے گناہ اس کے لگ بھگ ہیں ان کے بعد ہاتھوں کے دھونے کا درجہ ہے کیوں کہ زبان سے گفتگو کرنے اور آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی ہاتھ کو چھونے کا موقع ملتا ہے، سر چونکہ چہرہ کے قریب ہے، اور چہرہ سے زیادہ گناہ سرزد ہوتے ہیں، اس لئے صرف مسح کر لینا سر کی صفائی کے لئے کافی ہے کیونکہ ایک گناہ گار کے قریب رہنے والے سے خفیف گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے اگر اس کو بھی دھونے کا حکم دیا جاتا تو ایک قسم کی تکلیف ہوتی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اعضاء وضو کے اسرار پر کس قدر عارفانہ نکات میں روشنی ڈالی ہے۔ ہاتھوں کا دھونا جنت کے دسترخوانوں کی لذت یاب ہونے کیلئے، کلی کرنا پروردگار عالم سے شرف ہم کلامی کرنے، ناک میں پانی لینا جنت کی روح پرور خوشبو سونگھنے، چہرہ کا دھونا، روئے جلال و جبروت کی طرف نظر کرنے، ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا کنگن پہننے، سر کا مسح تاج زرنگار زیب سر کرنے، کانوں کا مسح مقدس کلام الٰہی کو سننے اور پاؤں کا دھونا جنت میں داخل ہونے اور (فرش مخملیں) پر چلنے کے لئے ہے۔

عام ظاہری نفاست

مَنْ كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ۲۳۲) جو تم میں یقین رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لئے اور ہے بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

افراد کو عام ظاہری نفاست و صفائی کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تا کہ میل کچیل اور بدن کی بد بو اور گندگی کی وجہ سے نمازیوں اور رفقاء کو تکلیف نہ ہو،

نیز اس کا لحاظ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اکثر دوست احباب سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہے، مجلسوں اور تقریبوں میں شرکت کے موقع پیش آتے ہیں، اگر ظاہری نفاست و لطافت کا خیال نہ رکھا گیا تو دوستوں اور اہل محفل کو تکلیف پہونچنے اور ان کے دلوں میں نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہونے کا باعث ہے، حالانکہ انسانی اور اخلاقی فریضہ یہ ہے کہ ہر دم مخلوق کی خیر خواہی اور ابنائے جنس سے ربط وضبط پیدا کرنے بالخصوص مقدس محفلوں میں شریک ہونے کا خیال رکھا جائے نفس کے نشاط وسرور کا راز نفاست و پاکیزگی میں مضمر ہے کیونکہ انسانی نفس کو جسم سے گہرا تعلق ہے، جسم جن آثار و کیفیات سے متاثر ہوتا ہے نفس پر بھی ضرور ان کا اثر پڑتا ہے، جسم میں اگر نظافت و نفاست ہے تو نفس میں نشاط وسرور پیدا ہوتا ہے اور اس سے تمام کسل و ماندگی دور ہوجاتی ہے، اس صورت میں اس کیلئے عبادت کا فریضہ ادا کرنا سہل ہوجاتا ہے، اور وہ اپنی رضامندی اور شوق و وجدان سے یہ فریضہ ادا کرنے میں محظوظ ہوتا ہے، جب وہ اس درجہ تک پہونچ جاتا ہے تو اس پر اسرار الٰہیہ کا انکشاف ہوتا ہے اور اس مقام عرفان تک رسائی حاصل کرلیتا ہے جہاں سے انوار و تجلیات ربانی کی بارش اس کے دل کی فضاؤں پر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے بعد اس کو دنیوی امور انجام دینے کے ساتھ ساتھ اس فریضۂ عبادت میں وجدانی و ذوقی کیفیت سے محظوظ ہوتے رہنے کی قدرت حاصل ہوجاتی ہے، اب اس کے اس فرض کی ادائیگی اور توجہ ذکر کی راہ میں کوئی دنیوی طاقت اور انہماک حائل نہیں ہوسکتا۔

پانی سے ظاہری صفائی و نظافت حاصل کرنے میں اس طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ باطن کی صفائی و نفاست کی طرف توجہ کی جائے اور نفس کو فاسد عقائد اور ردی اخلاق کی گندیوں سے پاک وصاف رکھا جائے۔ اسکی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ صفائی وشائستگی نصف ایمان ہے۔

اس لئے شارع نے ظاہری پاکی کی طرف شدت سے توجہ دلائی ہے تاکہ اس کے ذریعہ افراد کے نفوس میں باطنی صفائی کی جھلک پائی جائے اور وہ فاسد اخلاق کی تاریک سرحدوں کو پھاند کر تہذیب وشائستگی اور اخلاق ومحاسن کی مقدس سرزمین میں قدم دھریں، باطل عقائد کو دل ودماغ سے دور کر کے پاکیزہ جذبات کی پرورش کریں۔

نماز قائم کرو

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى. وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ ۲۳۷)

انسان کی تخلیق جن عناصر سے ہوئی ہے وہ فنا پذیر ہیں، ان میں ہر وقت تغیر و انحطاط کے آثار رونما ہوتے رہتے ہیں، آخر کار پندار وغرور کی رعنائیوں کا یہ بدمست پیکر فنا کا تلخ گھونٹ پی لیتا ہے، اس کے حسن وجمال کا آفتاب قبر کے تیرہ وتاریک گوشوں میں دفن ہو جاتا ہے اور اس کے اجزاء بدن خاک میں مل کر ذرات کی شکل و صورت اختیار کر کے فضاؤں میں بھٹکتے پھرتے ہیں، اب ابدیت اور فضیلت و برتری اس جسم خاکی کو کیسے نصیب ہوسکتی ہے، جو کہ فنا کی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، پھر وہ کون سی لازوال شے ہے جو سرمدی بقا وحیات کا مظہر اور روحانی لطافتوں اور ربانی تجلیات کا سرچشمہ ہے؟

ایک بجلی ہے جو قالب انسان کے رگ وریشہ میں کوندتی پھرتی ہے جس سے کارزار حیات سرگرم ہے، اور وہ روح ہے جو اس انسانی جسم میں جاری وساری ہے، جو زندگی کا مبدا، اور شعور ادراک کا منبع ہے، یہی وہ روح ہے جو ہر دم مبدا فیاض سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی آرزومند رہتی ہے، یہی وہ بجلی ہے جو مظہر جلال و جبروت سے ہر لمحہ تڑپ اور چمک پیدا کر کے جسمانی خواہشوں کے خرمن پر کرنے کے لئے بے قرار رہتی ہے اور یہی وہ جوہر فراوانی ہے جو خالق حقیقی سے کمال اتصال پیدا کرنے کا مشتاق رہا کرتا ہے۔

اللہ کا فضل اور کسب معاش

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الجمعۃ:۱۰)
پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو۔

حضرت ابوعبداللہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک شخص کا رسیاں لے کر پہاڑ پر جانا، کہ ان سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، پھر اسے بیچے، پس اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ذلت سے بچائے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ چاہیں تو اسے دیں چاہیں تو انکار کر دیں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتا اور اسے بیچ کر گزارا کرتا ہے۔ یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ اسے دے دے یا انکار کر دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔ (بخاری)

اللہ پر بھروسہ

اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ "وہ لوگ جنھوں نے (ہر حال میں) صبر کیا اور صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ کئے ہوئے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ دیگا۔ اور فرمایا: اور جو کچھ تم خرچ کرو گے پس اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا اور تم جو بھی خرچ کرتے تو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو اور تم جو کچھ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نیز فرمایا: جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کی ہمت و توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے علم و حکمت سے نوازا، پس وہ اس کے ساتھ ہی فیصلہ کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری) اس کے معنی ہیں کہ کسی پر رشک نہ کیا جائے سوائے ان دو خصلتوں کے کسی ایک پر۔ یعنی ان پر رشک کرنا درست ہے۔

آخرت کا توشہ اپنا مال ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا ہی مال سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پس انسان کا مال تو وہی ہے جو اس نے صدقہ و خیرات کر کے آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ گیا۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن، جس میں بندے صبح کرتے ہیں، دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا

ہے، اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ! روک کر رکھنے والے کو ہلاک کر۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! اگر تو زائد از ضرورت مال خرچ کر دے تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا اور اگر تو اسے روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہوگا اور تجھے برابر سرابر روزی پر ملامت نہیں کی جائے گی اور ابتداء اپنے اہل وعیال کے ساتھ کر۔ اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر یعنی کسی مسلمان کی طرف سے کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ضرور دی۔ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں، اسے دے دیں، وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا، اے میری قوم! اسلام قبول کرلو، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے فقر کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یقیناً ایک آدمی صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اسلام قبول کرتا لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرتا کہ اسلام اسے دنیا میں موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور مجھ ہی سے ڈرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اسی طرح ہے تیرے رب کی پکڑ، جب وہ کسی بستی کو پکڑتا ہے جب کہ اس کے باشندے ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، یقیناً اس کی پکڑ نہایت دردناک ہے، بلاشبہ اس میں اس شخص کے لئے نشانی ہے جو

عذاب آخرت سے ڈرتا ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور یہی دن سب کی حاضری کا ہے، ہم اسے صرف ایک گنی ہوئی مدت کے لئے مصلحتاً مؤخر کر رہے ہیں۔ جب یہ دن آئے گا تو کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر یا رائے کے بغیر گفتگو نہیں ہوگی۔ پس بعض لوگ بد بخت اور بعض نیک بخت ہوں گے۔ جو بد بخت ہوں گے۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے، ان کے لئے اس میں چیخنا اور پکارنا ہوگا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے یعنی اس کو ناراض کرنے سے بچو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں اور اپنے باپ سے، اپنی بیوی اور بیٹوں سے ہر ایک کے لئے ایسی حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے بے نیاز اور بے پروا کر دے گی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا بھونچال بڑی چیز ہے، اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور تم دیکھو گے کہ لوگ مدہوش ہیں اور یہ مدہوشی نہیں ہوگی، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اس شخص کے لئے، جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا وہ جنت کا مستحق ہے۔

فرمایا: ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے، کہیں گے، اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں (دنیا میں) اللہ سے ڈرا کرتے تھے، پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں (جہنم کے) عذاب سے بچا لیا۔ بے شک ہم اس سے قبل اسی کو پکارتے تھے، بلاشبہ وہ بہت احسان کرنیوالا، نہایت مہربان ہے۔

تقدیر کب لکھی جاتی ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سچ مانا جاتا ہے، بے شک تم میں

سے ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اسی کی مثل یعنی اتنی ہی مدت منجمد خون بنا رہتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر ایک سو بیس دن کے بعد فرشتہ بھیجا جاتا ہے، وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور فرشتے کو چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے، اس کی روزی، اس کی موت، اس کا عمل اور وہ بدبخت ہے یا نیک ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے۔ اور وہ جہنمیوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ بے شک تم میں سے ایک شخص جہنمیوں والے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس پر لکھا ہوا عذاب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ پس اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت والے دن جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے پاؤں کے تلوؤں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا، وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی نہیں، حالانکہ وہ ان جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے اور سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ کے نزدیک داؤدؑ کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور اس کا تیسرا حصہ نماز پڑھتے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں آرام

فرماتے اور وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے اور جب دشمن سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی تو بھاگتے نہیں تھے۔

اعمال کی حفاظت

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَھُمۡ وَ حُسۡنُ مَاٰبٍ۔(الرعد۲۹)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے، خوش خبری ہو ان کے لئے اور (انہی کے لئے) اچھا انجام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے اور حق کی باتیں اتری ہیں، ان کے لئے جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو اس سے پہلے کتابیں دی گئیں، پس ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے رسولوں کے پیچھے عیسیٰ ابن مریمؑ کو بھیجا اور ہم نے انہیں انجیل دی اور ہم نے ان کے پیروکاروں کے دلوں میں شفقت و رحمت رکھ دی اور دنیا کا ترک کرنا، جو انہوں نے گھڑ لیا تھا، ہم نے اسے ان پر نہیں لکھا تھا، مگر اللہ کی رضا مندی تلاش کرنے کو ہم نے ان کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔ یا انہوں نے رہبانیت اس غرض سے گھڑی تھی۔ پس انہوں نے اس کا اس طرح خیال نہیں رکھا، جس طرح اس کا خیال رکھنے کا حق تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اس عورت کی طرح مت ہو جاؤ جس نے نہایت محبت سے کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

فرمایا: اور اپنے رب کی عبادت کر! یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔

فجر کی نماز کی فضیلت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے رات کے وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے اور وہ اسے فجر کی

نماز سے لے کر ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے گویا اس نے اس رات کو ہی پڑھا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا، نوافل وغیرہ پڑھتا تھا (یعنی طاقت سے زیادہ) پھر اس نے اکتا کر رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کسی تکلیف یا اور کسی وجہ سے رہ جاتی تو آپؐ دن کو بارہ رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تمھیں جو دیں، اسے لے لو، اور جس سے تمھیں روک دیں، اس سے رک جاؤ۔

فرمایا: پیغمبر اپنی خواہش سے نہیں بولتا، وہ تو وحی ہی ہے جو اس کی طرف نازل کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبر! ان سے کہہ دیں، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو پس تم میری پیروی کرو، اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔

فرمایا: یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔

قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ

فرمایا: تیرے رب کی قسم ہے، لوگ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں اپنا حکم (ثالث) نہ مان لیں، پھر تیرے فیصلے پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور نہایت خوش دلی سے اسے تسلیم کر لیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کسی چیز کی بابت تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے کہ جائز ہے یا ناجائز؟ تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب وسنت کی طرف لوٹا دو، یعنی اس کی روشنی میں جائز و ناجائز کا فیصلہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو اللہ کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کے حکم کی مخالفت کرنیوالوں کو اس امر سے ڈر جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ کسی آزمائش سے دوچار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔

فرمایا: یاد رکھو، اللہ کی آیتوں اور حکمت (سنت) کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی یعنی تلاوت کی جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو باتیں میں تمہیں بیان نہ کروں تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو (یعنی ان کی بابت کرید کرید کر مت پوچھو) اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ وہ کثرت سے سوال کرتے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرتے تھے۔ اس لیے جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت، سب کی سب جنت میں جائیگی، سوائے ان افراد کے جو انکار کردیں۔ پوچھا گیا، یارسول اللہ ﷺ! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے جواب میں

ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔ (بخاری)

صفوں کو سیدھا کریں

حضرت ابو مسلم اور بعض کے نزدیک ابو ایاس سلمہ بن عمرو بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا، اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا، اس کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔ اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف کبر نے روکا تھا، پس اس کے بعد اس نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھایا یعنی اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہا۔ (مسلم)

حضرت ابو عبداللہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، تم اپنی صفیں ضرور سیدھی اور درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے تھے گویا ان کے ساتھ آپ ﷺ تیروں کو سیدھا فرما رہے ہیں، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ محسوس فرماتے کہ ہم آپ ﷺ کی طرف سے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھ گئے ہیں تب آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز کا آغاز فرماتے۔

رسولِ کریم ﷺ کا لحاظ اور مختصر نماز

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص مومن نہیں جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری) رسول اکرم ﷺ ہر معاملے میں دوسروں کی راحت کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ہر اس کام سے پرہیز فرماتے جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی کہ

عبادات میں بھی آپ اس بات کا لحاظ رکھا کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں طویل نماز پڑھانے کے خیال سے کھڑا ہوتا ہوں، اتنے میں کسی بچے کی رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، محض اس وجہ سے کہ کہیں اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۷۰۷)

آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی: اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِی النَّاسِ الضَّعِیْفُ وَ السَّقِیْمُ وَ ذُو الْحَاجَّۃِ۔ (مسلم حدیث نمبر: ۴۶۷) تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ مختصر پڑھائے، اس لیے کہ مقتدیوں میں ضعیف اور بیمار بھی ہوں گے اور ضرورت مند بھی۔

اسلام ہمیں اس بات کا حق ہرگز نہیں دیتا کہ ہم دوسروں کے لیے باعثِ تکلیف بنیں۔ اس لئے ہر اس کام سے روکتا ہے جس سے دوسروں کی پریشانی میں اضافہ ہوتا ہو۔ اسلام میں جن باتوں اور کاموں سے روکا گیا ہے ان کا سب سے بڑا سبب اور فلسفہ یہی ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے کے لئے رحمت ہو۔ کوئی کسی وجہ سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو حکم دیا گیا کہ وہ کم سے کم اپنی ذات سے دوسروں کو نقصان بھی نہ پہنچائے۔

کونسا غلام آزاد کرے

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا: کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مالک کی نظروں میں سب سے زیادہ کار آمد اور قیمتی ہو۔ میں نے کہا: اگر میں یہ نہ کر سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کاریگر کی مدد کر دو، یا بے ہنر کا کام کر دو۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر اس عمل سے بھی عاجز رہوں تو؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: تَکُفُّ شرک عَنِ النَّاسِ فِاِنَّھَا صَدَقَةٌ مِّنکَ علٰی نَفسِکَ (مسلم باب بیان الایمان باللہ تعالیٰ) ’’اپنے شر سے لوگوں کو بچائے رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے‘‘۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ پوچھا گیا: اگر وہ صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ پائے تو؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ پوچھا: اگر اسے اس کی بھی طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا: کسی ضرورت مند فریاد کرنے والے کی ضرورت پوری کرے۔ پوچھا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: وہ بھلائی کا حکم کرے۔ پوچھا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے کہ یہ بھی صدقہ ہے‘‘۔ (الادب المفرد صحیح، باب مایجب من عون الملھوف)

غیر مسلموں کو بھی تکلیف نہ دیں

مسلمان روئے زمین کے لئے کبھی بوجھ نہیں بن سکتا، بلکہ اس کا وجود زمین کے بوجھ کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ یہی سبق اسلام کی مختلف تعلیمات میں دیا گیا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا گیا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، ان میں ادنیٰ یہ ہے کہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹایا جائے‘۔ (مسلم)

جانوروں پر بھی رحمت

اسلام نے رحمت عام کی تعلیم دی ہے۔ اسلام کے نزدیک رحمت کے مستحق غیر مسلم بھی ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَن تُؤمِنُوا حَتّٰی تَرَاحَمُوا قَالُو: کُلُّنَا رَحِیمٌ یَا رَسُولَ اللّٰہِ. قَالَ: اِنَّهُ لَیسَ بِرَحمَةِ اَحَدُکُم صَاحِبَهُ وَلٰکِنَّھَا رَحمَةُ النَّاس، رَحمَةُ العَامَّةِ (الصحیحہ للالبانی: ۱/۲۷۰) ’’تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں رحم نہ کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر شخص پیکرِ رحمت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری مراد یہ نہیں کہ اپنے ساتھی کی حد تک تم پیکرِ رحمت بنو، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تم سارے انسانوں کے لئے پیکرِ رحمت بنو، میری مراد رحمتِ عامہ سے ہے۔

انسان تو انسان، جانوروں کے لیے بھی رحمت بننے کی تعلیم دی گئی ہے۔ فرمایا گیا: فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ (بخاری باب رحمۃ الناس)

''ہر جان دار کی خدمت کرنے میں اجر ہے''۔

ایک شخص ایسے کم زور جانور پر سوار تھا جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپؐ نے دیکھا تو فرمایا: ان بے زبان جانوروں کے حق میں اللہ سے ڈرو۔ ان پر اچھے انداز میں سواری کرو اور انہیں اچھا کھلاؤ''۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۵۴۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذہبِ اسلام دینِ رحمت ہے اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے قرآن کتابِ ہدایت و رحمت ہے، اور پیغمبر اسلام رحمۃ للعالمین ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو پیکرِ رحمت بننا چاہیے۔ پیکر رحمت بننا یہی ہے کہ ہم اپنے وجود کو انسانیت کے لئے نفع بخش بنائیں، اپنی ذات سے دوسروں کو جس قدر فائدہ پہنچا سکتے ہوں پہنچائیں اور کسی کے لیے باعثِ تکلیف و پریشانی نہ بنیں۔

جس کی بادشاہت ختم نہ ہوگی

شان و شوکت اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ جس طرح دنیا میں آئے تھے اسی طرح یہاں سے جانا ہے۔ بنو امیہ کے ناقابلِ تسخیر حکمران عبدالملک بن عمران کی وفات کے وقت پوچھا گیا اس وقت آپ اپنے کو کیسے پاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، میں اپنے آپ کو ٹھیک اللہ کے اس فرمان کے مطابق پاتا ہوں۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (الانعام:۹۴) اور تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جس

طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ سب اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے۔ اے وہ ذات جس کی بادشاہت کبھی ختم نہ ہوگی اس شخص پر رحم فرما جس کی بادشاہت اب ختم ہو چکی ہے۔ (العاقبۃ لابی محمد الاشبیلی ص: ۷۰)

موت کے مقاصد

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ. جب وقت موعود آجائے گا تو نہ ایک لمحہ موخر ہوگا نہ مقدم۔

موت کا وقت متعین ہے، اپنے وقت سے پہلے نہیں آتی، اور جب وقت ہو جاتا ہے تو کبھی نہیں ٹلتی، بتا کر نہیں آتی، بلکہ اچانک حملہ کرتی ہے، البتہ اس کی نشانیاں بے شمار ہیں، عقل مند انسان وہ ہے جو موت کو اپنے سرہانے دیکھنے سے پہلے اس کی علامتیں دیکھ کر عبرت حاصل کر لیتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک دفعہ ملک الموت سے کہا: مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: کیا ہے؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا: میری وفات کا وقت قریب آجائے اور آپ میری روح قبض کرنا چاہیں تو ذرا پہلے مجھے خبر کر دینا۔ ملک الموت نے کہا: ہاں ٹھیک ہے، میں آپ کے پاس دو یا تین قاصد بھیج دوں گا۔ پھر جب یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو ملک الموت اچانک نمودار ہوئے۔ یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا: ملاقات کیلئے تشریف لائے ہو یا روح قبض کرنے کیلئے؟ ملک الموت نے کہا: روح قبض کرنے کیلئے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے کہا تھا کہ مجھے خبر کرنے کیلئے پہلے دو تین قاصد بھیجیں گے۔ ملک الموت نے جواب دیا: وہ تو میں بھیج چکا ہوں۔ آپ کے بالوں کی سفیدی جب کہ وہ سیاہ تھے، بدن کی کمزوری جب کہ پہلے وہ قوی تھا، اور جسم کا جھک جانا جب کہ وہ سیدھا تھا، یہ تمام بنی آدم کے پاس ان کی موت سے پہلے دراصل میرے قاصد ہی ہیں۔ (ارشاد العباد لاستعداد لیوم المعاد، ص: ۷)

ہوسکتا ہے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ علامتیں تو بوڑھے اور معمر افراد کے لئے ہیں، نوجوان، توانا اور صحت مند کیلئے اس میں سبق کہاں ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نوجوان اور صحت مند حضرات کیلئے بھی موت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ملک الموت سے مکالمہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے ملک الموت کو اپنے گھر میں اچانک دیکھا تو انسے کہا: میں ابھی پوری طرح تیار نہیں ہوں۔ ملک الموت نے پوچھا: آپ کا فلاں رشتہ دار کہاں ہے؟ آپ کا فلاں پڑوسی کہاں ہے؟ داؤد علیہ السلام نے جواب دیا: وہ سب مر گئے۔ ملک الموت نے کہا: پھر کیا آپ کو تیاری کرنے کے لئے ان کی موت کافی نہیں تھی؟ (التذکرۃ للامام القرطبیؒ: ص ۲۰۴)

یہ وہ نشانیاں ہیں جن سے ہر شخص کو اپنی زندگی میں مسلسل سابقہ پڑتا رہتا ہے، کبھی کسی قرابت دار کی موت تو کبھی کسی پڑوسی کا جنازہ، بلکہ عصر حاضر میں اسلحہ سازی اور اس کی خریداری کے معاملے میں ملکوں اور قوموں کی حد سے بڑھی ہوئی بھوک کے نتیجے میں یہ علامتیں اب ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہیں، ٹی وی، یا نیٹ پر خبریں سنیں یا جرائد و اخبارات کی ورق گردانی کریں، کہیں بم دھماکے ہو رہے ہیں، کہیں کوئی حاکم اپنی ہی قوم اور رعایا کے خون کو بہا رہا ہے، گویا انسانوں نے اقتدار کی ہوس اور نام نہاد ترقی کے زعم میں خود اپنے ہی ہاتھوں ملک الموت کے قاصد ہر جگہ بکھیر دیے ہیں۔

عالم نزع کی کیفیت

موت کے وقت جب سانسیں اکھڑنے لگتی ہیں تو انسان کسی عالم میں ہوتا ہے؟ کیسی تکلیف اور مصیبت میں ہوتا ہے؟ اس کا پوری طرح تصور کرنا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ جو انسان اس تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے وہ واپس نہیں آتا کہ اسے بیان کرے،

لیکن اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں نہایت بلیغ اور موثر انداز میں اسے بیان فرمایا ہے۔ارشادِ ربانی ہے.وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (ق:١٩)اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آ پہنچی ،یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔

موت کی حقیقت

موت کی تکلیف تلوار کی ضرب، آرے اور قینچی کی کاٹ سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے جو عقل کو ناکارہ، زبان گونگا اور اعضا کو کمزور کر دیتی ہے، یہاں تک کہ گویائی کی قوت بھی ختم ہو جاتی ہے، کمزوری اور تکلیف کی وجہ سے انسان کی آنکھیں پتھرانے لگتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ قِيْلَ مَنْ رَاقٍ، وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ، وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ، اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ(القیامۃ:٢٦تا٣٠)

ہرگز نہیں، جب جان ہنسلی تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور (بیمار کو) یقین ہو جائے گا کہ یہ وقت جدائی ہے اور پنڈلی پنڈلی سے چپک جائے گی، آج تیرے پروردگار کی طرف روانگی ہوگی۔

یعنی جب انسان کی روح حلق کی ہڈی تک پہنچ جاتی ہے تو عزیز واقارب، بیوی بچے، ماں باپ اور بھائی بہن مریض کی حالت زار دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں، بے بسی سے پکار اٹھتے ہیں کہ کسی ڈاکٹر کو بلاؤ، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی، حالت مزید بگڑتی جاتی ہے، یہاں تک کہ جدائی کی گھڑی آ جاتی ہے اوروں کو چھوڑ یے خود اللہ کے خلیل و محبوب آخری نبی حضرت محمد ﷺ وفات کے وقت سخت تکلیف میں تھے، پانی کا ایک پیالہ آپ کے قریب تھا، جس میں آپ اپنے ہاتھ ڈبوتے، پھر اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے فرماتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ''اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں یقیناً موت کی سختیاں ہیں''۔ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ نے اپنے والد کو سخت تکلیف میں دیکھ کر فرمایا: ہائے ابا جان کی تکلیف

آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ پر آج کے بعد کوئی کرب نہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ کا مرض بڑھتا گیا، یہاں تک کہ گویائی کی سکت نہ رہی، صرف ہاتھ سے اشارہ فرماتے۔ پھر آپ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات آ گئے، ہاتھ لڑھک گیا، اور آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر:۴۱۸۴)

خاتمہ بالخیر

جب اللہ تعالیٰ کے سب سے نرالے اور سب سے پیارے رسول اللہ ﷺ کا یہ حال تھا تو غور کرنے کا مقام ہے کہ دوسرے لوگ موت کی سختیوں سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ یہ الگ بات ہے بلند مرتبہ کی وجہ سے آپ ﷺ کو تکلیف بھی دوسروں سے بڑھ کر ہوتی تھی، اور نزع کے وقت آپ کی یہ تکلیف آپ کے درجات کی بلندی اور امت کو خبردار کرنے کیلئے تھی کہ سکرات کی حالت میں انسان سخت تکلیف میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس حالت میں پہنچنے سے پہلے ہی اس کی تیاری کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اعمال کا دارو مدار خاتمے پر ہے اور نجات کیلئے انسان کا ایمان پر وفات پانا ضروری ہے۔ سکرات کی سختی میں انسان کی زبان سے لا الہ الا اللہ کا ادا ہونا اور اس کا ایمان پر قائم رہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، کیوں کہ ایک طرف یہ سخت تکلیف ہوتی ہے تو دوسری طرف شیطانی وساوس ہیں جو اس وقت بھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

موت کے وقت شیطان کا حملہ

روایات میں ہے کہ انسان کی موت کے وقت ایک شیطان اس کی دائیں جانب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا رہتا ہے کہ نصرانی ہو کر مر، کیوں کہ یہ سب سے بہتر دین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جو دعائیں سکھائی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ **وَ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِی الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ،** (ابوداود، نسائی) اور موت کے وقت شیطان کے غلبہ پا جانے سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ''موت کے وقت شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ انسان کو گمراہ کرے، یا اسے توبہ کرنے سے روک دے، یا اللہ کی رحمت سے مایوس کر دے، یا اللہ کی رحمت کو اس کی نظر میں ناپسندیدہ بنا دے، تاکہ اس طرح اس کا برا خاتمہ ہو، گویا جب تک سانس باقی ہے شیطان کا فتنہ باقی ہے۔

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت حالت

حضرت عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احمد بن حنبلؒ جب سکرات میں تھے تو تکلیف کی شدت سے ہر تھوڑی دیر میں بے ہوش ہو جاتے تھے اور جب ہوش میں آتے تو کہتے تھے، ابھی نہیں، ابھی نہیں، میں نے پوچھا: ابا جان! آپ بار بار اس طرح کیوں کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، بیٹے! شیطان انگلیاں چباتے ہوئے میرے بازو کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ احمد! تم مجھ سے بچ گئے، میرے فتنے سے محفوظ ہو گئے، تو میں کہہ رہا ہوں، ابھی نہیں، یہاں تک کہ موت آ جائے۔

(التذکرۃ للامام القرطبی ص ۱۸٦)

مومن کی روح کیسے نکلتی ہے؟

سکرات کے عالم میں شیطان کے وسوسوں کو دور کرنے کے لئے زندگی میں ایمان کی پختگی اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے شیطان پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔ موت کی تکلیف یا شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے جو ایمان کا دامن چھوڑ دیں گے وہ ناکام ہو جائیں گے۔ ایسے کافروں کے پاس جب فرشتے روح قبض کرنے کے لئے پہنچتے ہیں تو انہیں عذاب، ہلاکت اور اللہ کے غیض و غضب کی خبر دیتے ہیں، یہ سن کر کافر کی روح اس کے جسم میں بھاگتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے تو فرشتے اس کے چہرے اور سرین پر مارتے ہیں۔ اس کے برعکس فرشتے جب اہل ایمان کی روح قبض کرنے

کے لئے آتے ہیں تو انہیں جنت کی خوش خبری دیتے ہیں، جسے سن کر مومن کی روح آسانی سے نکل جاتی ہے۔

موت کے وقت کافر کی حالت

واضح رہے کہ سکرات کی تکلیف اور کافروں کے چہروں اور سرینوں پر فرشتوں کے مارنے کی تکلیف دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سکرات کی تکلیف تو سب کو ہوتی ہے، مومن کے لئے یہ گناہوں کا کفارہ یا درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے جب کافر کے لئے اس کے اچھے اعمال کا صلہ ہے، تاکہ آخرت میں اس کی سزا میں تخفیف ہو اور بسا اوقات کافر کو سکرات کی تکلیف نہیں ہوتی، تاکہ آخرت میں وہ زیادہ سخت سزا کا مستحق بن جائے، لیکن روح کے نکلنے سے انکار کرنے کی صورت میں فرشتوں کے مارنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ کافروں اور بدکاروں کے ساتھ خاص ہے، اہلِ ایمان الحمد اللہ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

انسان کی آخری سانسیں ایک ایسا مرحلہ ہے جس کی زندگی ہی میں تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے اسلام تو موت کے بستر پر بھی موت کے بعد کی زندگی کی تیاری کرتے تھے۔ امیر المومنین عمر بن خطابؓ نمازِ فجر پڑھا رہے تھے کہ ابو لؤلؤ فیروز نے پیٹ میں زہر آلود خنجر گھونپ دیا۔ تکلیف سے زمین پر گر پڑے۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کرائی۔ نماز کے بعد لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے، خون میں لت پت تھے۔ کسی نے کہا: امیر المومنین: نماز، نماز۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جو نماز کو ضائع کردے۔ پھر نماز پڑھنے کے لئے اٹھے تو زخم سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ زخم پر کپڑا باندھ کر نماز مکمل کی۔ نماز کے بعد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ معلوم کرو کہ یہ

کس کا کام ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ واپس آئے اور بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ رح کے غلام نے آپ کو نیزہ مارا ہے۔ پھر کہا: امیر المومنین! میں آپ کو جنت کی خوش خبری دیتا ہوں، مدینہ میں کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جو آپ پر آنسو نہ بہا رہی ہو، میں آپ کو جنت کی مبارک باد دیتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہ! کسی اور کو ان باتوں کا دھوکہ دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو یہ خوش خبری کیوں نہ دوں، جب کہ اللہ کی قسم آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوئی، آپ کی ہجرت سے فتح نصیب ہوئی، اللہ نے آپ کو خلیفہ بنایا تو آپ نے انصاف کیا اور اب مظلومی کی حالت میں شہید کیے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کیا تم کل قیامت کے دن ان باتوں کی گواہی دو گے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبان ذرا سا لڑکھڑائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو وہاں موجود تھے جواب دیا: ہاں امیر المومنین! ہم کل قیامت کے دن اللہ کے حضور ان باتوں کی گواہی دیں گے۔

وفات کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت

اس میں شک نہیں کہ موت کے وقت مرنے والے کو اس طرح کی خوش خبری دینا ایک اچھا کام ہے، تاکہ رحمتِ الٰہی کی امید کا پہلو اس کے نزدیک غالب رہے کیوں کہ انسان اللہ تعالیٰ سے جیسی امید کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرماتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں توکئی بشارتیں تھیں جنہیں وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سن چکے تھے۔ لیکن ان سب بشارتوں کے باوجود اور اس تکلیف کے عالم میں بھی وہ تقویٰ و پرہیزگاری کی روش پر قائم تھے۔ کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بجائے اپنے اچھے اعمال پر بھروسہ کرنا ایک شیطانی دھوکہ ہے۔ اصلی چیز تو اللہ کی رحمت ہے، اعمال تو بس رحمتِ الٰہی کے

حصول کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا جن کی گود میں ان کا سر تھا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سوچا شاید ناگواری کی وجہ سے اس طرح کہہ رہے ہوں، اس لیے خاموش رہے۔ جب تین مرتبہ یہی کہا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر زمین، پر رکھ دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، یہاں تک کہ مٹی ان کے گالوں اور آنکھوں پر لگ گئی۔ اس کے بعد کہا: عمر اور عمر کی ماں کے لیے ہلاکت ہے، اگر آج اللہ اس کی بخشش نہ کرے۔ (تاریخ عمر لابن الجوزی ص ۲۲۱)

وفات کے وقت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا صبر وضبط

یہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو موت کے بستر پر بھی نماز سے غافل نہیں ہوئے، اپنے عظیم اعمالِ صالحہ کے دھوکے میں نہیں آئے، تقویٰ و پرہیزگاری کا خیال رکھا، خوف الٰہی سے اپنی آنکھیں تر کرلیں، رحمتِ الٰہی سے مضبوط رشتہ قائم رکھا، آج جو لوگ صحت مند ہو کر بھی نمازوں سے غافل رہتے ہیں، اپنے معاملات میں تقویٰ و پرہیزگاری کا خیال نہیں رکھتے، اللہ کے ڈر سے کبھی ان کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری نہیں ہوتے، ان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کل سکرات میں ان کا کیا حال ہوگا؟ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ وفات سے پہلے سخت بیمار ہوئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی تو تکلیف کی شدت سے کراہنے لگے، کسی نے بتایا کہ مشہور تابعی طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ انسان تکلیف میں کراہتا ہے تو فرشتے اس کو بھی لکھتے ہیں، کیوں کہ فرشتے انسان کی زبان سے نکلنے والی ہر چیز لکھتے ہیں، خواہ وہ خیر ہو یا شر، الفاظ ہوں یا آہیں۔ اللہ کی بے انتہا رحمت ہو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر، یہ سنا تو ان کی آواز بند ہوگئی، زبان سے کراہنا اور آہ کرنا بھی چھوڑ دیا۔ اس اندیشہ سے کہ کہیں اللہ کے حضور انہیں ان آہوں کا حساب دینا نہ پڑے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اور زبان سے ایک آہ بھی نہیں نکلی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ ق)

نفس کا محاسبہ

تزکیۂ نفس کے لئے تیسرا ذریعہ ''محاسبہ نفس'' ہے۔ علامہ ابن قیمؒ کے الفاظ میں ''محاسبہ'' یہ ہے کہ ''آدمی اپنے لئے مفید اور مضر کی تمیز کرلے اور پھر مفید کو اپنائے اور مضر سے دور ہو جائے''۔ (مدارج السالکین: ۱/۱۶۹)

''محاسبۂ نفس'' ہی وہ میزان ہے جس کی روشنی میں ایک بندۂ مومن اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے۔ کیوں کہ محاسبہ کے بعد ہی اسے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ زندگی کے کس موڑ پر کھڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو احتساب نفس کی تعلیم دی:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ قیامت کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ بھیجا ہے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا محاسبۂ نفس

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا اَعْمَالَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا ۔ (معارج القبول بشرح سلم الوصول ر باب ارکان الایمان) محاسبہ کیے جانے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرلو اور وزن کئے جانے سے پہلے اپنے اعمال کو وزن کرلو، یعنی اپنے آپ کو میزان میں رکھو، اس سے پہلے کہ تمہیں میزان میں رکھا جائے۔

محاسبۂ نفس کے لیے کوئی خاص طریقہ متعین نہیں ہے، تاہم سلف وصالحین کی زندگیوں کا مطالعہ اور ان کے محاسبہ کا طریقہ اس باب میں فائدہ مند ہوسکتا ہے، اس لئے ذیل میں ایک دو مثالیں دی جارہی ہیں۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہر حاکم، داعی اور مربی پر محاسبۂ نفس لازم کر رکھا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں

کہ ”میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ ایک دن نکلا، وہ ایک باغ میں داخل ہوئے میرے اور ان کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی، میں نے باہر سے انہیں اندرونِ باغ یہ کہتے ہوئے سنا: عمر! امیر المومنین ہو گیا، نہیں نہیں، خطاب کے بیٹے! تم اللہ کا تقویٰ اپناؤ ورنہ وہ تمہیں عذاب دے دے گا۔ (احمد بن حنبل: الزہد ۱۴۹)

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ الٰہی

امام غزالیؒ کہتے ہیں: احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب نے بیان کیا ہے کہ ”میں ان کی صحبت میں رہا ہوں، ان کی رات کی نماز کا حصہ اکثر دعا پر مشتمل ہوتا تھا۔ وہ چراغ کے پاس آتے، اس پر اپنی انگلی رکھتے، جب آگ کی شدت کا احساس ہوتا تو اپنے نفس سے کہتے: اے حنیف! فلاں دن تم کو کس چیز نے فلاں کام کے لئے ابھارا تھا؟“۔ (احیاء علوم الدین: ۴/۴۰۵)

محاسبہ کیسے کریں؟

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ”محاسبہ کی ابتدا یہ ہے کہ تم اللہ رب العزت کی نعمتوں اور اپنے گناہوں کے مابین موازنہ کرو، تمہیں دونوں میں فرق اور تفاوت واضح ہو جائے گا اور تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ آیا یہ صرف اس کا عفو و کرم اور رحمت ہے یا ہلاکت و بربادی، پھر اپنے حسنات اور سیئات کا موازنہ کرو، یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے مقدار و صفت اور کمیت و کیفیت کے اعتبار سے کون راجح ہے۔ یہ موازنہ تمہاری اپنی ذات اور افعال کے درمیان ہوگا۔ (تہذیب مدارج السالکین ۱۱۵/)

قرآن مجید کی تلاوت

تزکیۂ نفس کا چوتھا ذریعہ ”قرآن مجید کی تلاوت“ ہے۔ قرآن مجید وہ مقدس کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ اس میں راہ

راست پر چلنے والوں کے لئے عبرت ونصیحت کی بات ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (التکویر ۲۷/۲۸) یہ تو تمام جہاں والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے (بالخصوص) اس کے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔

موت کی یاد

تزکیۂ نفس کے لئے پانچواں ذریعہ "موت کی یاد" ہے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی فرد بشر کو انکار نہیں: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (الانبیاء ۳۵) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہ اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہے گی: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (المنافقون ۱۱) اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا"۔ موت کہاں آئے گی کسی کو معلوم نہیں: وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان ۳۴)

اور نہ کسی کو یہ معلوم کہ کس زمین پر مرے گا۔ تاہم موت کی یاد انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس نے مرنے کے بعد کی زندگی کیلئے کیا کچھ تیاری کی ہے: اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک ۲) جس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے"

موت کی تیاری کیسے کریں؟

اس بات سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے کہ موت کے آنے سے پہلے کی تیاری ہی اصل تیاری ہے ورنہ مرنے کے بعد کف افسوس ملنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا: وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (المنافقون ۱۰) اور جو

کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔

سب سے بڑا عقلمند کون؟

مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرنے والا اسلام کی نظر میں سب سے بڑا عقل مند قرار دیا گیا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک انصاری آئے اور سلام کے بعد دریافت کیا کہ مومنوں میں سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ۔ (صحیح ابن ماجہ) ان میں جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا ہو اور جو موت کے بعد کی سب سے زیادہ تیاری کرنے والا ہو وہی زیادہ عقلمند ہے۔

موت کے بعد زندگی کا تصور

حقیقت تو یہ ہے کہ موت یا موت کے بعد کی زندگی کا تصور ہی کچھ ایسا ہے جو انسان کو گناہوں سے دور رہنے، نیکی میں آگے بڑھنے، نافرمانی سے احتراز کرنے، طاعت و بندگی کرنے، برے اخلاق سے دامن بچانے اور مکارم اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (صحیح الجامع للالبانی) لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز موت کو زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔

قبر کا تصور کیجئے؟

نفس کی اصلاح کا چھٹا ذریعہ "قبر کا تصور" ہے قبر آخرت کی منزلوں میں سے

ایک منزل ہے۔ یہ ایسی تنگ و تاریک منزل ہے جہاں ہر انسان کو مرنے کے بعد پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس تاریک کوٹھری میں میت کے ساتھ سوائے عمل کے کوئی اور چیز نہیں رہتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں گھر والے، عمل اور مال، پھر دو چیزیں لوٹ آتی ہیں، اور ایک ہی چیز اس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ گھر والے اور مال واپس آجاتے ہیں، صرف عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ (بخاری کتاب بدء الوحی)

قبر میں سوال وجواب

قبر میں یہی عمل کام آتا ہے، اسی عمل کے نتیجہ میں بندہ فرشتوں کے سوال کا جواب دیتا ہے، صحیح بخاری کی روایت کے مطابق بندہ اگر نیک ہوتا ہے تو فرشتوں کے سوال کا جواب آسانی سے دے دیتا ہے اور قبر اس کیلئے تا حد نگاہ کشادہ کردی جاتی ہے۔ بندہ اگر برا ہوتا ہے تو فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے۔ **لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَایَقُوْلُ النَّاس** ''مجھے کچھ پتہ نہیں میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے''۔ چنانچہ اس سے کہا جاتا ہے ''نہ تم نے معلوم کیا اور نہ تم نے (قرآن) پڑھا۔ پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑوں سے اس قدر زور سے مارا جاتا ہے کہ اس سے اس کی ایسی چیخیں نکلتی ہیں کہ سوائے جن وانس کے باقی تمام مخلوقات سنتی ہیں۔

(بخاری باب ماجاء فی عذاب القبر)

عذاب قبر کا حال انسانوں کو معلوم نہیں ہوتا

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ چوپائے بھی ان کی آوازیں سنتے ہیں''۔ (صحیح الترغیب والترھیب)

قبر کے اسی عذاب سے بچنے کے لئے نبی ﷺ نے اپنی امت کو تیاری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے،

آپ قبر کے کنارے بیٹھے رو رہے تھے اور اتنا روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے نیچے کی مٹی بھیگ گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یَا اِخْوَانِیْ لِمِثْلِ ھٰذَا فَاعِدُّوْا، (ابن ماجہ، باب الحزن والبکاء) میرے بھائیو! اس طرح کے دن کے لئے تم بھی تیاری کرلو‘‘۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حالت

حقیقت تو یہ کہ قبر جگہ ہی ایسی ہے کہ اس کے تصور ہی سے مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ اتنا نہیں روتے جتنا قبر پر کھڑے ہو کر روتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ سے سنا، آپ فرماتے تھے: اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنَازِلُ الْاٰخِرَۃِ فَاِنْ نَجَامِنْہُ اَجِدُ فَمَا بَعْدَہُ اَیْسَرَ مِنْہُ وَ اِنْ لَّمْ یَنْجُ مِنْہُ فَمَا بَعْدَہُ اَشَدُّ مِنْہُ (صحیح ترمذی) ’’بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر انسان اس میں نجات پا گیا تو بعد میں آنے والی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی۔ اور اگر وہ اس میں نجات نہ پا سکا تو بعد میں آنے والی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی‘‘۔

توبہ اور استغفار کریں

تزکیۂ نفس کا ساتواں ذریعہ ’’توبہ واستغفار‘‘ ہے۔ اس چمکتی دمکتی دنیا میں ایک طرف بنی نوع انسان کو سیدھی راہ سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈالنے کے لئے سیکڑوں چیزیں موجود ہیں، تو دوسری طرف خود انسان بھی فطری طور پر خطا کار واقع ہوا ہے۔ اس لیے ہر انسان سے جانے، انجانے میں کچھ نہ کچھ غلطی ہو ہی جاتی ہے، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، بوڑھا ہو یا جوان، عالم ہو یا جاہل، مالدار ہو یا غریب، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جیسے ہی غلطی کا صدور ہو فوراً اس کا اعتراف کرے، ندامت کے آنسو بہائے، آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے اور رب کے حضور توبہ واستغفار کرے۔ اس لئے

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ ۔(ابن ماجہ/ کتاب الزہد)
''گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں توبہ و استغفار پر بہت زیادہ ابھارا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (التحریم/۸) ''اے ایمان والو! تم اللہ سے سچی خالص توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے''۔

قرآن حکیم میں استغفار کا حکم

ایک دوسرے مقام پر کہا گیا: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا ۔(نوح/۱۰) ''اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے''

نبی ﷺ نے فرمایا: یَا اَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ اِلَیْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ ۔(مسلم/ باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه) ''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اس لئے کہ میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ سے توبہ کرتا ہوں''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ ۔(ترمذی، حسنہ الالبانی) ''آدمؑ کی ساری اولاد انتہائی خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو سب سے زیادہ توبہ کرنے والے ہوں''

ایک اور حدیث میں فرمایا: ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے، اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور معافی مانگ لیتا ہے تو اس کے دل کو دھو دیا جاتا ہے۔(صحیح ابن ماجہ)

نفس پر ذکر الٰہی کے اثرات

تزکیۂ نفس کا آٹھواں ذریعہ ''ذکر الٰہی'' ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے

ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال میں ایک ایسے عمل کی اطلاع نہ دوں جو تمہارے لئے سب سے بہتر، رب کے نزدیک سب سے پاک، درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، سونے چاندی کے انفاق سے بہتر اور اس جہاد سے بھی افضل ہے جس میں تم اپنے دشمنوں کو اور وہ تم کو قتل کریں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں ایسا عمل ضرور بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل اللہ کا ذکر ہے'' (ترمذی رباب زکوۃ الذہب والورق)

نفس پر ذکر الٰہی کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابن قیمؒ رقمطراز ہیں:

''میں ایک مرتبہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور تقریباً دوپہر تک ذکر واذکار میں مصروف رہے، پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: یہ میرا ناشتہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْم.

ہدایت سب سے بڑی دولت

آپ ﷺ کا ارشاد ہے لِاَنْ يُّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَم ''تیرے ذریعے اللہ کی جانب سے کسی کو ہدایت مل جائے وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے''۔ (مسلم: باب من فضائل علی بن ابی طالب)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ يُلْهِمْهُ رُشْدَهُ (بخاری) ''جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کا تفقہ عطا کر دیتا ہے اور اسے خود اس کی رشد وہدایت کے الہامات عطا ہو جاتے ہیں''۔

فرمان رسول ہے: مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ (بخاری) ''کسی بھی آدمی نے اپنی محنت سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں کھائی اور اللہ کے نبی داود

اپنی محنت کی کھایا کرتے تھے۔ گویا زندگی کے وسائل اور ان کے حاصل کرنے کے لئے محنت ومشقت اور جدوجہد بھی خیر میں شمار ہوتی ہے۔

بے کار نہ رہ کچھ کیا کر کپڑا ادھیڑ پھر سیا کر

دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ ہے، اس پر کوئی یہ پوچھ بیٹھا، اگر وہ صدقے کے لیے کچھ نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا: محنت سے کمائے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی صدقہ کرے۔ اس نے پوچھا: اگر اس کے اندر کمانے کی استطاعت نہ ہو تو؟ فرمایا: حاجت منداور ستم رسیدہ کی دستگیری کرے پوچھا: اگر اس کی بھی اس کے اندر طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا: نیکی کا حکم دے۔ پوچھا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا: برے سلوک سے رک جائے یہ بھی نیکی اور صدقہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔ ''دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے''۔

مسلمان کے حق میں صدقہ، نیکی

آپ ﷺ نے فرمایا: لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَ لَايَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَلَادَابَّةٌ وَ لَاشَئٌ كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (بخاری ومسلم) کوئی مسلمان کوئی پودا بوتا ہے، یا کوئی کھیتی اگاتا ہے، پھر کوئی انسان یا کوئی چوپایہ یا کوئی حشرات الارض اس سے کھاتے ہیں، تو یہ بھی اس مسلمان کے حق میں صدقہ اور نیکی ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ''دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ کھجور کی ایک قاش صدقہ کرکے ہی سہی، اگر یہ نہ ہو تو خوش گفتاری ہی سہی۔ (مسلم باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ)

سب سے بڑی نیکی

جو بھی کام اعلاء کلمۃ اللہ اور نصرتِ دین کی خاطر کیا جائے اس سے بڑی کوئی نیکی نہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت ہے ''بہتر زندگی گزارنے والوں میں بہتر وہ آدمی ہے جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی پیٹھ پر گھوڑے کی باگیں تھامے اڑا جا رہا ہو، جب بھی دشمن کی پریشان کن آواز سنائی دے تو اس کی جانب لپکتا ہے، دشمن کو قتل کرنے یا اس کی راہ میں شہید ہو جانے کی تمنا کرتا ہے۔ یا پھر وہ آدمی جوان گھاٹیوں میں کسی گھاٹی کے اندر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی کی تہ میں اپنے گلّہ کے ساتھ نمازوں کی پابندی بھی کرتا ہے اور زکوٰۃ کا اہتمام بھی اور موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ ایسا آدمی بھلے لوگوں میں ہوتا ہے۔ (مسلم: باب فضل الجھاد والرباط)

اللہ تعالیٰ کے پاس ہر نیک کام کی قدر

اللہ تعالیٰ کے پاس ہر بھلے کام کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا ہے کہ یہ کام چھوٹا ہے یا بڑا، اس میں محض خیر و خوبی کے عنصر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور یہی بات شر کی بھی ہے۔

سورۂ زلزال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ (الزلزال:۷،۸) ''پس جو بھی ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کا اچھا انجام پالے گا اور جو بھی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کی سزا بھگت لے گا۔

قیامت کی ہولنا کی

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ

حِسَاباً یَسِیراً وَیَنقَلِبُ إِلَی أَهْلِهِ مَسْرُوراً وَأَمَّا مَنْ أُوتِیَ کِتَابَهُ وَرَاء ظَهْرِهِ فَسَوْفَ یَدْعُو ثُبُوراً وَیَصْلَی سَعِیراً إِنَّهُ کَانَ فِی أَهْلِهِ مَسْرُوراً. (الانشقاق ۱/ تا ۱۳)

''یاد کرو جب آسمان پھٹ جائے گا اور کان لگا کر سنے گا اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور باہر پھینک دے گی جو کچھ اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی، اور کان لگا کر سنے گی اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے۔ اے انسان! تو محنت سے کوشاں رہتا ہے اپنے رب کے پاس پہونچنے تک پس تیری اس سے ملاقات ہو کر رہتی ہے، پس جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں، تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا اور واپس لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں، اور جس (بدنصیب) کو اس کا اعمال نامہ اس کے پس پشت دیا گیا وہ چلائے گا ہائے موت، ہائے موت، اور داخل ہوگا بھڑکتی آگ میں، بے شک وہ دنیا میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوش و خرم رہا کرتا تھا''۔

ام المومنینحضرت عائشہصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت والے دن لوگ، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون (بغیر ختنے کے) اکٹھے کئے جائیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہاں تو مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا؟ یعنی موقف حساب کی ہولناکی اور شدت ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں دے گی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ سے امید و رجاء

لاَ تَقْنَطُوْ مِنْ الرَّحْمَتِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا. اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا، وہ بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبر! فرمادیں، اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی (اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کر کے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہم ناشکرے اور نافرمان ہی کو بدلہ دیتے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک وحی کی گئی ہماری طرف کہ عذاب کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

فرمایا: اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے یعنی دنیا میں ہر ایک پر حاوی اور غالب ہے لیکن آخرت میں یہ صرف متقین کے لئے ہوگی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی روح ہیں جنت اور دوزخ حق ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا، جس عمل پر بھی وہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم حرام فرمادی۔

نیکی کا دس گنا اجر

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے، جس نے ایک نیکی کی، اس کے لئے دس گنا اجر ہے یا اس سے بھی زیادہ میں دوں گا اور جس نے برائی کی، اس کا بدلہ اس کی مثل ہوگا۔ (زیادہ نہیں) یا میں (بخش

ہی) دوں گا۔ جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر (نیکیوں کے ذریعے سے) قریب ہوگا، میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا، میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا، جو میرے پاس چل کر آئے گا، میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا اور جو مجھ سے زمین (بھر) برائی لے کر ملے گا لیکن وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو میں اس سے اسی قدر بخشش لے کر ملوں گا۔ (مسلم)

ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں جائے گا اور جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا تھا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

اے معاذ رضی اللہ عنہ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! تین مرتبہ آپ ﷺ نے انہیں پکارا اور معاذ رضی اللہ عنہ نے لبیک وسعدیک کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بندہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بشرطیکہ یہ گواہی دل کی سچائی سے ہو، تو اللہ اس کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ بات میں لوگوں کو نہ بتلاؤں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: تب وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے اور عمل سے غافل ہو جائیں گے چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے تک محدود رکھا اور اپنی موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے اس فرمانِ نبوی ﷺ کو بیان فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ کا معجزہ مبارک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (ان میں سے کسی ایک) سے روایت ہے۔ راوی نے شک کا اظہار کیا ہے اور صحابی کے تعیین میں (صحابی سے روایت کرنے والے راوی کا) شک مضر نہیں ہے۔ کیونکہ صحابی کوئی بھی ہو، سب عدول ہیں (یعنی روایت حدیث میں معتبر ہیں) روایت یہ ہے کہ غزوۂ تبوک ہوا، تو اس موقعے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو سخت بھوک لگی، انہوں نے، عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اگر آپؐ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹ نحر (ذبح) کرلیں اور ان کا گوشت کھائیں اور چربی حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے کرلو۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے اور انہوں نے یہ بات سن کر کہا! یارسول اللہ ﷺ آپؐ اس طرح کریں گے تو سواریاں کم ہوجائیں گی۔ البتہ آپ یہ کریں کہ ان سے ان کے بچے کچے کھانے کا سامان منگوالیں، پھر ان پر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں شاید اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس میں برکت ڈال دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ٹھیک ہے چنانچہ آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور اسے بچھادیا، پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے بچے کھچے زادِ راہ منگوائے۔ پس کوئی مکئی کی ایک مٹھی لایا، دوسرا کوئی کھجور کی مٹھی، کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا، یہاں تک کہ دستر خوان پر اس سے کچھ چیزیں جمع ہوگئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اپنے اپنے برتنوں میں ڈال لو، پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے برتنوں میں ڈالنا شروع کیا، یہاں تک کہ لشکر میں انہوں نے کوئی برتن ایسا نہیں چھوڑا جسے نہ بھرا ہوا (علاوہ ازیں) سب نے کھایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہوگئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ جو بندہ بھی کلمہ توحید و رسالت کے ساتھ اللہ کو

ملے اس حال میں کہ کوئی شک وشبہ نہ ہو، پھراسے جنت میں جانے سے روک دیاجائے؟ (یعنی ایسانہیں ہوگا بلکہ وہ سیدھاجنت میں جائے گا) (مسلم)

شوقِ شہادت

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَۃ.

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین کے جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے جس کا انہیں ہمیشہ قلق اور افسوس رہا کرتا تھا، وہ اکثر فرماتے تھے، میں بدقسمتی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام کے سب سے پہلے غزوہ میں شریک نہ ہوسکا، لیکن اگر اللہ عزوجل نے مجھے آئندہ کسی غزوہ میں مشرکین سے جنگ کرنے کا موقع دیا تو دیکھنا میں اللہ کی راہ میں کیسی شجاعت وجانبازی کا مظاہرہ کروں گا، چنانچہ ان کی یہ خواہش میدان احد میں پوری ہوئی، جنگ احد میں جب مسلمان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی افواہ سے بددل ہوکر میدان سے ہٹنے لگے تو اس نازک موقع پر انہوں نے بے مثال ثبات واستقلال اور شجاعت و پامردی کا مظاہرہ کیا اور پوری ہمت و بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے رہے، اس موقع پر ان کی ملاقات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے ابوعمرو! (حضرت سعدؓ کی کنیت) یہاں بیٹھے کیا کررہے ہو، وہ دیکھو احد کے اس پار سے جنت کی خوشبو آرہی ہے، یہ کہہ کر وہ مشرکین کی صفوں میں گھس گئے اور ان سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

آیا پروانہ گرا شمع پہ اور جل بھی مرا
تم ابھی سوچ رہے ہو کہ محبت کیا ہے

روایات میں آتا ہے کہ ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اسی (۸۰) سے زائد زخم تھے۔

ان کی بہن حضرت ربیع بنت نضرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان کی لاش کو انکی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیت: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُو اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً.

(ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے، پھر کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں منتظر اور بدلا نہیں اپنا ارادہ کچھ) حضرت انس بن نضرؓ اور ان کے ساتھیوں یعنی دیگر شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی۔ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ.

عہد کا لحاظ رکھنا بندہ کے ایمان کی دلیل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُو اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً. (ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے، پھر کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں منتظر اور بدلا نہیں اپنا ارادہ کچھ)

وفاداری ایمان کا نصب العین ہے

صحابہ کرامؓ اسلام کی حفاظت کیلئے جان کی بازی لگانے کا جذبہ رکھتے تھے۔ شہید کے لئے جنت ہے۔ جنت کا شوق انسان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی دینے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

یوم آدینہ کے مبارک اعمال

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ .فَإِذَا قُضِيَتِ

الصَّلٰوۃُ فَانتَشِرُوا فِی الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورہ جمعہ آیت ۹۔۱۰)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لئے اذان کہی جائے تو تم اللہ کی یاد کی طرف چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم کو کچھ سمجھ ہو پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو! اور خدا کی روزی تلاش کرو، اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو۔

ان آیاتِ پاک میں رہنمائی فرمائی گئی ہے کہ انسان رزق وروزی کی تلاش و جستجو میں، کھیل تماشوں میں اور دیگر ضروریات میں اس قدر مصروف ومنہمک نہ ہو کہ خدا کو بھی بھلا دے اصلی مقصد زیست کو ہی فراموش کردے، بلکہ جب اللہ کا منادی یعنی مؤذن مسجد میں نماز کے لئے پکارے، بالخصوص جمعہ کی نماز کیلئے، تو فی الفور مسجد چلے آؤ، اور اپنی خرید وفروخت و دیگر مشاغل نکاح، کھانا، پینا، درس وتدریس سب موقوف کردو، اور اگر بالفرض اس وقت دکانیں بند کرنے، تجارتی لین دین سے بظاہر کچھ نقصان نظر آرہا ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ کے یہاں حاصل ہونے والی نعمتوں کے مقابلہ میں یہ عارضی منفعت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (فَاِنَّ نَفعَ الْاٰخِرَۃِ اَجَلُّ وَاَبْقٰی)

مسلمانوں کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات سے کریں، اور جمعرات کے دن عصر کے بعد استغفار زیادہ کریں، اپنے پہننے کے کپڑے اور خوشبو وغیرہ کا انتظام کریں، تا کہ جمعہ کے دن ان کاموں میں مشغول نہ ہونا پڑے۔ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ جمعہ کا سب سے زیادہ فائدہ اس کو ملے گا جو جمعہ کا منتظر رہتا ہو، اور جمعرات سے اس کا اہتمام کر رہا ہو، اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ شخص ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے؟ حتی کہ جمع کی صبح کو یہ معلوم کرتا پھرے کہ آج کون سا دن ہے۔

بعض بزرگ حضرات شب جمعہ کے زیادہ اہتمام کی وجہ سے رات کو جامع مسجد ہی میں قیام کرتے تھے۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۱)

شب جمعہ میں سورۃ دخان پڑھنے پر مغفرت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ الدخان شب جمعہ میں پڑھی تو اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَهِ غُفِرَ لَهٗ۔ رواہ الترمذی ۲/۱۱۷، باب ماجاء فی حم الدخان۔

ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سورہ دخان کسی بھی رات میں پڑھے جمعہ کی قید نہیں تو اس دن صبح تک اس کیلئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلدُّخَانَ فِیْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُلَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ۔ (رواہ الترمذی) وَلَفْظُهٗ مَنْ صَلَّی بِسُوْرَةِ الدُّخَانِ فِیْ لَيْلَةٍ بَاتَ يَسْتَغْفِرُلَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ.

جمعہ کی رات میں سورۃ یٰسین پڑھنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شب جمعہ میں سورۃ یسین پڑھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ يٰس فِیْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَلَهٗ۔ (اخرجہ الاصبہانی فی کتابہ الترغیب ۱/۳۹۷، رقم ۹۳۱)

مغفرت کا وعدہ

جو شخص سات بار درج ذیل استغفار جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں پڑھے اور اس دن یا اس رات میں اس کا انتقال ہو جائے تو ایسا شخص جنتی ہے۔

دوسری روایات میں نہ تو جمعہ کے دن اور رات کے قید مذکور ہے اور نہ سات بار پڑھنے کی۔ بلکہ صبح وشام کسی بھی دن، ایک بار پڑھنے پر بھی دخول جنت کا وعدہ ہے۔ البتہ اس روایت سے جمعہ کے دن پڑھنے کی ترغیب اور تاکید ضرور معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ انس مَنْ قَالَ هٰؤُلاءِ الْكَلِمَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَمَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ قَالَهَا فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَمَاتَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ، وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ، اَمْسَيْتُ عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِىْ، فَاغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ اِنَّهُ لاَيَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (شعب الایمان ۳/ ۱۱۴، رقم: ۳۰۴۳)

جنت میں گھر بنانے کا وعدہ

حضرت ابوامامہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات میں یا دن میں سورہ حم الدخان پڑھے گا تو جنت میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک گھر تعمیر فرمادیں گے۔

ورواه الطبراني والاصبهاني ايضا من حديث أبي اُمَامَةَ وَلفظُهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ اَوْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بِهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

(اخرجه الاصبهاني في كتابه الترغيب و الترهيب ۱/ ۱۹۲، رقم: ۹۱۸)

جنت کی حور

ابورافع سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات میں سورۃ دخان کی تلاوت کرتا ہے تو اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اور جنت کی خوبصورت عورت سے اس کی شادی (مقدر) کردی جاتی ہے۔

عَنْ اَبِی رافع مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ فِی لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ اَصْبَحَ مَغْفُوْرًا لَّهُ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ۔ (کنز العمال ۱/ ۲۶۵، رقم الحدیث: ۲۶۹۴)

فجر کی نماز سے پہلے کی دعا

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن فجر کی نماز سے پہلے تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے خواہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ صُبْحَةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَ لَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (رواه ابن السنی فی عمل الیوم و اللیلة حدیث: ۸۳ ص: ۷۵ باب مایقول صبیحة یوم الجمعة)

جمعہ کے دن فجر کی نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن فجر کی نماز باجماعت پڑھنے سے کوئی نماز افضل نہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز باجماعت پڑھے گا اس کی ضرور بالضرور مغفرت کردی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَهؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الصَّلَوَاتِ صَلاةٌ اَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِی الْجَمَاعَةِ وَ مَا اَحْسِبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنْکُمْ اِلَّا مَغْفُوْرًا لَهُ۔ (رواه الطبرانی فی الکبیر ۱/ ۱۶۵ رقم: ۳۶۲)

شام تک فرشتوں کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ کے دن وہ سورۃ تلاوت کی جس میں اولاد عمران کا تذکرہ ہے یعنی سورہ

آل عمران، قرآن کریم تیسری سورۃ تو شام تک اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں و برکتوں کا نزول اور اس کے لئے فرشتوں کی دعائیں ہوتی رہتی ہیں۔

مومن کو چاہیے کہ اس سورت کو صبح پڑھ لے تا کہ پورے دن اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہے اور فرشتوں کی دعائیں ملتی رہیں۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ السُّوْرَةَ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا آلَ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ.

(رواه الطبرانی فی الاوسط باب مایقرا لیلة الجمعة و یوم الجمعة ۷/۹۲ رقم: ۶۱۶۳)

قبولیتِ دعا کیلئے سورۃ یٰسین اور صافات پڑھیں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ یٰسین شریف اور اس سے بعد والی سورۃ والصافات پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمالیتے ہیں اور جو اس نے مانگا اس کو مل جاتا ہے۔

عن ابن عباسؓ: مَنْ قَرَأَ يٰس وَالصَّافَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ سَأَلَ اللّٰهُ اَعْطَاهُ سُؤْلَهُ، (کنز العمال ۱/ ۵۹۲، رقم الحدیث : ۲۶۹۱)

ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور کا وعدہ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک نور پیدا کردیتے ہیں جو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک باقی رہتا ہے سورتِ شریفہ پر مواظبت اور پابندی کے ساتھ پڑھنے کی برکت سے دل کو منور فرمادیتے ہیں، نیکیوں میں دل لگتا ہے اور برائیوں سے بچتا رہتا ہے۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. (اخرجہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ ص: ۲۷۶، والبیہقی فی سننہ ۳/۲۴۹ والحاکم فی المستدرک ۲/۳۶۷)

قبر وسیع کر دی جاتی ہے

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جائے قیام سے لے کر بیت اللہ شریف تک کا نور عطا فرما دیتے ہیں ممکن ہے کہ اس سے قبر کا نور اور قبر کی وسعت و کشادگی مراد ہو کہ اس کی قبر اتنی وسیع و کشادہ کر دی جاتی ہے جتنی دور مکہ ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْکَھْفِ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَیْنَهُ وَ بَیْنَ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اسناده صحیح موقوف اخرجه الدارمی فی فضائل القرآن (۲/ ۵۴۶) حدیث رقم: ۳۴۰۷ و البیهقی فی سننه الکبری ۳/ ۲۴۹ حدیث رقم: ۵۷۹۲ و فی شعب الایمان ۲/ ۴۷۴ حدیث رقم: ۲۴۴۴)

زمین سے آسمان تک نور ہی نور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو من جانب اللہ اس شخص کو قدموں کے نیچے سے لیکر آسمان کی بلندیوں تک کا نور عطا کر دیا جاتا ہے جو قیامت کی اندھیریوں میں اس کے کام آئے گا اور گذشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے سب گناہ (صغیرہ) معاف ہو جائیں گے۔

وَ عَنْ ابْنِ عُمَر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْکَهْفِ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهُ نُوْرٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ اِلٰی عَنَانِ السَّمَآءِ یُضِیْءُ لَهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ

(تفسیر بن کثیر ۳/ ۹۲ بحواله ابن مردویة)

لاکھوں گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ اور استغفار پڑھے گا تو خود اس کے لاکھوں گناہ معاف ہوجائیں گے اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہوجائیں گے۔

عن ابن عباسؓ مَنْ قَالَ بَعْدَ صَلاَةِ الْجُمُعَةِ وَ هُوَ قَاعِدٌ قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَ بِحَمْدِهِ وَ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِأَةَ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مِأَةَ أَلْفِ ذَنْبٍ وَ لِوَالِدَيْهِ أَرْبَعَةً وَّ عِشْرِيْنَ أَلْفَ ذَنْبٍ (عمل الیوم و اللیلة لابن السنی ص: ۳۳۴، رقم: ۳۷۷)

آئندہ جمعہ تک حفاظت کا وعدہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے تو وہ آئندہ جمعہ تک شرور وفتن سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ اَبِی بَکرٍ مَنْ قَرَأَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، حُفِظَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، (مصنف الابن ابی شیبة ۴/ ۱۸۱ رقم، ۵۶۲۱)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے پر سو حاجتوں کی تکمیل کا وعدہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت تمام مقامات میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہے، اور جو شخص جمعہ کی رات میں یا جمعہ کے دن مجھ پر درود

پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی اور دنیا کی اس کی سو حاجتیں، ضرورتیں پوری کر دیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو درود شریف پڑھنے والے کے نام ونسب کے ساتھ درود شریف کو میری قبر میں ہدیہ کے مانند پیش کرتا ہے:

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ كُلِّ مَوَاطِنَ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا، مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللّٰهُ لَهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلَهُ فِيْ قَبْرِيْ كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِيْ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَ نَسَبِهِ اِلٰى عَشِيْرَتِهِ فَاَثْبَتَهُ عِنْدِيْ فِيْ صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۳/۱۱۱، رقم ۳۰۳۵)

جمعہ کے دوپہر کا کھانا

جمعہ کے دن دوپہر کا کھانا جمعہ کی نماز پڑھ کر کھانا چاہیے، یہی سنت ہے چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کی غرض سے جلدی حاضر ہوتے تھے پھر واپس ہو کر دوپہر کا کھانا کھاتے اور آرام کرتے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ كُنَّا نُبَكِّرُ اِلَى الْجُمُعَةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَتَغَدّٰى وَنَقِيْلُ (رواہ الدار قطنی ۲/۱۷، رقم الحدیث ۱۶۱۳)

بابرکت گھڑی

سلامہ بنت اقعاء روایت کرتی ہیں کہ ہم چند عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ عرفہ کے دن کی طرح جمعہ کا دن بھی بڑا بابرکت ہے اور جمعہ کے دن میں ایک گھڑی تو ایسی بابرکت ہے کہ اس وقت اللہ کی

رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ہم نے پوچھا کہ وہ کونسی گھڑی ہے؟ فرمایا کہ جب مؤذن اذان دے۔

عَنْ سَلاَمَةَ بِنْتِ اقعاء قَالَتْ کُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةَ مِثْلُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ اِنَّ فِيْهِ لَسَاعَةً يُفْتَحُ فِيْهَا بَابُ الرَّحْمَةِ فَقُلْنَا اَيُّ سَاعَةٍ هِيَ؟ فَقَالَتْ حِيْنَ يُنَادِي الْمُنَادِيُ بِالصَّلاَةِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۵۲ ، رقم الحدیث : ۲۱۱ باب الساعة التی ترجی یوم الجمعة)

ناخن تراشنا

ناخن تراشنا انسان کی ایک ضرورت ہے لیکن اگر اسے بھی اتباع سنت کی نیت سے کرے تو ثواب بھی اور جمعہ کی برکت سے آئندہ جمعہ تک شر ورفتن سے حفاظت کا وعدہ بھی۔ اور جمعہ کے دن ناخن تراشنے سے ایک ہفتہ کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں یعنی صغیرہ گناہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن ناخن کاٹے گا وہ دوسرے جمعہ تک برائی سے محفوظ رہے گا۔ (مجمع ۲/۱۷۱)

عَنْ عَائِشَةَ مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنَ السُّوْءِ اِلٰى مِثْلِهَا

(طبرانی فی الاوسط ۵/ ۳۷۵، رقم: ۴۷۴۳)

نفس اور مال ہی برکت کا ذریعہ

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی جھک جاؤ۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (المعارج/۲۵) (اور وہ جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا مقررہ حق ہے)

یہ ایک مسلمہ حقیقت کہ دین اسلام اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی سے عبارت ہے۔ اسلام میں فرض احکام کے ذریعہ ان حقوق کی تکمیل مقصود ہوتی ہے اور اخلاقی تعلیمات میں بھی ان پر کافی زور ملتا ہے۔ کچھ فرائض حقوق اللہ سے اور کچھ حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض سے دونوں کی تکمیل مقصود ہوتی ہے۔ درج بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیصاحبِ نصاب کے مال میں محتاجوں اور ناداروں کا حق مقرر کر رکھا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسی کا نام زکوٰۃ ہے جس کی ادائیگی کے کچھ اصول وضوابط مقرر ہیں جو بہت ہی معروف ہیں۔ زکوٰۃ کا تعلق عام طور رحقوق العباد سے جوڑا جاتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تاو بعض پہلو سے اسے حق اللہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ مال و دلوت اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے جن کو یہ نعمت ملی ہوئی ہے ان سے شکرِ الٰہی مطلوب ہے۔ اس کی بہترین سورت یہ ہے کہ وہ اس میں ان لوگوں کو بھی شریک کریں جو اس سے محروم ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے حکم سے یہی مقصود ہے۔ درحقیقت غرباء ومساکین کی اعانت اور بے سہارا لوگوں کی کفالت بہت بڑی حکمت و مصلحت ہے جو اس فریضہ میں رکھی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین نے اس آیت وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام ۱۴۱) اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق دو۔ کی تشریح کرتے ہوئے 'اس کا حق'' سے مراد اللہ کا حق لیا ہے۔ گرچہ اس حکم کا تعلق عام انفاق سے ہے لیکن زکوٰۃ پر بھی اسے منطبق کرنا غلط نہ ہوگا۔

زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت اس سے مزید آشکارا ہوتی ہے کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانہ میں بھی یہ فرض عبادات میں شامل رہی ہے۔ اس سلسلہ کی کچھ آیات نماز سے متعلق درس قرآن کی سابق قسط میں نقل کی جاچکی ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل

کے متعدد انبیاء کے ذکر کے بعد ارشاد خداوندی ہے: وَ اَوْحَیْنَـــا اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلَاۃِ وَ اِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَ کَانُوْا لَنَا عَابِدِیْنَ (الانبیاء ۷۳)

"اور ہم نے انہیں نیک کاموں کے لئے وحی کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے"۔

قرآن کریم میں زکوٰۃ کا ذکر

زکوٰۃ کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ قرآن میں مختلف مقامات پر نماز اور زکوٰۃ دونوں کی ادائیگی کی ہدایت اور تاکید ساتھ ساتھ کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاَقِیْمُو الصَّلوٰۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ مَاتُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ (البقرہ ۱۱۰)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو کچھ بھی نیکی تم لوگ اپنے لئے آگے بڑھاؤ گے اسے اللہ کے یہاں موجود پاؤ گے"۔

نیز زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت پر یہ امر بھی شاہد ہے کہ قرآن کی رو سے اس کی فرضیت کا مقصد بہت ہی اعلیٰ وارفع ہے اور وہ ہے غرباء ومساکین اور ناداروں کی اعانت یا معاشی اعتبار سے سماج کے کمزور طبقات کی کفالت کا اہتمام۔ قرآن میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے پانچ کا تعلق ناداروں، محروموں اور ضرورت مندوں (فقراء، مساکین، غلاموں، قرض داروں اور مسافروں) سے ہے۔ یہ بات بدیہی ہے کہ اللہ رب العزت نے بندوں پر جو بے شمار احسانات فرمائے ہیں ان میں مال و دولت کی فراہمی یا وسائل حیات کی بخشائش بھی شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ اس باب میں تمام انسان یکساں نہیں ہیں۔ یہ عطا کرنے والے کی حکمت ومصلحت ہے کہ کچھ کو زیادہ اور کچھ کو کم نصیب ہوتا ہے اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بالکل محروم رہتے ہیں، لیکن یہ دین فطرت کا فیض ہے کہ اس نے ایسا نظم عطا

کیا ہے جس کے تحت اصحاب ثروت کے مال میں محتاجوں اور محرموں کا حصہ مقرر ہے اور اسی کو اصطلاحی طور پر زکوٰۃ کہا جاتا ہے زبان رسالت سراپا صداقت ﷺ نے تو دو جملوں میں زکوٰۃ کا یہ پورا فلسفہ واضح کر دیا ہے۔

تُوخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ)

(ان کے مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے اور ان کے فقراء کو دی جائے)

نیز یہ کہ زکوٰۃ کو فرض عبادات میں اس لحاظ سے بھی ایک خاص مقام حاصل ہے کہ اس سے اصحابِ مال کی ذہن سازی ہوتی ہے کہ انہیں جو کچھ بھی مال و دولت ملا ہوا ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے، وہی اس کا حقیقی مالک ہے۔ صاحبِ نصاب کی حیثیت تو محض ایک امین کی ہے۔ مالکِ حقیقی کے حکم پر اس میں سے کسی کو کچھ دے دینا یہ بندہ کی سعادت مندی ہے اور موجب رضائے الٰہی بھی۔ دوسرے اس سے آگے بڑھ کر صاحب مال کے دل میں یہ خیال بھی بیٹھ جاتا ہے کہ وہ کسی کو زکوٰۃ کے طور پر جو کچھ دے رہا ہے وہ اس پر احسان نہیں کر رہا ہے بلکہ یہ تو اس کا حق تھا جس کی ادائیگی کی توفیق اسے نصیب ہو رہی ہے۔ اس پر اسے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ قرآن اہل ایمان سے اسی تصور کی نشو و نما اور دل میں اس کے نقش کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کی نظر میں نیکی کا اعلیٰ معیار یہ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (البقرہ/۱۷۷)

(اور اصل نیکی اس شخص کی نیک ہے جو اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتب (الٰہی) پر، انبیاء پر صدق دل سے ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنے دل پسند مال

کو رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے اور نماز کا اہتمام کرے اور زکوٰۃ ادا کرے)

سچ یہ کہ نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں مومن کا یہ تصور جب خوب پختہ ہو جاتا ہے کہ یہ دین برحق کے بنیادی تقاضے ہیں اور اللہ کے مقررہ فرائض ہیں جن کی بجا آوری میں خیر ہی خیر ہے تو ان کی دائیگی ان کی شناخت بن جاتی ہے، یہاں تک کہ اہم سے اہم مصروفیت اور دنیا کے بڑے سے بڑے فوائد ان کی ادائیگی میں ذرا بھی حارج نہیں بنتے۔ اس آیت میں انہی اہل ایمان کا وصف بیان کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ دینے والوں کا مقام

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (النور/٣٧)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کو کاروبار اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز کے اہتمام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتے''۔

یعنی جب اہل ایمان کو حکومت و اقتدار نصیب ہوتا ہے تو حکمراں کی حیثیت سے جو چیزیں ان کی اولین ترجیحات ہوتی ہیں وہ نماز اور زکوٰۃ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ (الحج/٤١)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے اوز کوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

اہل اسلام کی انفرادی زندگی کی تعمیر اور اجتماعی زندگی کی ضروریات کی تکمیل میں زکوٰۃ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس کے برکات و ثمرات بیان کئے گئے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا

ہے کہ ان سے اصل مقصود مومنین کو اس کی طرف راغب کرنا اور انہیں اس کی ادائیگی کا پابند بنانا ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم بات یہ بیان کی گئی کہ زکوٰۃ کی ادائیگی صاحب مال کی تطہیر و تزکیہ کا ذریعہ بنتی ہے اور وہ اس طور پر کہ اس کی دائیگی سے حرص، طمع اور مال کی بے جا محبت سے پاکی نصیب ہوتی ہے اور بہت سے دیگر بے جذبات سے وہ نجات پا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی یہ تاثیر قرآن کی اس آیت سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا (التوبہ/۱۰۳)

اوران کے مالوں کا صدقہ قبول کر کے ان کو پاک کرو اوران کا تزکیہ کرو

قرآن کے بیان کے مطابق تطہیر قلب اور تزکیہ نفس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے اندر سے منفی جذبات اور برے خیالات نکل جاتے ہیں اور نیکیاں اس کے اندر پروان چڑھتی ہیں جو بالآخر جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جائیں گی۔

دوزخ سے بچنے کا ذریعہ

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِى مَالَهُ يَتَزَكّٰى (اللیل/۱۷۔۱۸) ''اوراس نار جہنم سے محفوظ رکھا جائے گا وہ شخص جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال زکوۃ اللہ کی راہ میں دیتا ہے''۔

اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جہنم سے نجات اور جنت کا حصول ہی انسان کی اصل کامیابی ہے۔ یہ آیت اسی حقیقت کی ترجمان ہے: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران/۱۸۵) ''پس جو جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی دراصل کامیاب رہا''۔

آدمی کو فطرتاً مال سے محبت ہوتی ہے

دوسرے قرآن کریم نے انسان کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صاحب مال کو اس طرح بھی زکوٰۃ کی ترغیب دی ہے کہ اس کی ادائیگی سے مال گھٹتا نہیں بلکہ

بڑھتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے کاموں میں مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ انسان کو فطری طور پر مال سے محبت ہوتی ہے، وہ اس میں کمی کے بجائے اضافہ کا خواہش مند رہتا ہے، اس پس منظر میں اصحاب مال کو قرآن کا یہ خطاب بڑی معنویت رکھتا ہے کہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے اس میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَا اٰتَيْتُم مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (الروم/۳۹) ''اور جو لوگ زکوٰۃ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ادا کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جو اپنے مال کو دوگنا کرتے ہیں''۔

دراصل اس سے مقصود یہ ذہن نشیں کرانا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ دوسرے یہ ایسے پسندیدہ صفات (فراخ دلی، فیاضی، ہمدردی اور محتاجوں کی اعانت کا جذبہ) کے پروان چڑھانے کا ذریعہ بنتی ہے جو انسانیت کے لئے موجب رحمت و راحت ثابت ہوتی ہیں۔ تیسرے اس کی وجہ سے دولت کی مناسب تقسیم اور محروموں ومحتاجوں کی دولت مندوں کی دولت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے اور یہ ساری چیزیں دولت کے پھیلاؤ اور دوسروں کے مال میں اضافہ اور ان کی خوشحالی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

زکوٰۃ وصدقات سے مال میں برکت

یہی حقیقت قرآن کی ایک دوسری آیت میں بھی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرہ/۲۷۶) (اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو نشو ونما دیتا ہے)

''قرآنی تعلیمات'' کے مصنف گرامی اس آیت کی تشریح میں بجا فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ وصدقات میں آدمی محنت سے کمایا ہوا اپنا مال صرف کرتا ہے اور سود میں سمیٹ کر جمع کرتا ہے۔ بظاہر سود سے دولت بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے اور صدقات و

خیرات سے گھٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے لیکن قرآن یہ حقیقت ذہن نشین کراتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ سود سے دولت گھٹتی اور سمٹتی ہے اور صدقات وخیرات سے پھیلتی اور بڑھتی ہے۔ صدقات وخیرات انسانیت کے حق میں رحمت اور سود ایک بد ترین لعنت ہے''۔ (قرآنی تعلیمات،ص۲۶۴۔۲۶۵)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذریعہ

مزید برآں زکوۃ کے بارے میں یہ تصور دینے کے ساتھ قرآن نے اصحاب مال کو یہ قیمتی سبق بھی یاد دلایا ہے کہ زکوۃ کے طور پر یا نیک کاموں میں مال خرچ کرنا اللہ و رسول کی اطاعت کے بہترین مظاہر میں سے ہے اور خرچ کرنے والے کیلئے باعث خیر و موجب فلاح ہے اور اس کے برعکس مال کو روکے رکھنا، بخل وحرص کا رویہ اپنانا اور مستحقین کو نہ دینا تباہی، ناکامی اور سخت عذاب کا باعث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن ۱۶)

جہاں تک ممکن ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور اپنا مال خرچ کرو۔ یہ تمہارے لئے ہی بہتر ہے۔ جو اپنے نفس کی تنگی یا حرص کی بیماری سے محفوظ بچا لئے گئے پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے والوں کو عذاب

اپنے جمع کردہ مال میں زکوۃ نہ ادا کرنا یا اس میں غرباء ومساکین کے حقوق واجبہ کی ادائیگی سے پہلوتہی برتنا کس قدر دردناک وذلت آمیز عذاب کا باعث ہوگا اس کا اندازہ اس آیت کریمہ سے لگایا جاسکتا ہے

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ، یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَـذَا مَا كَنَزْتُمْ لأَنفُسِكُمْ فَذُوقُواْ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ (سورہ التوبہ ۳۴،۳۵)

''اور جو لوگ سونا و چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جسے تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا اور اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو''۔

زکوٰۃ دینے والوں کو خوشخبری

دوسری جانب وہ اصحاب مال جو نماز کی ادائیگی کے ساتھ پابندی سے زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں انہیں قرآن کریم یہ خوشخبری سناتا ہے: اِنَّ الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا وَ عَـمِـلُـوا الـصّٰـلِـحٰتِ وَ اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَ آتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لاَهُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ ۲۷۷)

جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ان کا اجر بلاشبہ ان کے رب کے پاس ہے اور ان کیلئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کسی چیز کا رنج۔

درحقیقت قرآن کریم میں زکوٰۃ کی ادائیگی، انفاق فی سبیل اللہ یا نیک کاموں کے لئے مال خرچ کرنے کے جو فضائل و برکات بیان کئے گئے ہیں اور ان کی بار بار جو ترغیب دی گئی ہے اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے یہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ مال خرچ کرنا (جب کہ بظاہر اس میں کوئی دنیوی فائدہ نہ نظر آ رہا ہو) آسان کام نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے اس لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا مطلب اپنے مال میں دوسروں کا حق تسلیم کرنا اور مال کی محبت و چاہت کے باوجود اللہ کے حکم کی تعمیل میں اسے محتاجوں و غریبوں کے حوالہ کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے دوٹوک انداز میں یہ واضح کر دیا ہے کہ

نیکی کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی اولین شرط یہ ہے کہ اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے یا اپنی محبوب شئی کو اللہ کے حکم پر قربان کر دیا جائے۔

اعلیٰ مقام تک پہونچنے کا ذریعہ

ارشاد ربانی ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (آل عمران ۹۲) تم نیکی کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ اپنی وہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جنہیں تم پسند کرتے ہو اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

دراصل اسی کا نام حکم الٰہی ک سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور اللہ کی رضا کی خاطر اپنی خواہشات اور محبوب چیزوں کو قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور یہی دین اسلام کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔ اللہ کرے ہم سب کو اس کی توفیق نصیب ہو۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا بِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى (پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی صاحب کے مضمون سے اقتباس)

سلام دوستی اور محبت کا ذریعہ

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ (سورہ الزمر ۷۳)

اور کہیں گے انہیں جنت کے محافظ تم پر سلام ہو تو خوب رہے پس اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام میں اجتماعیت، اتحاد و اتفاق اور اخوت والفت کو مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور دوسرے انسانوں کے لئے بالعموم، ضروری اور لازم قرار دیا گیا ہے، انفرادیت، علیحدگی، اور انتشار و خلفشار کو ناپسندیدہ بتایا گیا ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ دوسری جگہ ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

اسی اتحاد و اتفاق کو مضبوط کرنے، باہم قلبی ربط، آپسی محبت اور میل جول کو پختہ اور کامل و مکمل کرنے کے لئے، اسلام نے، ایک دوسرے کو "السلام علیکم" کے ذریعے سلام کرنے کی تعلیم و تلقین کی اور مسلمانوں پر ضروری قرار دیا کہ جب وہ ایک دوسرے سے ملیں تو سلام کریں جو آپسی دل جمعی اور باہمی ربط و اتحاد کا باعث ہوگا اور معاشرے سے برائیاں ایک دوسرے سے دوری، ناراضگی، غلط فہمی، بغض و کینہ اور عداوت و دشمنی نہ یہ کہ صرف کم ہو جائیں گی بلکہ ختم ہو جائیں گی اور انسان کو ایک ایسا معاشرہ نصیب ہوگا جس کی صاف اور معطر فضا میں وہ کھل کر سانس لے سکتا ہے۔

سلام مسلمان کی مخصوص علامت

غور فرمائیں کہ مسلمان، چاہے جہاں کا ہو، اس کی زبان چاہے جو بھی ہو، اس کا تعلق چاہے جس خاندان سے ہو، وہ چاہے جس معاشرے کا ہو، اسلام نے اس کو یہ تعلیم دی کہ وہ "السلام علیکم" ہی کہیں، اس روشن تعلیم میں اتحاد و اتفاق اور اجتماع و ارتباط کا کیسا جامع اور مفید نسخہ مضمر ہے۔

ہر مذہب میں مذہب والوں کیلئے کچھ مخصوص علامتیں ہوتی ہیں اور یہ علامتیں کبھی جسم و لباس میں ہوتی ہیں اور کبھی زبان میں ہوتی ہیں اور اس سے امتیاز ہوتا ہے کہ فلاں کس مذہب کا ہے، اسی لیے اسلام نے بھی، اپنے ماننے والوں کیلئے کچھ مخصوص علامتیں مقرر کی اور اپنا ایک الگ یونیفارم بنایا تا کہ اسلام و کفر میں فرق ہو سکے چنانچہ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ میں یہی پیغام پوشیدہ ہے، سلام بھی انہی علامتوں میں سے ایک اسلامی علامت ہے، اس سے بندگانِ خدا اور باغیانِ خدا میں تمیز ہوتی ہے۔

کثرت سے سلام کو رواج دینے کا حکم

لیکن اس کا دوسرا رخ بڑا ہی مہیب اور تاریک و تلخ ہے، آج اسلامی معاشرے سے یہ تعلیم سلام اور اس کی اشاعت کم ہوتی جارہی ہے، اسلام نے جس

کثرت سے سلام کو رواج دینے کا حکم دیا، اسی کثرت سے اس پر عمل بند ہو رہا ہے، اسلام نے شناسا اور غیر شناسا ہر ایک کو سلام کرنے کی تعلیم دی، لیکن عملی میدان میں اولاً سلام ہی نہیں کیا جاتا اگر کرتے ہیں تو اکثر متعارف اور جان پہچان کے لوگوں کو، جس کے نتیجے میں باہمی ربط، اخوت و بھائی چارگی اور اتحاد و اتفاق کی عمارت کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔

موجودہ ماحول میں جو پوری طرح مغربی تہذیب سے متاثر ہے، اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اپنا اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں اور جو کوتاہیاں اور کمیاں ہیں انہیں دور کر کے، اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، کیوں کہ ہماری کامیابی وکامرانی کا راز انہی اسلامی تعلیمات میں مضمر اور پوشیدہ ہے۔

قرآن شریف میں سلام کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (سورہ نساء) یعنی جب تم کو کوئی (شروع میں) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ میں سلام کرو (یعنی جواب دو) یا (جواب میں) ویسے ہی الفاظ کہہ دو (تم کو دونوں اختیار دیئے جاتے ہیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لیں گے (بیان القرآن ۱۴۰/۲)

آیت میں جوابِ سلام کا تذکرہ ہے، ظاہر ہے جواب، سلام کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے اور تحیہ سے مراد سلام ہے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (سورہ نور) یعنی پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری (ترجمہ شیخ الہند) ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ سلام اور جواب سلام شریعت کے اندر مطلوب ومحمود ہیں۔

حدیث پاک میں سلام کا ذکر

سلام کی حیثیت افادیت اور شرعی اہمیت کے سلسلے میں احادیث بہ کثرت وارد ہوئی ہیں (۱) حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لِلْمُؤمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ (مشکوۃ:۲/۳۹۷) یعنی کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو سلام کرنا حقوق مسلمین میں سے ہے (۲) ارشاد فرمایا لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا وَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِم (مشکوۃ:۲/۳۹۷)

یعنی جب تک تم ایمان نہ لاؤ، جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم (اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے) آپس میں تعلق و دوستی قائم نہ کرو، نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا ذریعہ نہ بتادوں، جس کو تم اختیار کرو تو آپس میں دوستی کا تعلق قائم ہو جائے اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کا چلن عام کرو، یعنی آشنا و نا آشنا سب کو سلام کرو (مظاہر حق جدید:۵/۳۲۸)

سلام باہمی استحکام کا ذریعہ

کیسا حسین اور جامع پیغام الفت و محبت اس حدیث میں مذکور ہے اور انجام کے اعتبار سے افشاء سلام (سلام کو رواج دینا) ہی دخول جنت کا باعث ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو اختیار کرنے سے مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں استحکام پیدا ہوتا ہے، ایک تو ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کرنا دوسرے کسی مسلمان کو اس کے نام کے ذریعہ مخاطب کرنا جس کو وہ پسند کرتا ہے، تیسرے جب وہ مجلس میں آئے تو جگہ دینا۔ (مظاہر حق:۵/۳۴۶)

سلام کیسے کریں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ أَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ (مشکوۃ:۳۹۸/۲) یعنی لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (مظاہر حق:۳۴۵/۵) نیز فرمایا: کہ جو سلام میں سبقت کرتا ہے وہ کبر و غرور سے محفوظ رہتا ہے (مشکوۃ:۴۰۰) معلوم ہوا کہ پہلے سلام کرنے والا محمود اور لائق تعریف ہے، البتہ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے سوار پیدل کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے (مشکوۃ:۳۹۷) یہ حکم دراصل تواضع وانکساری کی طرف راغب کرنے کیلئے ہے اور سبقت والی حدیثوں کا تعلق اس صورت سے ہے جب دونوں کی حیثیت یکساں نوعیت کی ہو جیسے دونوں پیدل ہوں یا دونوں سوار ہوں وغیرہ۔ (مظاہر حق:۳۵۹)

مسئلہ: اگر چھوٹا پیدل ہو اور بڑا سوار تو دونوں مختار ہیں، جو چاہے سبقت کرے، چھوٹے کو سبقت کا حکم بوجہ تعظیم ہے، لہٰذا شاگرد استاذ پر، مرید پیر پر، بیٹا باپ پر اور ملازم آقا پر پہلے سلام کرے، لیکن جن پر پہلے سلام کرنا افضل ہے اگر وہ سہواً یا عمداً پہل نہ کریں تو دوسرے کو ترک جائز نہ ہوگا (فتاویٰ رحیمیہ:۱۳۲/۱۰) اس پہلو پر توجہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور جب ایک ساتھ دونوں سلام کردیں تو ہر ایک جواب دے۔ (شامی:۵۹۶/۹)

سلام کے مسنون الفاظ

علماء نے لکھا ہے کہ سلام کرنے کے سلسلے میں افضل اور مسنون یہ ہے کہ سلام کرنے والا یوں کہے ''السلام علیکم ورحمة الله و بركاته'' اور ادنی درجے کا سلام ''السلام علیکم'' ہے، اس پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ''ورحمة الله'' کے اضافے پر دس نیکیاں مزید بڑھ جاتی ہیں اور ''وبركاته'' بڑھانے سے کل تیس نیکیاں ملتی ہیں اور ''السلام علیک'' اور سلام علیکم، اگرچہ جائز ہیں لیکن ''السلام

علیکم "صیغہ جمع کے ساتھ زیادہ بہتر ہے کیونکہ ملائکہ جو ہر شخص کے ساتھ ہوتے ہیں سلام میں مخاطب کے ساتھ وہ بھی شریک ہوں، نیز اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو فرشتوں کو سلام کرنے کا حکم دیا تو الفاظِ سلام یہی "السلام علیکم" تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے الفاظ اور زیادتی حدیث سے ثابت نہیں البتہ ابو داؤد کی روایت میں "ومغفرتہ" کا لفظ بھی آیا ہے الغرض جس قدر الفاظ بڑھائیں گے اسی قدر ثواب میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (مشکوٰۃ:۳۹۸، مظاہر حق:۳۴۵/۵، شامی:۵۹۳/۹)

سلام کرنا سنت موکدہ ہے

سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اور وجوب نفس جواب کا ہے باقی ویسے ہی الفاظ یا ان سے احسن اور بعض صورتوں میں ان سے کم یہ سب اختیار میں ہے، لہٰذا جواب یوں دے "وعلیکم السلام" یہ جواب کا ادنیٰ درجہ ہے اور "ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کا اضافہ بھی کرسکتا ہے جیسا کہ "فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا" سے معلوم ہوتا ہے اور زیادتی ثواب کے سلسلے میں، اس کا حکم وہی ہے جو سلام کرنے والے کے لیے ہے۔ کما مر

سلام کا طریقہ یہ ہے

مسئلہ: اگر کسی نے کہا: السلام علیکم و رحمۃ اللہ اور جواب میں کہہ دیا وعلیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہے، اگر کوئی جواب میں صرف علیکم کہے بغیر واؤ کے تو جواب پورا نہ ہوگا۔ (۲) جن لوگوں کو سلام میں پہل کرنی چاہیے یا جن لوگوں کو سلام کا جواب دینا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شخص سلام کرے یا کوئی ایک شخص سلام کا جواب دے دے تو وہ سلام یا جواب میں ان سب لوگوں کی طرف سے ہوگا اور وہ سب بری الذمہ ہوجائیں گے اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا سلام کرنا یا ہر ایک کا جواب دینا افضل ہوگا (بیان القرآن:۱۴۰/۲، مظاہر حق:۳۴۷/۵، فتاویٰ رحیمیہ:۱۳۳/۱۰)

ہمارے ہندوستان کے بعض علاقوں میں جب بوڑھی عورتوں کو سلام کیا جاتا ہے تو وہ جواب میں وعلیکم السلام کی جگہ کہتی ہیں ''جیتے رہو'' ''خوش رہو'' اللہ سلامت رکھے، وغیرہ تو یہ سب الفاظ دعا تو ہیں لیکن ردسلام مسنون کیلئے کافی نہیں جان کار لوگوں کو بتانا چاہیے ہاں جواب مسنون کے بعد یہ سب دعائیہ جملے استعمال کریں تو بہتر ہے۔

سلام کن لوگوں کو کیا جائے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **تَقْرَئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ** (مشکوۃ:۲/۳۹۷) ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ اہل اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کھانا کھلانا، اور ہر شناسا و ناشناسا کو سلام کرنا، معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے، سلام کا تعلق شناسائی کے حقوق سے نہیں ہے بلکہ یہ ان حقوق میں سے ہے جو اسلام نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے تئیں عائد کیے ہیں۔ مذکورہ حدیث کو دوبارہ پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ حدیث میں امت کے لیے کیا پیغام اور سبق ہے اور ہم مسلمانوں کا عمل اس پر کتنا ہے؟ آج عام طور سے مزاج بنا ہوا ہے کہ لوگ اسی کو سلام کرتے ہیں جسے پہچانتے ہیں اور جس سے واقفیت نہیں ہوتی انہیں یا تو سلام ہی نہیں کرتے یا کم کرتے ہیں اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔

مخصوص لوگوں کو سلام کرنا ناپسندیدہ عمل

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کچھ لوگوں سے ملے اور یہ چاہے کہ ان سب کو سلام کرنے کے بجائے ان میں سے چند کو سلام کرے تو یہ مکروہ ہے، کیوں کہ سلام کا جواب مقصد آپس میں موانست والفت کو فروغ دینا ہے جب کہ بعض دوسرے مخصوص لوگوں کو سلام کرنا گویا باقی لوگوں کو وحشت واجنبیت میں مبتلا کرنا ہے اور یہ چیز اکثر اوقات، نفرت وعداوت کا بھی سبب بن جاتی ہے، لیکن بازار اور شارع عام کا حکم

اس سے الگ ہے کہ اگر بازار میں یا شارع عام پر بہت سے لوگ آرہے ہوں تو وہاں بعض لوگوں کو سلام کرلینا کافی ہوگا کیوں کہ اگر وہاں ہر شخص کو سلام کرنے لگے تو وہ اسی کام کا ہوکر رہ جائے گا اور اپنے امور کی انجام دہی سے باز رہے گا۔ (مظاہر حق جدید: ۳۳۹/۵)

افسوس صد افسوس! کہ آج ہم مسلمانوں کی اکثریت نے اپنی وضع قطع ایسی بنالی کہ ظاہراً مسلمان کی مسلمانی ہی غائب ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو سلام نہ کرے تو یہ مذکورہ حدیث کے خلاف نہیں ہاں اگر ایسے لوگوں کا مسلمان ہونا معلوم ہے تو سلام کرنا چاہیے۔

سلام کب کرے؟

جب کسی سے ملاقات ہو یا کسی کے گھر جائے یا ملاقات کے بعد واپس لوٹے تو سلام کرنا چاہیے۔ (مشکوۃ: ۳۹۹/۲) اسی طرح کسی سے فون یا موبائل کے ذریعہ جب گفتگو کرے یا کسی کو خط یا درخواست لکھے تو سلام سے ابتداء کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ (مشکوۃ) نیز فرمایا: مَنْ تَكَلَّمَ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ (شامی) یعنی ملاقات کے وقت پہلے سلام کرے پھر بات چیت کی ابتداء ہو ورنہ آپ علیہ السلام نے ایسے شخص کو جو گفتگو پہلے کرے پھر سلام کرے جواب دینے سے منع فرمایا۔

کب اور کن لوگوں کو سلام نہ کرے

نماز پڑھنے کی حالت میں سلام نہ کرے کیوں کہ وہ شرعاً جواب دینے سے عاجز ہے وضو میں مشغول شخص کو سلام نہ کرے کہ وضو بھی ایک عبادت ہے اور سلام سے خلل ہوسکتا ہے البتہ اگر سلام کردے تو جواب دینا افضل ہے۔ اسی طرح تعلیم و تدریس، خطبہ جمعہ وعیدین و نکاح کے وقت، اذان و اقامت کے وقت، قرأت و تلاوتِ قرآن کے وقت سلام نہ کرے اگر سلام ان موقعوں پر کردے تو مستحق جواب نہ ہوگا، کھانا کھاتے وقت جب لقمہ اس کے منہ میں ہے تو سلام نہ کرے ورنہ سلام کرسکتے

ہیں لِعَدْمِ الْعِجْزِ اسی طرح پیشاب و پاخانہ یا جماع میں مشغول شخص کو سلام نہ کرے یا کوئی سو رہا ہو یا اونگھ رہا ہو تو سلام نہ کرے۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ کذّاب (خوب جھوٹ بولنے والا) شیخ مازح (خوب مذاق کرنے والا) لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اجنبیات کو دیکھنے والا ان لوگوں کو سلام نہ کیا جائے تا کہ ان کی حقارت ظاہر ہو، ایک حدیث میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا اور وہ سرخ کپڑے (جو مردوں کے لیے منع ہے) پہنے ہوئے تھا، تو آپ علیہ السلام نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سلام کرتے وقت کسی نامشروع امر کا مرتکب ہو وہ سلام کے جواب کا مستحق نہیں ہوگا، ٹھیک اسی طرح جو کسی نامشروع امر کا مرتکب ہو تو وہ زجراً اس بات کا مستحق ہے کہ اسے سلام نہ کیا جائے جیسا کہ اوپر گذرا۔

(شامی: ۵۹۳/۹، مظاہر حق: ۳۵۹/۵، فتاوی رحیمیہ: ۱۳۰/۱۰)

نامحرم اور اجنبی عورتوں کو سلام

نامحرم اور اجنبی عورتوں کو سلام کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی عورت اتنی عمر رسیدہ ہو کہ اس کے تئیں کسی فتنہ و شر میں مبتلا ہونے کا کوئی خوف نہ ہو اور نہ اس کو سلام کرنا دوسروں کی نظر میں کسی بدگمانی کا سبب بن سکتا ہو تو اس کو سلام کرنا جائز ہوگا، اور اگر نامحرم عورت سلام کر دے تو دل ہی دل میں جواب دے زبان سے نہ دے اور اگر بوڑھی ہو تو زبان سے بھی جواب دے سکتا ہے۔ (مظاہر حق: ۳۴۶/۵، فتاوی رحیمیہ: ۱۲۶/۱۰) البتہ نامحرم عورت اپنے محرم رشتہ دار کے ذریعہ ضرورۃً سلام کہلوا سکتی ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

غیر مسلم کو سلام کرنے کا مسئلہ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو کیوں کہ سلام میں پہل کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے جس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیروکار ہوں اس اعزاز کا

استحقاق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوسکتا جو دین کے دشمن اور خدا کے باغی ہیں ہاں اگر وہ لوگ خود پہل کریں اور السلام علیک یا السلام علیکم کہیں تو اس کے جواب میں صرف وعلیک یا وعلیکم کہا جائے اور بغیر واو کے بھی صرف علیکم اور علیک کہہ سکتے ہیں اور علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ غیر مسلم کے جواب میں **ھداک اللہ** (اللہ تجھے ہدایت دے) کہا جائے۔ (مظاہر حق: ۵/۳۴۶)

چونکہ احکام ضرورت و مجبوری کے وقت بدل جایا کرتے ہیں اس لئے جس جگہ ابتداء بالسلام کا ترک یا غیر مسلموں کے جواب کا ترک موجبِ فتنہ ہو یا انتشار و خلفشار کا باعث ہو تو مستحسن ہوگا کہ سلام کے لیے کوئی اور لفظ ''آداب، آداب عرض ہے'' وغیرہ جس میں غیر اسلامی تہذیب سے مشابہت نہ ہو اختیار کرسکتا ہے۔ البتہ نمسکار، نمستے، پرنام، گڈبائے اور ہیلو جیسے غیر اسلامی الفاظ سے پرہیز کرے۔

(فتاوی رحیمیہ: ۱۳۳/۳، بحوالہ خلاصۃ التفاسیر)

مسلم اور غیر مسلم کی مخلوط مجلس میں کیسے سلام کرے؟

موجودہ دور میں خصوصاً ہمارے ہندوستان میں اکثر جگہیں ایسی ہیں جہاں مسلم وغیر مسلم سب مل کر کام کرتے ہیں مثلاً سرکاری وغیر سرکاری دفاتر، کارخانہ اور اسکول وغیرہ تو وہاں ایک دیندار مسلمان کیا کرے؟ اس سلسلے میں علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایسی جماعت کے پاس سے گذرے یا کسی ایسی مجلس میں پہنچے جس میں مسلمان بھی ہوں اور غیر مسلم بھی اور مسلمان خواہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں تو مسنون یہ ہے کہ مسلمانوں یا مسلمان کا قصد کرکے پوری جماعت کو سلام کرے، نیز علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت میں چاہے تو السلام علیکم کہے اور نیت یہ رکھے کہ اس سلام کے اصل مخاطب مسلمان ہیں اور چاہے یوں کہے **اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی** (اس پر سلامتی ہو جس راہ ہدایت کی پیروی کی) (مظاہر حق: ۵/۳۴۴)

ہاتھ اور اشاروں کے ذریعہ سلام کرنا

کچھ لوگ صرف ہاتھوں سے یا سروں کو حرکت دے کر سلام کرتے ہیں اور الفاظِ سلام ادا نہیں کرتے تو ایسا کرنا کیسا ہے؟

حدیث شریف میں ہے تَسْلِیْمُ الْیَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَ تَسْلِیْمُ النَّصَارٰی الْاِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ (مشکوۃ:۳۹۹) یعنی یہودیوں کا سلام کرنا، انگلیوں کے ذریعہ اشارہ کرنے اور عیسائیوں کا سلام کرنا ہتھیلیوں کے ذریعہ اشارہ کرنے کی صورت میں ہوتا ہے مظاہر حق میں اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ: بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہودی اور عیسائی سلام کرنے یا سلام کرنے کا جواب دینے کے لیے اور یا دونوں کے لیے محض مذکورہ اشاروں ہی پر اکتفا کر لیتے تھے، سلام کا لفظ نہیں کہتے تھے جو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت میں سے انبیاء و اولیاء کی سنت وطریقہ ہے، چنانچہ حضور ﷺ کو گویا مُکاشفہ ہوا کہ میری امت کے کچھ لوگ بے راہ روی کا شکار ہو کر سلام کرنے کا وہ طریقہ اختیار کریں گے جو یہودیوں، عیسائیوں اور دوسری غیر اقوام کا ہے جیسے انگلیوں یا ہتھیلیوں کے ذریعہ اشارہ کرنا ہاتھ جوڑ لینا، کمر یا سر کو جھکانا اور صرف سلام کرنے پر اکتفا کر لینا وغیرہ وغیرہ، لہٰذا حضور ﷺ نے پوری امت کو مخاطب کرتے ہوئے اس بارے میں تنبیہ بیان فرمائی اور یہ وعید بیان کی کہ جو شخص سلام کے ان رسم و رواج کو اپنائے گا جو اسلامی شریعت اور ہماری سنت کے خلاف ہیں تو اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا شمار ی ہماری امت کے لوگوں میں نہیں ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ:۳۴۷)

مسئلہ: صرف ہاتھ کے اشارے پر کفایت کرنا یا اس جزءِ سلام یا موجبِ ثواب سمجھنا مشابہت کفار اور بدعتِ ضالہ ہے۔

مسئلہ: لفظ السلام علیکم اور اشارے کا جمع کر لینا جیسا کہ ہمارے بلاد میں معمول ہے اگرچہ اولیٰ نہ ہو مگر جائز ہے جب کہ یہ اشارہ، علامتِ تعظیم وتوقیر عرفاً قرار پا چکا ہے۔

مسئلہ: جب بعد دوری یا کسی اور وجہ سے آوازِ سلام سمجھ میں نہ آسکے تو ہاتھ سے اعلام واعلان مباح ہے، یعنی عام حالات میں صرف ہاتھ سے یا سر سے سلام کرنا جائز نہیں بلکہ مجبوری کی حالت میں ہاتھ سے اشارہ کرسکتا ہے لیکن لفظ سلام اور اشارہ دونوں کو جمع کرے۔

زبانی یا لکھ کر غائب کو سلام

اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ فلاں کی خدمت میں میرا سلام عرض کردینا اور اس شخص نے اسے قبول کرلیا تو ارسالِ سلام واجب ہے، کیوں کہ قبولیت کے بعد یہ ایک امانت ہے جس کا پہنچانا واجب ہے، ورنہ یہ ودیعت ہے پہنچانا واجب نہیں وہاں پہنچادے تو احسان ہوگا چوں کہ بعض دفعہ مذکورہ صورت میں غفلت، سہو یا کسی مجبوری کی وجہ سے سلام عرض کرنا دشوار ہوجاتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والا یوں کہے میرا سلام عرض کردینا، اگر یاد رہے'' اگر ممکن ہو، بشرط سہولت، اگر یہ شخص نہ کہہ سکے تو دوسرا شخص ہی یہ الفاظ کہہ دے کہ ان شاء اللہ اگر یاد رہا یا ممکن ہوا تو عرض کردوں گا۔ ایسی صورت میں دونوں کیلئے سہولت واطمینان ہے۔

اور جب سلام پہنچائے تو مرسل الیہ (جس کے پاس سلام بھیجا گیا) مبلغ (پہنچانے والا) کو جوابِ سلام میں شریک کرے اور یوں کہے ''علیک وعلیہ السلام'' ایسے موقع پر صرف وعلیکم السلام کہنا جیسا کہ رواج ہے فقہاء کی صراحت اور قواعد عربی کے خلاف ہے۔ (مظاہر حق: ۳۵۰)

تحریری سلام کا جواب

اگر سلام تحریری شکل میں مثلاً خط یا درخواست وغیرہ میں تو اس کا جواب میں مکتوب الیہ (جس کے پاس لکھا گیا ہے) کے ذمہ ضروری ہے چاہے زبان سے یا لکھ کر، کیوں کہ غائب کا خط وتحریر حاضر شخص کی موجودگی کا حکم رکھتا ہے، علامہ شامی یہ

سارے مسائل لکھنے کے بعد تنبیہ کرتے ہیں کہ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ کہ اکثر لوگ ایسے مسائل سے ناواقف اور غافل ہیں لہٰذا توجہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

غیر مسلم کو خط میں سلام لکھنے کا طریقہ

حضور علیہ السلام کا طریقہ اس سلسلے میں یہ تھا کہ اگر مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو سلام کا مخاطب خاص طور پر اسی کو بنایا جاتا یعنی السلام علیکم جیسے الفاظ ہوتے اور اگر مکتوب الیہ، مسلمان نہ ہوتا تو پھر علی العموم سلام کے الفاظ ہوتے یعنی یوں لکھتے سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ سلام کے بعد اصل مضمون ہوتا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل (شاہ روم) کو جو مکتوب ارسال کیا تھا اس میں سلام اسی طرح تھا۔ (مظاہر حق: ۳۵۱)

ہر ملاقات پر سلام

عام طور سے کسی چیز میں تکرار کو پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا لیکن سلام میں تکرار محمود اور مطلوب ہے، حدیث نبوی ہے کہ اگر ایک بار سلام کرنے کے بعد دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا بڑا پتھر حائل ہو اور پھر اس سے ملاقات ہو تو اس کو دوبارہ سلام کرے، مطلب یہ ہے کہ اتنے معمولی وقفہ کی جدائی و مفارقت کے بعد بھی سلام کرنا مستحب ہے چہ جائیکہ زیادہ عرصہ کے بعد ملاقات ہو گویا یہ حدیث سلام کے استحباب اور ہر موقع پر اس ادب کے ملحوظ رکھنے کو مبالغہ کے طور پر بیان کرتی ہے کیوں کہ سلام کی تجدید بہ ہر صورت باعث رحمت و سلامتی ہے۔ (مظاہر حق: ۳۲۸)

سلام کے وقت کیا نیت کریں؟

اعمال کی قدر و قیمت نیتوں کی وجہ سے بڑھتی اور گھٹتی ہے مومن کی نیت کو اس کے عمل سے بہتر بنایا گیا ہے سلام بھی ایک عمل ہے تو سلام کرتے وقت کیا نیت کرے؟ ردالمختار میں ہے کہ بوقت سلام، سلام کرنے والے کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ

وہ جسے سلام کر رہا ہے اس کی عزت و آبرو اور مال و اولاد کی پاسداری اور نگہبانی کرے گا، اب اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالے اور عزت و آبرو کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ غور فرمائیں اگر یہ نیت حقیقی طور سے ہر مسلمان کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور نیت و عمل میں یکسانیت ہو جائے تو کیسا چین و سکون، امن و امان اور محبت و اخوت نصیب ہو۔

ایک غلط رواج

آج خصوصاً عجم میں یہ رواج عام ہے کہ لوگ السلام علیکم کی جگہ سلام علیکم کہتے ہیں، درمختار میں ہے: اَنَّـهُ لایَجبُ رَدُّ سَلامُ عَلَيُكُمُ بِجَزُمِ الُـمِيُمِ۔ علامہ شامی لکھتے ہیں ثُـمَّ رَأَيُـتُ فِـي الـظَّهِيُـرِيَّةِ : وَلَفُظُ السَّلاَمِ فِي الُمَوَاضِعِ كُلِّهَا: اَلسَّلاَمُ عَلَيُكُمُ اَوُ سَلاَمٌ عَلَيُكُمُ بِالتَّنُوِيُنِ وَبِدُوُنِ هٰذَيُنِ كَماَ يَقُوُلُ الُجهَّالُ لايَكُوُنُ سَلاَمًا۔

خلاصہ یہ ہے کہ السلام علیکم یہ زبان عربی کا لفظ ہے، جس کے شروع میں الف لام اور اخیر میں پیش ہے، حدیث میں ایسے ہی وارد ہے تو اگر یوں کہیں سلام علیکم۔ میم کے سکون کے ساتھ تو اس صورت میں ایک تو شروع سے الف لام حذف ہو گئے، دوسرے جب اسم پر الف لام نہ ہو تو عموماً اس کے اخیر میں تنوین آتی ہے اور یہاں وہ تنوین بھی نہیں ہے تو یہ نہ صرف عربی قاعدے کے خلاف ہے بلکہ الفاظِ حدیث کے بھی موافق نہیں اور بقول شامی کہ یہ سلام مسنون ہی نہیں ہے، اس لیے اس پہلو پر خصوصی توجہ ہونی چاہیے، ورنہ علامہ شامی کا فیصلہ آپ نے سن اور پڑھ لیا اور ایسا عموماً بے توجہی یا جلد بازی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ پڑھے لکھے لوگ السلام علیکم ہی بولتے ہیں۔

فون اور موبائل پر بھی سلام کریں ہیلو نہ کریں

آج کے دور میں موبائل فون ایک ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے اس کے ذریعہ متکلم ومخاطب دور ہوتے ہوئے بھی براہِ راست ہم کلام ہوتے ہیں لہٰذا اس موقعہ پر بھی سلام کرنا ہے جیسا کہ کیا جاتا ہے مگر اسوقت ہم مسلمان میں بے توجہی کے سبب ایک کوتاہی پائی جاتی ہے کہ جب کسی کا فون آیا یا کسی نے کیا تو مزاج بنا ہوا ہے کہ اکثر لوگ اور کچھ پڑھے لکھے لوگ سب سے پہلے Hello کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو السلام قبل الکلام کے تحت نہیں آتا ہے بلکہ اس کے منافی معلوم ہوتا ہے چونکہ شریعت نے اولاً سلام کی تعلیم دی ہے تو یہ حکم موبائل کے ذریعہ باہم گفتگو پر بھی صادق آتا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کا خاص خیال رکھیں اور جب کہیں سے فون آئے اور پہلے سے معلوم ہے کہ فلاں صاحب کا فون ہے تو اولاً سلام کریں یا تھوڑی دیر خاموش رہیں کہ دوسری جانب سے سلام آجائے اور اگر نمبر نیا ہے اور کس کا نمبر ہے معلوم نہیں تو فون ریسو کرنے کے بعد ضرورۃً 'جی'' ''فرمائیں'' کون صاحب ''جی جناب'' جیسے الفاظ استعمال کریں کیوں کہ معلوم نہیں فون کرنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم، اس کی گنجائش بہ ہرحال ضرورت کے دائرے میں آتی ہے اور حتی الامکان Hello جیسے غیر اسلامی تہذیب الفاظ سے اجتناب کرے۔

مسلمان اپنا یونی فارم باقی رکھے

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ: جو قوم اور ملک اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں منجذب ہوگئی، مسلمان کب سے ہندوستان میں ہیں اگر اپنا یونیفارم باقی نہ رکھتے تو کبھی کے مٹ چکے ہوتے، انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کرتا، پاجامہ، عبا، قبا اور دستار کو محفوظ رکھا بلکہ مذہب اور اسماء

الرجال، تہذیب و کلچر، رسم ورواج اور زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء محفوظ رکھیں، اس لئے ان کی مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک اس کی مراعات ہوتی رہے گی رہیں گی، لہٰذا ایک محمدی کو حسبِ اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت وسیرت، فیشن وکلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن سے پرہیز کرے۔ (خلاصہ مکتوبات شیخ الاسلام: ۱۳۰/۲)

مصافحہ: تکمیل سلام ہے

مصافحہ یعنی دو آدمیوں کا باہم ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہے چنانچہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ''مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ یَّتَفَرَّقَا''۔ دوسری حدیث ہے: ''وَتَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَةُ'' (مشکوٰۃ: ۴۰۱/۲)

یعنی جب دو مسلمان ملتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے خدا ان کو بخش دیتا ہے اور تمہارا پورا سلام جو تم آپس میں کرتے ہو مصافحہ ہے۔ مذکورہ دونوں حدیثیں مصافحہ کی اہمیت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں مصافحہ تکمیل سلام اور اس کا تتمہ ہے اور باہمی ملاقات کے وقت سلام کے بعد مسنون ومشروع ہے، کیوں کہ یہ سلام کا تکمیل ہے اس لئے پہلے سلام پھر مصافحہ کرنا چاہیے اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے، محض ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا غیر مسنون ہے، اور کسی خاص موقعہ یا کسی خاص تقریب کے وقت یا پابندی کے ساتھ نمازوں کے بعد مصافحہ کو ضروری سمجھنا، غیر شرعی بات ہے، لیکن اگر ایسے موقع پر کوئی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا ہی دے تو اپنا ہاتھ کھینچ کر ایسی شکل نہ پیدا کرنی چاہئے کہ اس کو بدگمانی، شکایت اور رنج ہو لہٰذا مصافحہ کر لے بعد میں اگر مناسب موقعہ ملے تو اصل مسئلہ سنجیدگی کے ساتھ سمجھا دے ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ تاہم جوان عورتوں سے مصافحہ کرنا

حرام ہے اور بوڑھی عورت کہ جنسی میلان اس کی طرف نہ ہوتا ہو تو مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مظاہر حق: ۵/۳۶۷، فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۲۵)

سلام کے چند اور مسائل

(۱) اگر گھر میں کوئی فرد نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس طرح کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ تا کہ وہاں جو فرشتے ہوں ان کو سلام پہنچے۔ (مظاہر حق: ۳۴۸)

(۲) سلام کے وقت رکوع کی طرح جھکنا جیسا کہ کچھ لوگوں کا معمول ہے اور بعض جگہوں پر اس کا رواج ہے خلافِ سنت ہے۔ (مظاہر حق: ۳۷۰)

(۳) جب مسجد میں کوئی داخل ہو اور لوگ نماز و اوراد میں مشغول نہ ہوں تو سلام کرے اور اگر مشغول ہوں یا مسجد میں کوئی نہ ہو تو یہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (عالمگیری)

(۴) اگر مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور کچھ فارغ ہو کر بیٹھے ہوں تو اگر فارغین اتنی دور ہوں کہ ان کو سلام کرنے سے یا ان کے جواب سے ان مشغولین کو حرج نہ ہوتا ہو تو سلام کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ: ۱۰/۱۲۱)

(۵) اگر تلاوت میں مشغول شخص کو کسی نے سلام کر دیا تو مختار یہ ہے کہ جواب دے پھر اعوذ پڑھ کر تلاوت شروع کرے۔ (مظاہر)

(۶) بعض جگہوں پر دولہا نکاح کے بعد اسی مجلس میں لوگوں کو کھڑے ہو کر سلام کرتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (بہشتی زیور)

سلام کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔

فرمایا: بس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں پر سلام کرو، یہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جب تمہیں سلام کا تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ انہیں دو یعنی سلام کے ساتھ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو یا وہی انہیں لوٹا دو یعنی صرف وعلیکم السلام جواب میں کہہ دو۔

فرمایا: کیا تیرے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا، تو ابراہیمؑ نے بھی سلام کہا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو، چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان سے کہا، جا اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اس جماعت کو سلام کر اور وہ جو جواب دیں، اسے غور سے سن، کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ پس حضرت آدمؑ نے جا کر کہا السلام علیکم تو انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ پس انہوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

سلام کی کیفیت

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سلام میں پہل کرنے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ جمع کے ضمیر کے ساتھ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اگرچہ جس کو وہ سلام کر رہا ہے ایک شخص ہی ہو اور جواب دینے والا بھی جمع کے ضمیر کے ساتھ جواب دے، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیکم آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا پس وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے تیس نیکیاں ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، حسن حدیث ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تجھے سلام عرض کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جواب میں کہا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات ارشاد فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور جب کسی قوم کے پاس آکر سلام کہتے تو سلام بھی تین مرتبہ کہتے، یہ اس صورت میں ہے جب لوگ بہت زیادہ ہوتے۔ (بخاری)

حضرت مقدادؓ اپنی طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح سلام کیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

اجازت حاصل کرنے کے آداب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔

فرمایااللہ تعالیٰ نے: اور جب تم میں سے بچے بلوغت کوپہنچ جائیں تو وہ اندر داخل ہونے کے لئے اسی طرح اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اجازت طلب کرنا تین مرتبہ ہے پس اگر اجازت دے دی جائے تو اندر چلا جائے ورنہ واپس لوٹ جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے بتلایا، کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی جب کہ آپ گھر کے اندر موجود تھے۔ پس اس نے ان الفاظ میں اجازت مانگی، کیا میں اندر داخل ہو جاؤں، تو رسول اللہ ﷺ اپنے خادم سے فرمایا، اس شخص کے پاس جا اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھلا، اور اس سے کہہ کہ ان الفاظ کے ساتھ اجازت مانگے۔ السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں؟ پس اس آدمی نے سن کر کہا، السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں؟ پس نبی کریم ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

(ابوداؤد نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

حضرت انسؓ سے ان کی مشہور حدیث اسراء (معراج کی بابت) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے جبریلؑ آسمان دنیا پر لے کر چڑھے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا، تو کہا گیا، یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل، پوچھا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ، پھر دوسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا، یہ کون ہے؟ کہا، جبرئیلؑ، کہا گیا، اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا، محمد ﷺ۔ اور پھر تیسرے، چوتھے اور باقی آسمانوں پر چڑھے اور ہر آسمان کے دروازے پر پوچھا گیا، یہ کون ہے؟ تو جبرئیلؑ جواب میں کہتے ہیں، جبرئیلؑ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات کو میں گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے چل رہے ہیں، تو میں بھی چاند کے سائے چاندنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پس آپ مڑے تو مجھے دیکھ لیا اور فرمایا، یہ کون ہے؟ میں نے کہا، ابوذرؓ۔ (بخاری ومسلم)

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ. (سورۃ الرحمٰن ۵۵) بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہئے اپنی (موہومہ) کوتاہی پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے شام کے وقت اور صبح کے وقت۔

دنیا کے معاملے میں تو ہم میں کا ہر انسان یہ خواہش کرتا ہے کہ اسے ملنے والی ہر چیز اعلیٰ سے اعلیٰ معیار کی ہو۔ ایسی ہی خواہش بلکہ اس سے بڑھ کر دین کے معاملے میں ہمیں کرنی چاہیے۔ حصولِ جنت کیلئے جہاں ہم ہر نیکی کو اپنانے کی کوشش کریں وہیں ہر برائی اور گناہ سے دست بردار ہونے کی بھی کوشش کریں۔ گناہ کا معاملہ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ نیکی کا معاملہ ہے۔ یعنی گناہ، گناہ ہے، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ فقہاء نے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی جو تقسیم کی ہے وہ گناہوں سے بچنے کیلئے ہے۔ عموماً ہم صغیرہ گناہوں کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آدمی اگر صغیرہ گناہوں کے تعلق سے احتیاط نہ کرے تو پھر ہوتے ہوتے وہ کبیرہ گناہوں کا بھی عادی بن جاتا ہے۔

پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ

یعنی اپنے اندر صحیح دین داری پیدا کریں۔ دین داری صرف عبادات کی حد تک نہ ہو بلکہ ہماری پوری زندگی رب کی بندگی سے منور ہو۔ ہم عبادتوں کا بھی اہتمام

کریں، معاملات میں بھی کھرے رہنے کی کوشش کریں، کریمانہ اخلاق کے بھی پیکر بنیں اور ہمارا طرزِ معاشرت بھی اسلامی رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ غرض زندگی کے ہر معاملے میں ہم دین کو پیشِ نظر رکھیں اور ہر معاملے میں دین کو ترجیح دینے والے بنیں۔ تبھی ہم صحیح معنوں میں مسلمان ہوں گے۔ ہم عبادتوں کا تو اہتمام کریں لیکن معاملات میں کھرے نہ ہوں، یا اخلاق میں کمزور ہوں تو ایسی عبادتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح معاملات میں تو کھرے ہوں، لیکن عبادات میں کمزور ہوں تو یہ رویہ بھی مناسب نہیں ہے۔ اسلام بیک وقت پورے دین پر عمل کا حکم دیتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً۔ (البقرہ:۲۰۸) ''اے ایمان والو! دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ''

دعوتِ دین اور اصلاحِ امت کا فریضہ

ہر گناہ سے متعلق ہمارا تصور یہ ہو کہ اس سے بچنا ہے۔ یہ کب ہوگا؟ جب کہ ہم پوری زندگی کو عبادت والی زندگی بنانے کی کوشش کریں گے۔ بدقسمتی سے ہر معاملے میں ہمارے پاس کچھ غلط تصورات آ گئے ہیں۔ عموماً جو شخص عبادات میں مضبوط ہوتا ہے وہ معاملات میں کمزور ہوتا ہے۔ معاملات کا اہتمام کرنیوالا عبادات میں کمزور ہوتا ہے۔ ہمیں ایسا نہیں ہونا ہے۔ عبادات میں بھی ہم آگے رہیں اور معاملات میں بھی، اخلاقیات میں بھی ہم بے داغ رہیں اور خدمتِ خلق میں بھی ہم پیش پیش رہیں۔ اصلاحِ امت کا فرض بھی ہم انجام دینے کی کوشش کریں اور دعوتِ دین کا بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِهٖ. وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ (سورہ فاطر ۱۸)

اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے، سو وہ اپنی بھلائی کیلئے ہی اختیار کرتا ہے۔ اور یاد رکھو آخر کار اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

برادرانِ وطن کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنیں

ہم ہندوستان میں ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں 85% غیر مسلم ہیں۔آج کے حساب سے تقریباً نوے کروڑ غیر مسلموں کے درمیان ہم رہتے ہیں۔ ذرا سوچیے نوے کروڑ غیر مسلموں کی ہدایت کے لیے ہم نے کیا کیا ہے؟ ہمارے پاس کیا پروگرام ہے؟ ہر جگہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے تو کچھ نہ کچھ کوششیں ہو رہی ہیں، اور ہر مسلم تنظیم کسی نہ کسی حد تک یہ کام انجام دے رہی ہے جب کہ مسلمان 15% فیصد سے بڑھ کر نہیں ہیں۔لیکن غیر مسلموں کو جہنم سے بچا کر جنت کی راہ پر لگانے کے لئے ملکی سطح پر کوئی ایک تنظیم اور جماعت بھی نہیں ہے۔ہم میں سے ہر ایک انہیں جہنم کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا ہے، اس کے باوجود ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، کوئی اضطراب نہیں ہوتا۔اس معاملے میں ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اور آپ کی سنت کو دیکھیں کہ آپ کو غیر مسلموں کی کس قدر فکر تھی۔ہم اس اسوۂ رسول کو اپنائیں اور برادرانِ وطن کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنیں۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلاَ تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ، وَلاَ يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ. (سورہ فاطر ۵)

اے لوگو! (یاد رکھو) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دھوکہ میں نہ ڈالدے تمہیں یہ دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کردے تمہیں اللہ کے بارے میں۔

تاریخ شاہد ہے کہ خدمتِ خلق کو سب سے زیادہ اہمیت اسلام نے دی اور آج اس میدان میں سب سے پیچھے ہم مسلمان ہیں۔آج پوری دنیا میں ہزاروں ادارے خدمتِ خلق کے لیے قائم ہیں، لیکن ان میں مسلمانوں کا حصہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ہم مسلمان، جن کی پیدائش کا مقصد انسانیت کے لیے نفع رسانی ہے، آج ہم نفع رسانی کا ذریعہ بننے کی بجائے ضرر رسانی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ہم دنیا کے

لئے رحمت بنیں۔ بچپن سے ہمارے بچوں کی تربیت ایسی ہو کہ دوسروں کے لئے رحمت بننے کا مزاج ان میں پیدا ہو، ہر معاملے اور ہر محلے میں ہم دوسروں کے لئے رحمت بنیں، مسلمانوں کے لئے بھی اور غیر مسلموں کے لئے بھی۔ ہماری زندگی ایسی ہو جسے دیکھ کر دنیا اسلام کی طرف لپکے۔ ہم اگر کوشش کریں تو ان شاء اللہ اس جدوجہد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِيَ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَ يَهْدِيَ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (سورۃ السبا ۶) اور جانتے ہیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپؐ کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے وہی (عین) حق ہے اور اللہ غالب خوبیوں والے کے راستہ کی رہبری کرتا ہے۔

جنت کو حاصل کرنے کی خواہش اور جہنم سے بچنے کی فکر ہمیشہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہو۔ اس کے لئے ویسا ایمان و عمل پیدا کرنے کی فکر کریں جو صحابہ کرامؓ اور خیر القرون میں تھا۔ اس کے لئے ہم منصوبہ بندی کریں اور دن رات ریاضت و جستجو کریں۔ ان شاء اللہ ہماری زندگی کامیاب ہوگی، ہم دنیا میں بھی اللہ کی نعمتوں کے مستحق ہوں گے اور آخرت میں بھی جنت سے سرفراز کیے جائیں گے۔

مسلمان کی زندگی اور معاشرت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (سورہ الھمزہ ۱۰) بربادی ہے اس آدمی کے لئے جو لوگوں کو طعنے دیتا ہے (پیٹھ پیچھے) عیب نکالتا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ممنوع فعل کو عمل میں آتا ہوا دیکھے تو اس چاہیئے کہ ہاتھ سے روک دے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کر کے بند کرا دے۔ ارو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے برا سمجھے مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف الایمان کی نشانی ہے"۔ (بخاری)

چغل خور

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

کبیرہ گناہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے پوچھا کیا کوئی شخص اپنے اں باپ کو گالی دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو (گویا) وہ اپنے باپ کو گالی دیتا ہے، اور کسی دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

اپنی نظریں نیچی رکھیں: اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اسی میں ان کیلئے زیادہ پاکیزگی ہے۔ (لوگ) جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔'' (سورۂ نور۔ رکوع ۴)

اجازت ضروری: مسلمانو! جب تمہارے لڑکے بالغ ہوجائیں تو ان کو چاہیے کہ (اندر آنے کے لئے) اجازت مانگیں جیسے ان کے اگلے لوگ (یعنی بڑے) اجازت لیتے رہے ہیں۔ (سورۂ نور، رکوع ۸)

اچھے اور برے: گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں۔ اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں بہتان باندھنے والے جو (پاک عورتوں کے خلاف) بکتے پھرتے ہیں یہ ان کی تہمتوں سے بری ہیں ان کے لئے مغفرت کا وعدہ ہے۔ اور (دنیا میں) عزت کی روزی ہے۔ (سورۂ نور، رکوع ۳)

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے

جو کچھ زمین میں ہے حلال طیب ہے اسے شوق سے کھاؤ، شیطان کے نقشِ قدم پر ہرگز نہ چلے، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف بدی اور فحش کاموں کی ترغیب دے گا۔ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۱)

تمہارا دین: ہم تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر چکے ہیں، ہم نے تم پر احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ لیکن پھر بھی جو بھوک سے لاچار ہو جائے اور مائل بگناہ نہ ہو اور مجبوراً کوئی حرام چیز کھالے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ المائدہ۔ رکوع ۱) **عبادت:** اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ والدین، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، قریبی پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، پاس بیٹھنے والوں، مسافروں اور لونڈی غلاموں سے نیکی کا سلوک کرو، یاد رکھو خدا کسی اترانے والے اور شیخی خورے کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورۃ النساء، رکوع ۶)

گھر میں داخل ہونے کے شرائط

مسلمانو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اجازت لئے بغیر اور سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو یہ طریق کار تمہارے حق میں بہتر ہے تم کو چاہیے کہ تم اس کا خیال رکھو، پھر اگر تم اس گھر میں کوئی آدمی نہ پاؤ تو جب تک تمہیں (گھر میں داخل ہونے کی) اجازت نہ مل جائے اس کے اندر داخل نہ ہو۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ (سورۂ نور، رکوع ۴)

زناء کاروں کیلئے حکمِ الٰہی

تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو ان کے اس فعل پر اپنے لوگوں میں چار کی گواہی حاصل کرلو۔ اگر گواہ ان کی بدکاری کی تصدیق کریں تو ان کو

گھروں میں (تا زندگی) بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے۔ یا اللہ ان کے لئے راستہ نکالے۔ (سورۃ النساء، رکوع ۳)

زنا کار: زنا کار عورت اور زنا کار مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو درّے مارو۔ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو تم کو اللہ کے حکم کی تعمیل میں ان پر رحم نہیں آنا چاہیے اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہونی چاہیے۔ (سورۂ نور، رکوع ۱)

سلام: جب تم کو کسی طرح سلام کیا جائے تو اس سے بہتر طریقہ پر سلام کرو یا کم از کم ویسا ہی جواب دو۔ اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (سورۃ النساء، رکوع ۱۱)

عورتوں کے حقوق کی پاسداری کا حکم

جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہونچیں تو ان کو نکاح ثانی سے نہ روکو جب کہ وہ حسبِ دستور کسی کے ساتھ آپس میں نکاح کیلئے راضی ہو جائیں۔ یہ نصیحت ان کو کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

(سورۂ بقرہ۔ رکوع ۳۰)

مہر:۔ عورتوں کو ان کے مہر خوشی کے ساتھ دو، لیکن اگر وہ اپنے مہر میں سے کچھ رضامندی کے ساتھ چھوڑ دیں تو تم خوشی سے اس رقم کو کھا سکتے ہو۔ (سورۃ النساء، رکوع ۱)

عورت کی قدر: مسلمانو! تم کو روا نہیں کہ عورتوں کو میراث سمجھ کر زبردستی ان پر قبضہ جمالو۔ اور جو تم نے بطور شوہر ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ چھین لینے کے لئے ان کو قید رکھو۔ (سورۃ النساء، رکوع ۳)

عزت اور قدر: اگر تم اپنی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنا چاہتے ہو اگر چہ تم نے پہلی عورت کو بہت سا مال دے دیا ہو تاہم اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا۔ اور کیا تم کسی قسم کا بہتان لگا کر اور بے جا حرکت کر کے اپنا دیا ہوا اس سے واپس

لیتے ہو، اور تم کیونکر سکتے ہو جبکہ تم آپس میں صحبت کر چکے ہو۔ اور عورتیں نکاح کے وقت تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔ (سورۃ النساء، رکوع ۳)

انصاف: تم خواہ کتنا ہی چاہو لیکن تم سے ہو نہیں سکتا کہ کئی کئی بیویوں میں تم عدل قائم رکھ سکو، ایسا نہ ہو کہ تم تو کسی ایک کی طرف جھک جاؤ۔ اور دوسری کو ادھر میں لٹکا ہوا چھوڑ دو۔ (سورۃ النساء، رکوع ۱۹)

وصیت پوری کرنے کا حکم

مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آن موجود ہو اور اس کے پاس کچھ مال موجود ہو تو وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لئے حسبِ دستور وصیت کر کے مرے کیونکہ ایسا کرنا خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ضروری ہے، لیکن جو کوئی اس وصیت کے سننے کے بعد اسے بدلے گا اس کا گناہ بدلنے والے پر ہوگا۔ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۲)

والدین کے ساتھ حسن سلوک

لوگو تمہارے پروردگار نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، والدین میں سے ایک یا ماں باپ دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کے آگے اُف بھی نہ کرو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو۔ ان کے سامنے ادب سے بات کرو۔ محبت، عجز اور انکساری کے ساتھ ان کے سامنے گردن جھکاؤ اور ان کے حق میں دعا مانگو۔ (سورۂ بنی اسرائیل، رکوع ۳)

مسلمانوں اور پڑسیوں کے لئے حکم

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ دوست سے محبت اعتدال کیساتھ رکھو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ (اس سے) کبھی تمہارا بگاڑ ہو جائے اور دشمن کے ساتھ دشمنی حد سے زیادہ نہ کرو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہاری اس سے دوستی ہو جائے۔ (ترمذی)

عمر طویل: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ خدا اس کے رزق میں زیادتی کر یا وراس کی عمر طویل کردے تو اسے چاہئے کہ رشتہ داروں سے محبت رکھے۔ (بخاری)

نیک سلوک: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اپنے ہمسایہ کہ ساتھ نیک سلوک کرے اور نیک بات کہے۔ یا چپ رہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

خون یعنی قتل: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جس نے اپنے بھائی سے ملنا جلنا ایک سال تک چھوڑے رکھا۔ گویا اس نے اس کا خون کردیا۔ (ابوداؤد)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اجازت کے بغیر اپنے بھائی کا خط دیکھے گا وہ آگے دیکھے گا۔ (ابوداؤد)

بھتر عمل: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس عطیہ سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ بیٹے کی تعلیم صدقہ اور خیرات سے بہتر ہے۔ (بخاری، اورداؤد، ترمذی)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم

اے پیغمبر ﷺ تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تو ان کو سمجھا دو کہ جو مال بھی خرچ کرو اس پر والدین، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں اور مسافروں کا سب سے پہلے حق ہے، یاد رکھو جو نیکی بھی تم کرو گے۔ وہ اللہ کے علم میں ہے۔ (سورۃ البقرہ، رکوع ۲۶)

انفاق: مسلمانو! ہمارے دیئے میں سے کچھ راہِ خدا میں بھی خرچ کرلو مگر اس سے پہلے کہ وہ یوم قیامت آجائے جس میں نہ کوئی سودا ہوسکے گا اور نہ سعی سفارش کام آئے گی۔

ناشکری: یاد رکھو کہ جو راہ خدا میں خرچ نہ کر کے خدا کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں وہ لوگ کچھ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔(سورۃ البقرہ، رکوع ۳۴)

کنجوسی: جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے ثروت عطا کی ہے۔ وہ اگر بخل سے کام لیتے ہیں تو نہ سمجھیں کہ ایسا کرنا ان کے حق میں بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے حق میں برائی ہے۔ کیونکہ جس مال کے لئے وہ بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔(سورۂ آل عمران، رکوع ۱۸)

ھلاکت: اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ (مال سے محبت کر کے) خود اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو، اور لوگوں پر احسان کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔(سورۃ البقرہ، رکوع ۲۴)

غلط قسم کی دعائیں

لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو جو کچھ دینا ہے دنیا ہی میں دے دے، یاد رکھو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں حصہ نہیں ہے اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی نوازا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے کئے کا اجر ملتا ہے۔(سورۃ البقرہ، رکوع ۲۵)

فطرت: انسانوں کی فطرت کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ "ان کو دنیا کی مرغوب چیزوں یعنی عورتوں سے اولاد سے، سونے چاندی کے بڑے بڑے ذخیروں سے، عمدہ عمدہ گھوڑوں سے، مویشیوں سے اور کھیتی سے دل بستگی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں دنیاوی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں۔ اچھا ٹھکانا تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔(سورۂ آل عمران، رکوع ۲)

آخرت کی زندگی ہی اصل ہے

مسلمانو! دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے، کاش لوگ (اسے) سمجھتے۔ (سورۂ عنکبوت، رکوع ۷)

سرکشی: اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق کشادہ کردے تو وہ ملک میں ضرور سرکشی کرنے لگیں۔ (اسی لئے) وہ بقدر مناسب جس قدر روزی چاہتا ہے اتارتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں سے باخبر اور نگراں ہے۔ (سورۂ شوریٰ، رکوع ۳)

فضول خرچ: اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو ضروری لباس سے آراستہ کرلیا کرو۔ اور کھاؤ پیو۔ مگر فضول خرچی نہ کیا کرو، کیونکہ خدا فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الاعراف، رکوع ۳)

یادِ الٰہی: مسلمانو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد کہیں تمہیں یادِ الٰہی سے غافل نہ کرے۔ اور جس نے ایسا کیا وہی لوگ گھاٹے میں رہیں گے۔ اور ہم نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو۔ قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر (پچھتا کر) کہے کہ اے رب! کاش تو مجھے تھوڑے دن کی اور مہلت دے دیتا تاکہ میں خیرات کرتا اور تیرے نیک بندوں میں شامل ہوجاتا۔ اللہ کسی متنفس کو جب اس کا وقت آجاتا ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ (سورۂ منافقون، رکوع ۳)

بے حساب: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے اسماءؓ! خرچ کرو اور گنو مت۔ اگر گنو گی تو خدا بھی تم کو دیتے وقت گنے گا اور مال کو سنگوا کر نہ رکھو۔ اگر سنگوا کر رکھو گی تو خدا بھی اپنا مال تم سے سنگوار کر رکھے گا۔ راہِ خدا میں دو جہاں تک توفیق ہو۔ (نسائی)

جائیداد: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جائیداد نہ پیدا کرو کیونکہ تم دنیا کی طرف راغب ہوجاؤ گے۔ (بخاری)

مسافر: ابن عمرؓ روای ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے کاندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح (زندگی) بسر کرو گویا تم پردیسی ہو یا مسافر۔ (بخاری)

حرص: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انسان کو مال سے لبریز دو وادیاں مل جائیں تب بھی وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ انسان کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ (بخاری، مسلم)

خبر دینا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے۔ اور اس کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

معاملات اور تجارت

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے مالکوں کے پاس پہنچا دیا کرو۔ اور جب تم کو منصف بنایا جائے تو بلا رورعایت انصاف سے فیصلہ کرو۔ (سورۃ النساء، رکوع ۸)

خیانت: مسلمانو، اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانت میں خیانت کیا کرو، تم جانتے ہی ہو کہ خیانت کتنا بڑا وبال ہے اور تم بخوبی واقف ہو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک فتنہ ہے خدا کے ہاں نیکو کاروں کیلئے بڑا اجر ہے۔ (سورہ الانفال رکوع ۴)

ناحق: آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جایا کرو، اور نہ اس مال کو حکام کے پاس رسائی پیدا کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ لوگوں کے مال میں سے جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جانا درست نہیں۔ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۳) **فوائد**: مسلمانو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ لیکن آپس کی رضا مندی سے اگر تجارتی فوائد اٹھاؤ تو کوئی مضائقہ نہیں اور باہم خونریزی نہ کرو۔ (سورۃ النساء، رکوع ۵)

سود: سود خور آدمی قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ اٹھتا ہے جسے شیطان نے چمٹ کر خبطی بنا دیا ہو۔ اس لئے یہ کہا کرتے تھے کہ بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حالانکہ خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ (سورۃ البقرہ، رکوع ۲۸)

گواہ: جب آپس میں لین دین کروتو گواہ بنالیا کرو، اور چاہیے کہ کاتب اور گواہ کونقصان نہ پہونچایا جائے اور اگر ایسا کروگے تو یہ تمہاری شرارت ہے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ تم کومعاملہ کی صفائی سکھاتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔(سورۃ البقرہ، رکوع ۳۹)

ناپ تول: (لوگو) جب ناپوتو پیمانہ کو پوری طرح بھرو، اور (تولتے وقت) سیدھی ڈنڈی رکھ کر تولو یہی (تمہارے لئے) بہتر ہے اور اس کام کا انجام بہت عمدہ ہے۔
(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۴)

حلال کمانے اور کھانے کا حکم

مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو یادِ الٰہی کے لئے دوڑو اور بیچنا (یعنی کاروبار کرنا) بند کردو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ پھر جب نماز ہوچکے تو روئے زمین پر منتشر ہو جاؤ اور خدا کا فضل۔ (یعنی روزی) تلاش کرنے میں لگ جاؤ۔ (سورۂ جمعہ، رکوع ۲)

مال طیب: یتیموں کا مال ان کو دے دو، مال طیب کی بجائے مالِ حرام نہ لو اور ان کے مال کو اپنے مال میں ملا کر خورد برد نہ کرو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔(سورۂ نساء، رکوع ۱)

سٹہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کچھ غلہ مول لے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو نہ بیچے۔ (یعنی اناج کا سٹہ نہ کرے) (بخاری)

ناراضگی: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا ایک وہ شخص جو میرا نام لے کر عہد کرے اور پھر اس کے خلاف کرے اور وہ شخص جو کسی آزاد آدمی کو بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھا جائے اور وہ شخص جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھے پھر اس سے پورا کام لے اور اسے مزدوری نہ دے۔ (بخاری)

موت اور قیامت

تم کیونکر خدا کی خدائی سے انکار کر سکتے ہو۔تم تو مردہ تھے۔اس نے تمہارے اندر جان ڈالی پھر وہ تمہیں مار ڈالے گا،اس کے بعد پھر جلائے گا اور تم اس کی طرف لوٹ جاؤ گے۔(سورۃ البقرہ، رکوع ۳)

خسارہ: جن لوگوں نے قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھوٹ جانا۔ بلاشبہ وہ لوگ بڑے گھاٹے میں رہے یہاں تک کہ جب اچانک قیامت کی گھڑی آئے گی تو کہیں گے افسوس ہماری اس غلطی پر جو قیامت کے یقین کے بارے میں ہم سے ہوئی اور یہ لوگ اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔(سورۃ الانعام رکوع ۴)

وعدہ: تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اللہ کا وعدہ سچا ہے۔وہی پہلی بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا تا کہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو انصاف کے ساتھ اجر دے سکے۔(سورۂ یونس، رکوع ۱)

قیامت: اسی زمین میں سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور مرنے کے بعد اسی میں تم کو پھر لے جائیں گے اور اسی سے قیامت کے روز دوبارہ نکال کر کھڑا کر دیں گے۔
(سورہ طٰہٰ، رکوع ۲)

یاد رکھو: یاد رکھو کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ قیامت برحق ہے مگر اکثر لوگ اسکا یقین نہیں کرتے حالانکہ وہی جلاتا ہے، وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔(سورۂ یونس، رکوع ۶)

عمل کا بدل: کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا۔موت کا وقت مقرر ہے، جو کوئی دنیا میں نیک اعمال کا بدلہ چاہے گا ہم اسے دیں گے اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہے گا ہم اس میں سے اسے دیں گے اور ہم شکر گزار بندوں کو ضرور بدلہ دیں گے۔

دعاء: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی تکلیف کی وجہ سے کوئی شخص ہرگز موت کی خواہش نہ کرے اور اگر کوئی ایسا کرنے سے باز نہیں رہ سکتا تو اسے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے پروردگار! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میری حیات میرے لئے مفید ہو اور مجھے موت دے جب میرے لئے موت بہتر ہو۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

علامت قیامت: حضرت انسؓ روای ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ 'قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم (دین) کم ہو جائے اور جہل غالب آجائے۔ اور زنا اعلانیہ ہونے لگے اور عورتوں کی کثرت ہو جائے اور مردوں کی قلت یہاں تک پہونچے کہ پچاس عورتوں کا تعلق صرف ایک مرد سے ہو۔ (بخاری)

مختارِ کل اللہ تعالیٰ ہے

اللہ جسے ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کا سینہ نہایت تنگ اور بھنچا ہوا کر دیتا ہے، گویا اس کو سمان پر چڑھنے کی محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی ہے۔ (سورۃ الانعام۔ رکوع ۱۵)

فراخی: اللہ اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے کم کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر شئے سے خبر دار ہے۔ (سورۂ عنکبوت، رکوع ۷)

بے نیاز: اگر تم منکر ہو جاؤ تو اللہ تم سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا اگر تم (ایمان لاؤ) شکر کرو تو وہ تمہاری اس حالت کو پسند کرے گا۔ (سورۂ زمر، رکوع ۱)

ناامید: (اے پیغمبر! لوگوں سے) تم کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، کیونکہ (اللہ اگر چاہے تو) سارے گناہ بخش دیتا ہے وہ بے شک بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ مزر، رکوع ۱۶)

نیک عمل: وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خطا معاف کرتا ہے۔ اور جو عمل کرتے ہو اس سے واقف ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے وہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے اور وہ اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتا ہے لیکن منکروں کے لئے شدید عذاب ہے۔ (سورۂ شوریٰ، روع ۳)

شہ رگ: ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اس کے ان وسوسوں کو جانتے ہیں جو اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ (سورۂ ق، رکوع ۲)

آخرت: کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی کہ اس نے کوشش کی پھر اس کی کوشش آگے چل کر (یعنی آخرت میں) دیکھی جائے گی۔ اسے اس کی کوشش کا پورا پورا بدلے ملے گا۔ (سورۂ نجم، رکوع ۳)

تبدیلی: خدا کسی قوم کی حالت اس وقت تک تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ خود اس قوم کے دل اور خیالات تبدیل نہ ہو جائیں لیکن خدا جب کسی قوم کو (اس کی بد اعمالیوں کے سبب) نقصان پہونچانا چاہتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتی، بس خدا کے سوا ایسی قوم کے لوگوں کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوتا۔ (سورۂ رعد، رکوع ۲)

نادانی: اللہ توبہ قبول کرتا ہے مگر ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ بھی ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ لیکن ان کی توبہ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جو برابر بدیاں تو کرتے رہتے ہیں، مگر جب ان میں سے کسی کو موت آکر گھیرتی ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ اب میری توبہ اور ان لوگوں کی توبہ بھی بے معنی ہے جو کافر ہی مر جاتے ہیں۔ (سورۃ النساء، رکوع ۳)

اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو سنتے ہیں

اے پیغمبر! جب ہمار بندے ہماری بابت تم سے سوال کریں تو ان سے کہہ دو کہ ہم ان کے بالکل قریب ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ ہم سے دعا کرتا ہے تو ہم اس کی دعا کو سنتے ہیں، ان لوگوں کو چاہئے کہ یہ ہمارا حکم بھی مانیں اور ہم پر ایمان بھی لائیں تا کہ ان کو راہ راست نصیب ہو۔ (سورۃ البقرہ، رکوع ۲۳)

خوف خدا: جو تم پر کسی قسم کی زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے کی ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کر سکتے ہو۔ اور زیادتی کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو، یاد رکھو اللہ ان ہی کا ساتھی ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، رکوع ۲۴)

استقلال: مسلمانو! جب تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اس کے مقابلہ کے لئے صبر اور استقلال سے مدد لیا کرو۔ بلاشبہ اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم اس سے واقف نہیں، ہم تم کو خوف، بھوک، جان، مال اور پیداوار کے نقصان سے آزمائیں گے۔ (سورۃ البقرہ، رکوع ۱۹)

صبر: تم اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے آزمائے جاؤ گے اور تم اہل کتاب سے اور مشرکین سے ضرور ایذا دینے والی باتیں سنو گے (ایسی حالت میں) اگر تم صبر کرو اور پرہیز گار رہو تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (سورۂ آل عمران، رکوع ۱۹)

قرآن کریم سچی کتاب ہے

یہ قرآن اللہ کے سوا کسی کی جھوٹ بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ قرآن سابقہ کتاب آسمانی کی تصدیق ہے۔ اور انہی کتابوں کی یہ تفصیل ہے جن پر ذرا بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیا یہ لوگ قرآن کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اس کو خود پیغمبر نے بنالیا ہے تو

اے پیغمبر! تم ان سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اس کے مانند ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور خدا کے سوا اپنی مدد کے لئے جسے چاہو لے آؤ۔ (سورۂ یونس، رکوع ۴)

دین حق: محمد (ﷺ) تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے دین حق لے کر آئے ہیں، پس ایمان لاؤ، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور نہ مانو گے۔ (تو تمہارا ہی نقصان ہے) یاد رکھو جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اللہ کا ہے۔ (سورۃ النساء، رکوع ۲۳)

احکام: اے اہلِ کتاب! ہمارے رسول ﷺ ہمارے احکام سنانے کے لئے تمہارے پاس اس وقت آئے ہیں، جب کہ رسول آنے موقوف ہو گئے ہیں تا کہ تم یہ نہ کہہ دو کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی نجات کی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا پس تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آ گیا۔ یاد رکھو۔ اللہ میں سب کچھ قدرت ہے۔ (سورۂ المائدہ، رکوع ۳)

اعمال بد: جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ خدا بہت (سی تمہاری خطاؤں سے) درگزر کرتا ہے، ورنہ تم زمین میں بھاگ کر اسے ہرا نہیں سکتے۔ اللہ کے سوا تمہارے لئے نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار ہے۔ (سورۂ شوریٰ، رکوع ۴)

اجر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس قدر بڑی مصیبت (برداشت کی جائے) اسی قدر زیادہ اس کا اجر (ملتا ہے) اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر جو اس قوم سے راضی ہوا اس سے خدا بھی راضی ہوا۔ اور جو اس قوم سے ناراض ہوا اس سے خدا بھی ناراض ہوا۔ (ترمذی)

آخر زمانہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دنیا کو دین کے ذریعہ طلب کریں گے۔ لوگوں پر منکسر المزاجی ظاہر کرنے کیلئے بھیڑوں

کی کھال اوڑھ لیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ (ترمذی)

پیش گوئی: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (آئندہ زمانہ میں) تم پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کا پورا پورا اتباع کرو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بھٹ میں گھسیں گے تو تم بھی گھسو گے۔ (بخاری، مسلم)

یہ ہیں اسلامی تعلیمات کے بے پایاں سمندر میں سے چند قطرے جنہیں ہم نے کلام الٰہی اور مستند احادیث کے ذریعہ پیش کیا ہے۔ ان سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ اسلام کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر کس طرح حاوی ہیں اور ان تعلیمات کے ذریعہ جہاں بنی نوع انسان کو خدائے واحد کے سامنے سربسجود ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہاں اسکو دنیا میں زندگی گزارنے کا صحیح راستہ بھی بتایا گیا ہے۔

اسلام کی ان ہی فطری تعلیمات نے اس مذہب کو زندۂ جاوید مذہب بنا دیا ہے چنانچہ خود اس کی تعلیمات ہی اس کی صداقت، سچائی اور دین فطرت ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا دین فطرت ہے جس میں ایک طرف بنی نوع انسان کے لئے پوری روحانی تسکین کا سامان موجود ہے۔ اور دوسری طرف پورا نظامِ حیات اس کی تعلیمات میں پوشیدہ ہے۔ یہ امتیازی خصوصیت آفرینشِ عالم سے لے کر آج تک دنیا کے کسی مذہب کو حاصل نہیں ہوئی۔ چنانچہ اسی لئے اس میں کچھ ایسی کوشش ہے کہ نہ صرف مسلمان ہی اس پر شیدا ہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے

اسلام صرف دینِ فطرت نہیں بلکہ ایک ایسا سچا مذہب ہے جس کے اصول نہایت سادہ اور عام فہم ہیں، اب ہم ان اسلامی عقائد پر روشنی

ڈالیں گے جن پر کہ مذہب اسلام کی بلند و بالا عالی شان اور شاندار عمارت رکھی ہوئی ہے۔

ایمان مفصل: ہر مسلمان کے لئے ان عقائد پر دل سے ایمان لانا اور اقرار کرنا لازمی اور ضروری ہے اگر ان بنیادی عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ میں بھی ذرا سا تزلزل واقع ہو جاتا ہے تو مسلمان نہ صرف شاہراہ اسلام سے ہٹ جاتا ہے بلکہ اسے دائرہ اسلام سے خارج شمار کیا جانے لگتا ہے۔ اسلامی عقائد دراصل تفسیر ہیں اس ایمان مفصل کی۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

یعنی ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسول پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ دنیا میں جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے سب تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور اس بات پر کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔

ہر مسلمان کے لئے جو اپنے آپ کو دینِ اسلام کا پیرو کہتا ہے یہ ضروری ہے کہ مندرجۂ بالا الفاظ میں ایمان مفصل کا اقرار کرے اور سچے دل کے ساتھ بلا جبر و اکراہ ان تمام چیزوں پر ایمان لائے جن کا ذکر ایمان مفصل میں موجود ہے، ایمان مفصل میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ ان سب پر اب ہم نہایت ہی مختصر الفاظ میں بحث کریں گے تا کہ اسلامی عقائد اچھی طرح سے مسلمانوں کے ذہن نشین ہو جائیں۔

ذات وصفات الٰہی

ہر مسلمان کو دل سے اعتقاد رکھنا چاہئے کہ دراصل ہر شئے کا وجود ہے۔ صرف وہم و خیال نہیں ہے بلکہ ہر شے حادث ہے۔ یعنی پہلے نہ تھی، بنانے سے بنی ہے اور ان سب کا بنانے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ خود بخود

ہے ایک ہے، زندہ ہے مگر اس کی زندگی عام جانداروں سے مختلف اور بلند وبالا ہے، حاضر و غائب کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور خود کرتا ہے کسی کی ترغیب یا جبر کرنے سے نہیں کرتا۔ اس کے مانند ذات و صفات میں کوئی نہیں نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا، وہ بولتا ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے، مگر اس کا بولنا سننا اور دیکھنا مخلوق کی عقل وسمجھ سے باہر ہے۔ وہ عرش پر ہے اس کی ذات وصفات کو کبھی فنا اور تغیر نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا جتنی اعلیٰ درجہ کی صفات ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ ازل سے ابد تک اس کی سب صفتیں بے تفاوت موجود ہیں، اور رہیں گی لیکن ہماری صفات کی طرح نہیں جو محدود اور مخلوق ہیں بلکہ صفتیں لامحدود اور ازلی ہیں کوئی صفت اس میں جدید نہیں پیدا ہوئی۔ جن صفتوں میں نقص آنے والا ہے، یا مٹنے والی ہیں ان سے وہ پاک ہے۔ اللہ جل شانہ کسی کا کسی چیز میں محتاج نہیں نہ اس کو کسی چیز کی پرواہ ہے، نہ وہ عرض ہے (یعنی جو کسی اور چیز میں ظاہر ہو کر پایا جائے جیسے سیاہی سپیدی جو کسی مجسم شئے کے بغیر نہیں پائی جاتی ہے) نہ وہ جوہر ہے (یعنی جو کسی اور چیز میں ظاہر ہو کر نہ پایا جائے بلکہ قائم بالذات ہو) نہ اسکا جسم میں طول وعرض اور عمق پایا جائے اور نہ اس کا کوئی رنگ ہے۔ نہ بو، نہ صورت نہ شکل نہ مکان نہ اس کی حد انتہا ہے نہ وہ خاص سمت میں ہے یعنی اوپر یا نیچے یا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں بلکہ وہ ہر سمت میں ہے اور ہر جگہ ہے کھانے پینے، صحت ومرض، رنج وخوشی وغیرہ سے وہ پاک ہے اس کے حکمکو کوئی پھیر نہیں سکتا۔ نہ کوئی اس کا شریک اور مددگار ہے۔ نہ وہ کسی کا ہم جنس ہے، نہ کسی کے ساتھ ذات وصفات میں مشابہ ہے، نہ کسی کے ساتھ متحد ہے، نہ وہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے، نہ کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے، کسی مخلوق کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا نہ کسی کی فکر اس کو پہونچ سکتی ہے۔ بجز ہست کے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست　　　دور بنیان بارگاہِ الست

دیدار الٰہی: اللہ جل شانہ قیامت کے دن مومنوں کو اپنا دیدار کرائے گا۔ جس کی کیفیت سے بس وہی واقف ہے۔ وہی ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ کسی چیز کا کرنا اس پر لازم نہیں ہے کسی سے اس کو کوئی غرض ہے اور نہ کوئی شے اس پر حکم کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام جو شرع میں مذکور ہیں وہی لینے چاہئیں، اپنی عقل سے یا دیگر مذاہب کی تقلید سے اس کا کوئی نیا نام ہرگز نہیں رکھنا چاہیے۔ بندے اور اس کے ہر فعل کا خالق یعنی پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ نیکی اور بدی کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ سب افعال اللہ کے ارادہ اور مشیت قضا و تقدیر سے ہوتے ہیں۔

اچھا اور برا: بندہ کو بھی اس نے کسی قدر اختیار دیا ہے، جس سے وہ کام کرتا ہے، یعنی اچھے اور برے فعل کی قدرت انسان کو دی گئی ہے۔ اسی لئے اگر بندہ نیک کام کرے گا تو اجر پائے گا اور بد کام کرے گا تو اسے اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ بندوں کے حق میں جو بظاہر بہتر ہو اس کا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں۔ بندہ کے اچھے کام سے اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور برے کام سے ناراض، اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے، ہر فعل اس کا عدل ہے۔ عرش، کرسی، لوح، قلم، دوزخ، جنت، آسمان، زمین، سورج، تارے، دریا، پہاڑ، کل موجودات اور مخلوقات کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔ روح کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اور سات زمینیں بنائیں اور آسمانوں اور زمینوں کو بلا ستون و سہارے قائم فرمایا ہے، چاند، سورج اور ستارے اس کے حکم سے رات دن گردش میں رہتے ہیں، اس نے زمین قائم کر رکھی ہے۔

عرش الٰہی کیا ہے؟

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (سورہ بروج ۱۵) اور وہی بہت بخشنے والا بہت محبت کرنے والا ہے عرش کا مالک ہے بڑی شان والا۔

قرآن مجید میں عرش کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ عرش پایۂ گاہ کبریا ہے۔ کچھ فرشتے اس کے گرد تسبیح وتحمید میں مشغول ہیں اور ایمانداروں کی مغفرت کے طالب ہیں اور کچھ فرشتے ایسے ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اسکا عرش بھی انسانی فہم اور عقل سے بالا تر ہے۔ حضرت امام مالکؒ نے عرش کے بارے میں طویل بحث کا نچوڑ اس جملہ میں ادا کردیا ہے کہ ''استواء علی العرش معلوم لیکن اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔

بعض کتب میں عرش کے بارے میں جو تفصیلات درج ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ عرش تجلی گاہ حضرت حق سبحانہ ہے ہر روز اس کو رنگ برنگ کا نور پہنایا جاتا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ تمام اشیا اس کی عظمت کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے صحراء میں ایک ذرہ، ساتوں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں۔ ایک نور کا، ایک ظلمت کا، عرش کے ایک پائے سے دوسرے پائے تک اتنی مسافت ہے کہ تیز پرندہ تیس ہزار برس میں اس کی مسافت کو طے کرے۔ فرشتے اس کے پائے اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان کے پاؤں نیچے کی ساتوں زمین میں ہیں۔ اور ان کے سر عرش کے اوپر نکلے ہوئے ہیں۔ خوف اس قدر غالب ہے کہ اوپر کو نگاہ نہیں اٹھاتے۔ ان میں اور عرش میں ستر حجاب نور کے حائل ہیں۔ ہر ایک فرشتہ تسبیح وتحمید میں مصروف ہے۔ ان تفصیلات کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح باری تعالیٰ کا تخیل وتصور انسان کی عقل وسمجھ سے بلند و بالا ہے۔ اسی طرح عرش جو پایۂ گاہ کبریا ہے وہ بھی انسان کی عقل وسمجھ سے بلند و بالا ہے۔

کرسی کیا ہے؟

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ. ''ترجمہ: اس کی کرسی نے سارے

آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے''۔ بعض علماء کے نزدیک عرش و کرسی ایک ہی چیز ہے اور بعض کے نزدیک کرسی عرش سے جدا گانہ ہے ان کا کہنا ہے کہ کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے میدان میں ایک حلقہ اور کرسی کے مقابلہ میں زمین و آسمان ایسے ہیں جیسے ڈھال میں سات درہم اور اس کے ہر پایہ کا طول ایسا ہے جیسے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین چار فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہیں۔

بعض علماء نے کرسی کے بارے میں لکھا ہے کہ کرسی جملہ صفات فعلیہ کی تجلی سے مراد ہے۔ اور وہ اقتدارِ الٰہی کا مظہر ہے اور امر و نہی کے جاری ہونے کا مرکز و محل ہے۔

لوحِ محفوظ

لوحِ محفوظ کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے ایسی لوح میں وہ لکھا جو محفوظ ہے۔ بعض کتب میں لکھا ہوا ہے کہ لوحِ محفوظ سفید موتی کی طرح درخشاں ہے جس پر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے مرقوم ہے اس کا طول اتنا ہے جیسے زمین سے آسمان اور عرض جیسے مشرق سے مغرب اس کے کنارے یاقوت اور موتی کی طرح درخشاں ہیں اس کا اوپر کا سرا عرش کے قریب ہے۔ اور نیچے کی طرف ایک معزز فرشتہ کی گود میں رکھی ہوئی ہے جس کے صدر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ دِيْنُهُ الْاِسْلَامُ وَ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ وَصَدَّقَ بِوَعْدِهٖ وَاتَّبَعَ رَسُوْلَهٗ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

لوحِ محفوظ کے بارے میں بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ لوحِ محفوظ علم الٰہی کا کچھ تھوڑا سا حصہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قانونِ حکمتِ الٰہیہ کے موافق بموجب اس چیز کے کہ حقائق موجودات خلقیہ نے تقاضہ کیا جاری فرمایا۔

قلم کے بارے میں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (سورۃ القلم۔۱) ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔
قلم کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ قلم نور کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اول قلم پیدا کر کے اس پر نظر کی تو وہ شق ہو گیا۔ پھر حکم فرمایا کہ قیامت تک جو ہونے والا ہے اس کو لوحِ محفوظ پر لکھ، حکم باری تعالیٰ ملتے ہی اس نے لکھ دیا۔

آسمان وزمین

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۔ ''اور قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی اور زمین کی اور اسکو بچھنے والے کی''۔

آسمان کے بارے میں لکھا ہے کہ پہلا آسمان جو ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ موج مکفوف یعنی پانی کے جھاگ جیسا ہے۔ دوسرا سفید موتی کا ہے۔ تیسرا لوہے کا ہے۔ چوتھا پیتل یا تانبے کا ہے۔ پانچواں چاندی کا ہے۔ چھٹا سونے کا ہے۔ ساتواں یاقوت سرخ کا ہے اور اس کے اوپر نور ہی نور ہے۔ اسی طرح زمین کے سات طبقے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو چھ دن کے اندر پیدا کیا۔

عقیدۂ وجود ملائکہ

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (البقرہ۳۱)

اور اللہ نے سکھادیئے حضرت آدم کو تمام اشیاء کے نام، پھر پیش کیا ان کو فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ مجھے ان چیزوں کے نام اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔

ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے وہ فرشتوں کے وجود پر ایمان اور یقین رکھتا ہو، کیونکہ فرشتے ہی انبیاء اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک واسطہ اور رابطہ ہیں۔ فرشتے

ایک نورانی مخلوق ہیں، ان کی صفات و عادات نوعِ انسان سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ ایسے افعال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جو انسان کے حدو اختیار اور عقل سے باہر ہیں۔

فرشتے کیا کرتے ہیں؟

قرآن مجید میں فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ ملائکہ خدائے تعالیٰ کی ایک پردار مخلوق ہے۔ ان کے پروں کی تعداد مختلف ہے، کسی کے دو پر ہیں کسی کے تین کسی کے چار اور کسی کے اس سے بھی زیادہ، وہ نہ تو مذکر ہیں اور نہ مؤنث۔ بس وہ اللہ کے معزز بندے ہیں جو اس کے حکم پر چلتے ہیں، ان کا مستقر آسمان ہے، اللہ کے حکم سے زمین پر نازل ہوتے ہیں، ان کی اصلی صورت ہر شخص کو نظر نہیں آسکتی۔ وہ جو شکل چاہیں اللہ کے حکم سے اختیار کر سکتے ہیں۔ ملائکہ صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ کبھی تھکتے نہیں، نہ ستاتے ہیں زمین سے آسمان تک کی مسافت نہایت قلیل وقت میں طے کر لیتے ہیں ان کے فرائض کے مطابق ان کی مخصوص صفات ہیں۔ چنانچہ بعض سخت دل اور بے رحم ہیں، بعض امانت دار اور صاحب قوت ہیں، بعض انسان کے آگے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بعض انبیاء پر وحی لاتے ہیں بعض انسانی افعال و اطوار کے نگہبان ہیں، بعض عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں، بعض عذاب الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں، بعض کا کام گنہگاروں کو عذاب دینا ہے۔ اور بعض کا کام جنتیوں کو راحت پہونچانا ہے، یہ ہے فرشتوں کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ۔

فرشتے گویا نور کے کمپیوٹر ہیں

مستند کتب میں فرشتوں کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ فرشتے جوہر مجرد و بسیط ہیں یعنی نورانی مخلوق ہیں، جیسی شکل چاہیں بنا سکتے ہیں، کبھی ہوا ہو جاتے ہیں کبھی انسانی شکل

اختیار کر لیتے ہیں، اور کبھی دوسری مخلوق کی ہیئت میں آجاتے ہیں، کبھی چھوٹی صورت کے بن جاتے ہیں اور کبھی دیو کی شکل۔ ان کی اصلی جگہ آسمان ہے۔ لیکن ادائے فرض کے لئے زمین پر بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ بعض مقربین الٰہی ہیں، بعض بندوں کے اعمال لکھنے کے لئے اوران کو بدی سے بچانے کے لئے مقرر ہیں۔ فرشتوں کی اہانت یا حقارت کرنا کفر ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ فلاں کے فرشتے کو بھی اس کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے کلمے کہنے سے بچائے۔ اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ فرشتوں کے پر ہوتے ہیں کسی کے دو کسی کے چار اور کسی کے اس سے بھی زیادہ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ کو چھ سو پروں میں شبِ معراج کو سدرۃ المنتہیٰ میں دیکھا ہے۔ فرشتے گناہوں سے پاک ہیں (گویا وہ نور کے کمپیوٹرس ہیں)۔ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، ان کی خوراک اللہ کی تسبیح یعنی اللہ کی اطاعت اور اللہ کا ذکر ہے۔ ان کی گنتی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کراماً کاتبین

وَ اِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ (سورۃ الانفطار ۱۱۔۱۲)

حالانکہ تم پر نگراں (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں حرف بحرف لکھنے والے۔

انسان کے اعمال لکھنے کے لئے دن کے دو فرشتے ہیں۔ اور دو فرشتے رات کے ہیں ایک بدی کا لکھنے والا۔ ایک نیکی کا لکھنے والا، دونوں شانوں پر یہ فرشتے مقرر ہیں۔ سیدھے کندھے والا نیکی لکھتا ہے اور بائیں کندھے والا بدی لکھتا ہے۔ انسان کے اعمال لکھنے والے ان فرشتوں کو "کراماً کاتبین" کہتے ہیں، انسان جب تک بدی نہیں کر گزرتا۔ بدی کا فرشتہ اس کو نہیں لکھتا اور جب بندہ سے برائی صادر ہو جاتی ہے تو نیکی لکھنے والا فرشتہ بدی لکھنے والے فرشتے کو روکتا ہے کہ ابھی نہ لکھ شاید توبہ کر لے اور بدی کی بجائے توبہ کی نیکی لکھی جائے لیکن انسان جب بدی کر گزرتا ہے۔ اور توبہ

نہیں کرتا تو کچھ انتظار کے بعد مجبوراً بدی کا فرشتہ ایک بدی لکھ لیتا ہے۔ مگر مسلمان بندہ جب نیکی کا خیال ہی دل میں لاتا ہے تو فوراً نیکی کا فرشتہ ایک نیکی اس کے واسطے لکھ لیتا ہے اور جب اس سے نیکی وقوع میں آجاتی ہے تو دس نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ یہ فضل وکرم ہے اللہ کا اپنے بندوں پر بتصدق آنحضرت ﷺ۔

محافظ فرشتے

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ (سورۃ البقرہ ۲۸۵)

یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔

انسان کے لئے فرشتے بطور محافظ کے بھی مقرر ہیں ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ ہر انسان کے دو فرشتے محافظ ہیں دو بعض دس فرشتے کہتے ہیں۔ ان فرشتوں کا کام یہ ہے کہ یہ انسان کو گزند اور صدمہ نہیں پہونچنے دیتے لیکن جب تقدیر الٰہی بضد ہوتی ہے اور کوئی صدمہ پہونچنا ہوتا ہے تو اس وقت ان فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ محافظت نہ کریں بس محافظ فرشتے اس صدمے یا حادثہ کو نہیں روکتے اور وہ صدمہ یا حادثہ انسان کو پہونچ جاتا ہے لیکن یہ صدمہ یا حادثہ مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔

چار بڑے فرشتے

فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں ان کے اعزاز میں ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (سورۃ البقرہ ۹۸) جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل ومیکائل کا تو اللہ بھی دشمن ہے (ان) کافروں کا۔

فرشتوں کی تعداد یوں تو بے شمار ہے۔لیکن ان میں قابلِ ذکر چار بڑے فرشتے ہیں۔حضرت حق سبحانہٗ نے سب سے پہلے جو فرشتے پیدا کئے وہ یہی چار ہیں یعنی اسرافیل علیہ السلام۔ میکائیل علیہ السلام، جبرئیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام ان چاروں کے فرائض جدا جدا ہیں۔اسرافیل علیہ السلام کے سپرد صور پھونکنے کا کام ہے۔حضرت میکائیل علیہ السلام بندوں کو رزق پہونچاتے ہیں۔اور مینھ بھی برساتے ہیں۔حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی یعنی صحیفۂ آسمانی اور حکم خدا پیغمبروں کے پاس لایا کرتے تھے۔حضرت عزرائیل علیہ السلام جانداروں کی جان نکالنے پر متعین ہیں۔جب کوئی انسان مرتا ہے تو وہ فرشتہ جو حضرت عزرائیل علیہ السلام کا تابع ہے۔آسمان سے اتر کر اس بندہ کی روح نکال کر حلق تک پہونچا دیتا ہے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے مقام سے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔کل حیوانات کی روح نکالنا آپ ہی سے متعلق ہے۔

آسمانی صحیفے

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى. (سورۃ الاعلی ۱۶ تا ۱۹) البتہ تم لوگ دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت اس سے کہیں بہتر ہے یقیناً یہ سب کچھ اگلے صحیفوں میں لکھا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

جس طرح ہر مسلمان کے لئے اللہ اور اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کی نازل کی ہوئی ان تمام کتابوں کو برحق سمجھے جو وقتاً فوقتاً مختلف پیغمبروں پر نازل ہوتی رہی ہے۔یہ سب کتابیں اللہ ہی کی نازل کی ہوئی ہیں۔ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور وعدے ہیں۔ان میں نیکی اور بھلائی کی ترغیب دی گئی ہے اور منکرات سے منع فرمایا ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے۔ان آسمانی کتابوں میں سے چار مشہور ہیں۔توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔زبور جو

حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ان کے علاوہ کچھ اور صحیفے دوسرے پیغمبروں پر بھی نازل ہوئے ہیں لیکن ان کی تعداد اور تفصیل کا کسی کو علم نہیں۔

آسمانی کتابوں میں تحریف

توریت، زبور اور انجیل وہ مقدس آسمانی کتابیں ہیں جن کا آسمانی کتابیں ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس لئے جو ان کو آسمانی کتابیں نہیں مانے گا وہ کافر ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آج کل جو نسخے ان کتابوں کے پائے جاتے ہیں وہ اصلی نہیں ہیں۔ خود غرض لوگوں نے ان میں بہت کچھ تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ پس ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ جو توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور جو زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور جو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ بے شک اللہ کی نازل کی ہوئی تھیں۔ اور ان کتابوں کے جو نسخے آج کل شائع ہو رہے ہیں۔ وہ اگرچہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اور ان پر عمل کرنا گناہ ہے لیکن ان کی تعظیم اس لئے ضروری ہے کیونکہ ان میں کچھ نہ کچھ "اصلی" مضامین اب بھی باقی ہیں۔ یعنی یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ ان آسمانی کتابوں میں تغیر و تبدل ہو گیا ہے ان کی توہین بدترین گناہ ہے۔

توریت

وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ (سورۃ المآئدہ ۵:۴۶) اور ہم نے بھیجا پیچھے، ان کے نقشِ قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھا یعنی تورات۔

یہ آسمانی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی، جس کا بعد میں دوسری زبانوں میں ترجمہ کر لیا گیا تھا۔ توریت کی نو تختیاں تھیں جن میں سے سات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا اور دو لوحوں کی تبلیغ سے روک دیا گیا تھا اسلئے کہ ان دونوں لوحوں

میں جو کچھ تھا اسے عقلیں قبول نہیں کرتیں اور کوئی ان پر ایمان نہ لاتا۔ پس یہ دونوں لوحیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے مخصوص تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جن سات لوحوں کی اللہ کے حکم سے تبلیغ واشاعت کی تھی۔ ان میں بھی اغراض پسندوں نے بعد کو تغیر وتبدل کر کے بالکل بدل ڈالا۔ توریت میں تحریف کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ اس میں خالص خدا پرستی اور قیامت کے دن حساب و کتاب اور سزا و جزا کا بالکل ذکر نہیں۔ حالانکہ یہ اس قدر ضروری چیزیں ہیں کہ کوئی بھی آسمانی کتاب ان سے خالی نہیں ہوسکتی۔ دوسرے یہ کہ اس کے آخری باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کا ذکر ہے۔ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی تھی تو کتاب کا یہ آخری حصہ ان پر کیسے نازل ہوگیا۔ اسکے علاوہ کتاب میں نفس پرستی کی حمایت میں بہت سے ایسے ابواب کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو کسی آسمانی کتاب میں ہو ہی نہیں سکتے۔

زبور

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل ۵۵) اور بیشک ہم نے بزرگی دی ہے بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر اور ہم نے عطا فرمائی داوٗد علیہ السلام کو زبور۔

یہ آسمانی کتاب حضرت داوٗد علیہ السلام پر سریانی زبان میں نازل کی گئی تھی اس کتاب کے بھی تراجم بعد میں مختلف زبانوں میں ہوئے جن میں کہ بے حد تحریف کی گئی ہے۔ زبور کے وہ نسخے جو اس وقت پائے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھنے کے بعد یہ کہا ہی نہیں جاسکتا کہ یہ آسمانی کتاب ہے۔ کیونکہ ان میں نہ خدا کی عبادت کا ذکر ہے نہ اس کے واحد و یکتا ہونے پر زور ہے۔ اور نہ خدا کی فرمانبرداری کے ثواب کا تذکرہ ہے اور نہ سرکشی کے عذاب کا ذکر ہے۔ بلکہ دنیاوی حرص وہوس سے یہ کتاب بھری ہوئی ہے۔ اور اس کے اکثر ابواب نفسانی خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ میں بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں کسی بھی آسمانی کتاب میں نہیں ہوسکتیں اور یہ باتیں ان نام

نہاد مذہبی ٹھیکیداروں نے ٹھونس دی ہیں جو مذہب کے پردہ میں نفس پرستی کرنا چاہتے تھے۔ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ زبور میں بھی زبردست تحریف کی گئی ہے۔

انجیل

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ نے اس میں۔ (سورۃ المآئدہ:۴۷)

انجیل بھی آسمانی کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سریانی زبان میں نازل ہوئی۔انجیل کے بارے میں خود عیسائیوں کے نیک راستباز اور متقی علماء کی رائے ہے کہ اصلی انجیل میں خدائے تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کرنے، نافرمانی سے بچنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ افروز ہونے کے بارے میں صاف صاف آیتیں موجود تھیں لیکن خودغرض عالموں نے ان میں بہت کچھ تبدیلی کر دی ہے۔عیسائی علماء کے اس بیان کی تصدیق قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ آج کل جو انجیل شائع ہو رہی ہے۔اس کے چار نسخے ہیں۔جن کو چار مختلف شخصوں نے تالیف کیا ہے یعنی ایک متیٰ دوسرا مرقس، تیسرا لوقا، چوتھا یوحنا لیکن لطف یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔اس پر مزید یہ ہے کہ ان چاروں انجیلوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔سب جدا جدا ہیں۔سب کے مضامین الگ الگ اور ایک دوسری انجیل سے بالکل متضاد ہیں۔جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان چاروں مؤلفوں نے انجیل کا نام لے کر اپنے اپنے نسخوں میں جو بھی چاہا خود ہی لکھ دیا ہے۔

موجودہ انجیل عقیدۂ تثلیث پر ہے

تثلیث کا مسئلہ جس پر کہ آج کل کا مذہب عیسائیت رکھا ہوا ہے۔اور جو اختراع شدہ انجیل کا اہم ترین مسئلہ ہے خود اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ انجیل میں تحریف کی

گئی ہے۔ تثلیث کا مسئلہ یہ ہے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا، روح القدس کو نعوذ باللہ خدا کی بیوی اور خدا کو نعوذ باللہ حضرت مسیح کا باپ مانا جائے۔ یہ عجیب و غریب مسئلہ بعد کی ایجاد ہے۔ جس کا ثبوت خود عیسائی محققین کی تحریروں سے ملتا ہے۔ پادری میتھو صاحب جو دین عیسوی کے بہت بڑے محقق ہیں اور جنہوں نے انجیل کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ وہ خود اس مسئلہ کو عیسائیوں کی ایجاد تسلیم کرتے ہیں (دیکھو اردو بائبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مرزا پور پرنٹنگ پریس) ان کے علاوہ پادری اسحاق نیوٹن اور پادری شولز وغیرہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا، روح القدس کو خدا کی بیوی بنانا اور ان کی عبادت کرنا صحیح نہیں۔ ان حقائق سے یہ بات صاف طور پر عیاں ہے کہ انجیل مقدس میں کس بری طرح سے تحریف کی گئی ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر ۹) ''بیشک یہ میں نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

قرآن مجید کلام الٰہی ہے جو وحی کی صورت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ قرآن مجید چونکہ تمام آسمانی کتابوں میں افضل ہے۔ اس لئے قرآن مجید سے پہلے کی تمام آسمانی کتابوں کا یہ ناسخ بھی ہے یعنی قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد اب کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی چنانچہ خود ارشاد باری ہے کہ ''آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا''۔ (سورۂ مائدہ۔ رکوع ۱)

قرآن مجید ایک ایسا صحیفۂ آسمانی ہے جس میں بنی نوع انسان کیلئے پیدائش سے لے کر موت تک اور موت سے لے کر حیات بعد الممات تک کیلئے جملہ ضابطے اور قوانین موجود ہیں۔ اس میں جہاں خدا پرستی اور عبادت و ریاضت کی مکمل تعلیم ہے وہاں وہ تمام سیاسی، تمدنی معاشرتی، تجارتی مجلسی، مسائل بھی موجود ہیں جس کی ہر بنی

نوع انسان کو دنیا میں ضرورت ہوتی ہے۔اس کے احکام بنی نوع انسان کیلئے مکمل ہونے کے علاوہ اس قدر مقدس ہیں کہ ہر زمانہ میں ہر قوم ان سے پورا پورا استفادہ کر سکتی ہے۔قرآن مجید صرف مسلمانوں ہی کی رہنمائی کیلئے نہیں ہے بلکہ دنیا میں ایسی کوئی ملت اور قوم نہیں کہ وہ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے سے عاجز ہو۔ چنانچہ آج بھی دنیا کی ہر قوم قرآنِ مجید اور اسلام کی تعلیمات سے استفادہ کر رہی ہے۔اسی لئے شریعتِ محمدیہ کو تمام دنیا کیلئے عام اور یکساں نفع رساں کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید سب سے بڑا معجزہ

قرآن مجید کی اصل ترتیب لوحِ محفوظ کے مطابق ہے۔کلام مجید ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔نزولِ قرآن مجید سے لے کر اب تک قرآن مجید کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ یہاں تک کہ زیر وزبر تک محفوظ ہے۔اس میں ایک نقطہ کی بھی کمی وبیشی نہیں آئی ہے۔اور نہ قیامت تک ہو سکے گی۔یہی اس کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ہر زمانہ میں اس کے ہزاروں اور لاکھوں حافظ رہے ہیں۔اور آج بھی موجود ہیں۔قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک سینہ بسینہ محفوظ چلا آتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا اور یہ قرآن مجید کی اتنی بڑی خصوصیت ہے جس کی مثال نہ اس سے قبل دنیا نے دیکھی اور نہ اس کے بعد دنیا دیکھ سکے گی۔دنیا میں صرف ایک یہی ایسا صحیفہ اور کتاب ہے کہ خدانخواستہ جس کے تمام نسخے اگر کسی حادثہ کی وجہ سے ضائع ہو جائیں تو پھر بھی لاکھوں سینوں میں محفوظ ہونے کی وجہ سے جوں کا توں برقرار رہتا ہے۔واقعی اس سے بڑھ کر قرآن مجید کا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے۔دنیا میں کبھی چند ورق کی کوئی کتاب بھی سینوں میں محفوظ نہ رہ سکی۔ لیکن حیرت ہے کہ ہزاروں صفحات کا دفتر جوں کا توں سینوں میں محفوظ ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت

قرآنِ مجید فصاحت اور بلاغت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قرآن مجید کی عبارت ایسی بے مثل ہے کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل بھی کوئی شخص نہیں بنا سکتا۔ چودہ سو برس سے قرآن نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ اگر کسی کو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہے۔ تو وہ ایک چھوٹی سے آیت ہی مثل قرآنی آیتوں کے بنالائے لیکن اس چودہ برسوں میں آج تک کوئی بھی اس دعوے کا جواب نہ دے سکا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ اس خدائے واحد کا کلام ہے جو بے اندازہ قوتوں کا مالک ہے۔

قرآن میں سات قسم کے احکامات

قرآن مجید آخری شریعت کے احکام لے کر آیا ہے اس لئے اس نے تمام سابقہ شریعتوں اور ان کے احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس کا حکم قیامت تک جاری رہے گا اور اس کے بعد کوئی کتاب کسی شخص پر آسمان سے نازل نہیں ہوگی۔ قرآن مجید کی صداقت اور سچائی بالکل ظاہر اور عیاں ہے۔ اس کے ایک ایک نقطہ پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے کلامِ الٰہی کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ علم اور عمل کے اعتبار سے کتنا ہی ناقص اور کمزور کیوں نہ ہو۔ قرآن پاک کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اور اس کے احترام کی خاطر اپنی جان اور مال سب کچھ قربان کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے قرآن مجید میں سات قسم کے احکام ہیں۔ امر، نہی، قصص، مثل، وعظ، وعدہ وعید۔

اللہ کے نبی اور رسول علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے جن نیک بندوں کو کتابیں اور معجزے دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ان کو رسول کہتے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں آ کر

لوگوں کو اللہ کی رضا مندی اور اطاعت کی تعلیم دی۔ آخرت میں نجات کی خوشخبری سنائی اور عذاب آخرت سے ڈرایا۔ سب پیغمبر انسان ہیں اور اللہ کے نیک بندے ہیں ان کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ سب اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی ایک سے بھی انکار کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔ سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری پیغمبر ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ پیغمبروں کی مقدس جماعت تمام فرشتوں، انسانوں اور جنات سے افضل ہے۔ شیطان کی یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی پیغمبر کی صورت میں ظاہر ہوسکے یا ان کو دھوکہ یا چکمہ دے سکے۔ حق تعالیٰ نے انہیں معصوم پیدا کیا ہے۔ کل پیغمبر راست باز و نیکوکار ہیں۔ پیغمبر جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہِ صغیرہ اور کبیرہ سے پاک ہیں۔ احکام الٰہی کے پہونچانے میں کمی اور زیادتی نہیں کرتے اور پیغمبری کے بلند و بالا مرتبہ سے کبھی معزول یا برطرف نہیں ہوتے۔ صدق اور ولایت میں کوئی ان تک نہیں پہونچ سکتا۔ انکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ان کا موافق مقبول بارگاہِ الٰہی ہے۔ اور مخالف مردود ہے۔

پچیس مشہور پیغمبر علیہم السلام

قرآن پاک میں جن پچیس پیغمبروں کا ذکر آیا ہے ان کے نام یہ ہیں (۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت ادریس علیہ السلام (۳) حضرت نوح علیہ السلام (۴) حضرت ہود علیہ السلام (۵) حضرت صالح علیہ السلام (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۷) حضرت لوط علیہ السلام (۸) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام (۹) حضرت اسحاق علیہ السلام (۱۰) حضرت یعقوب علیہ السلام (۱۱) حضرت یوسف علیہ السلام (۱۲) حضرت ایوب علیہ السلام (۱۳) حضرت شعیب علیہ السلام (۱۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۱۵) حضرت ہارون علیہ السلام (۱۶) حضرت ذوالکفل علیہ السلام (۱۷)

حضرت داؤد علیہ السلام (۱۸) حضرت سلیمان علیہ السلام (۱۹) حضرت الیاس علیہ السلام (۲۰) حضرت یوشع علیہ السلام (۲۱) حضرت یونس علیہ السلام (۲۲) حضرت زکریا علیہ السلام (۲۳) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۲۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۲۵) حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی اور رسول کا فرق

یہ پچیس مقدس پیغمبر نبی ہونے کے علاوہ رسول بھی تھے۔ نبی اور رسول میں کسی قدر فرق ہے۔ رسول تو اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو۔ اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں چاہے اسے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ وہ پہلی کتاب اور شریعت کا تابع ہو۔ ان پچیس پیغمبروں کے علاوہ اور بھی بے شمار پیغمبر ہوئے ہیں جن کی صحیح تعداد کا علم تو بس خدا کو ہے لیکن بعض معتبر کتب میں پیغمبروں کی جو تعداد بتائی گئی ہے وہ ایک ہزار تین سو تیرہ ہے نیز روایات میں ایک لاکھ پچیس ہزار یا ایک لاکھ چالیس ہزار بتائی گئی ہے۔

بعض پیغمبروں کی خصوصیات

حق تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی ہے لیکن ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی جانب سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیں۔ بلکہ سب پیغمبروں کا یکساں احترام کریں۔ البتہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بلاشبہ تمام پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپؐ پر شریعت مکمل ہوئی اور نبوت و رسالت آپؐ کی ذات مبارک پر ختم ہوگئی اور آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ ﷺ

وہ پیغمبر جو حیات ہیں

چار پیغمبر بعض کے نزدیک زندہ ہیں جن کے نام نامی یہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو آسمان پر زندہ اٹھا لینے کے سلسلہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھانے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لینے میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں مقتدر پیغمبر زمین پر تشریف فرما ہیں۔ حیاتِ خضر علیہ السلام کی نسبت بہت سی روایات اور اکابر کے اقوال ہیں جو ثبوتِ حیات کے لئے کافی ہیں، لیکن حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں گو حیاتِ خضر علیہ السلام کے برابر معتبر اور جمہور علماء کی مسلمہ رائے نہیں ہے۔ تاہم بعض اقوال اور روایات سے حضرت خضرؑ ہی کی طرح حضرت الیاس علیہ السلام کا زندہ ہونا بھی ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باقی انبیاء ورسل اگرچہ بظاہر دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔ لیکن اپنے مزارات مقدسہ میں زندہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے قیامت کے قریب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ اور اسی دینِ حق کی ترویج اور اشاعت فرمائیں گے۔

دس پیغمبروں کی خصوصیات

دس پیغمبروں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے جو یہ ہیں:
(۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت شیث علیہ السلام (۳) حضرت ادریس علیہ السلام (۴) حضرت نوح علیہ السلام (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۶) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام (۷) حضرت زکریا علیہ السلام (۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۱۰) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پیغمبروں کی تعداد اور صحیفے

اس سے قبل یہ بتایا جا چکا ہے کہ پیغمبروں کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کو نہیں لیکن بعض معتبر کتب سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ہزار تین سو تیرہ نبی اور رسول ہوئے ہیں جن میں سے اکثر پر آسمانی صحیفے نازل ہوئے ہیں چنانچہ پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر اور تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس حضرت نوح علیہ السلام پر اور دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے، تورات بھی حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صحیفہ آسمانی یعنی قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ اسی طرح آخری صحیفہ ہے جس طرح کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کی رہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے۔

حمد وثنا کی فضیلت

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَافِی الْاَرْضِ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورۃ الصف۔۱) اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں اور جو چیز زمین پر ہے اور وہی سب پر غالب ہے، بڑا دانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورۂ بقرہ: ۱۵۲) نیز فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا۔ (سورۂ ابراہیم ۷) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل، ۱۱۱) نیز فرمایا: اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ (سورہ یونس ۱۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھاتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور کچھ پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ کی حمد کرتا ہے۔ (مسلم)

حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُو صَلُّو عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو! تم بھی حضور ﷺ پر درود بھیجا کرو (بڑے ادب اور محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔ (سورۂ احزاب ۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

زہد و تقوے کی فضیلت

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ (البقرہ) اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور ان پر زیادتی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: دنیاوی زندگی کی مثال، اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پس اس سے زمین کا سبزہ جس کو لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکالدے یہاں تک کہ بوئی ہوئی زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی

اور خوب مزین ہوگئی اور زمین کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہوگئے ہیں تو ایسی حالت میں دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا تو وہ ایسی ہوگئی گویا کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ ہم اسی طرح صاف صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کردو۔ وہ ایسی ہے جیسے پانی، جسے ہم نے آسمان سے برسایا، پس اس کے ساتھ زمین کا سبزہ مل گیا، پھر وہ چورا چورا ہوگیا کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے تو دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

فرمایا: جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور زینت و آرائش اور تمہارے آپس میں فخر و ستائش اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب و خواہش ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اگتی اور کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر اے دیکھنے والے! تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑتی ہے پھر چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت میں کافروں کے لئے عذاب شدید اور مومنوں کے لئے اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاعِ فریب ہے۔

بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں مگر یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ شیطان فریب دینے والا تمہیں فریب دے۔

فرمایا: تم کو کثرت مال وغیرہ کی طلب نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں، دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا، پھر دیکھو گے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا، دیکھو اگر تم جانتے یعنی علم الیقین رکھتے تو غفلت نہ کرتے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یہ دنیاوی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے اور آخرت کا گھر وہی ہمیشہ کا گھر ہے اگر وہ جانتے ہوتے۔

اس باب میں کثرت سے آیات ہیں اس ضمن میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں:

زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو بحرین بھیجا کہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں۔ چنانچہ وہ بحرین سے مال لے کر آئے اور انصار نے ابو عبیدہ کے آنے کی خبر سنی، پس وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں آپہنچے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور واپس جانے لگے تو وہ آپؐ کے سامنے آگئے۔ آپ نے جب انہیں دیکھا تو مسکرائے اور پھر فرمایا، میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا واقعی مال آیا ہے، لہٰذا تم خوش ہو جاؤ اور خوش کن چیزوں کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر سے اندیشہ نہیں کہ وہ تمہارے بگاڑ کا سبب بنے لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی پھر تم اس میں طرح رغبت کرو گے جیسے انہوں نے کی تھی اور یہ چیز تمہیں بھی ہلاکت میں ڈال دے جیسے اس نے ان کو ہلاکت سے دوچار کیا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپؐ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں اپنے بعد تمہارے بارے میں جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی رونق اور اس کی زیب و زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ لاَ عَیْشَ اِلاَّ عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ (بخاری و مسلم)

صلح رحمی کرو قطع رحمی نہیں

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّۃِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْ یُوْعَدُوْنَ. (الاحقاف ۱۶)

یہی وہ خوش نصیب ہیں جو قبول کرتے ہیں ہیں جن کے بہترین اعمال اور درگذر کرتے ہیں جن کی برائیوں سے، یہ جنتیوں میں سے ہوں گے یہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

فرمایا: مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت۔ (سورۂ مائدہ ۵۴)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان۔ (سورۂ فتح ۲۹)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اللہ کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں پس ہر اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو سوائے اس آدمی

کے کہ اس کے اور اس کے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے، ان دونوں کو مہلت دی جائے یہاں تک کہ یہ صلح کرلیں۔ ان دونوں کو صلح کرنے تک مہلت دی جائے۔ (مسلم)

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی۔ (سورہ نساء ۵۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور فرمایا، آگ جیسے خشک گھاس کو کھا جاتی ہے (ابوداؤد)

تجسس کی ممانعت

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲)

”اے ایمان والو! دور رہا کر بکثرت بدگمانیوں سے، بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو“۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹوہ مت لگاؤ یعنی مسلمانوں کے عیبوں اور کمزوریوں کو تلاش مت کرو۔ (سورہ حجرات ۱۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور وہ لوگ جو بغیر قصور کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، پس انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب ۵۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ

جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لئے کوشش کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ باہم بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی ہو جاؤ، جیسے اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کو حقیر سمجھے، تقویٰ تو یہاں ہے، تقویٰ تو یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، باہم بغض نہ رکھو، جاسوسی نہ کرو، عیبوں کو تلاش مت کرو۔ محض دھوکہ دینے کے لئے بولی بڑھا کر مت لگاؤ، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ایک روایت میں ہے، ایک دوسرے سے بول چال بند مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

بدگمانی سے بچو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو، اس لئے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلمانوں کو حقیر جاننا

وَلَا تَلۡمِزُوۡٓا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ بِئۡسَ الۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ (الحجرات ۱۱) اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ کتنا برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، دوسری عورتوں سے استہزاء کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا اللہ کی حکم عدولی ہے اور جو توبہ نہ کریں، پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۃ حجرات ۱۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائیگا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی کبر ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا، ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی کبر ہے؟) تو آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے کبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

وعظ و نصیحت میں میانہ روی

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ. (الحجرات ۱۰) ”بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں، پس صلح کرادو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے“۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی اور اچھے وعظ کے ذریعے سے بلا۔

حضرت ابووائل شقیق بن سلمہؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو ایک مرتبہ وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے تو ان سے ایک آدمی نے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! میری بڑی خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے روزانہ وعظ کرنے سے یہ چیز روکتی ہے کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، میں وعظ نصیحت میں تمہارا خیال رکھتا ہوں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا خیال رکھتے تھے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور اپنے خطبے میں اختصار کرنا، اس کی سمجھداری کی علامت ہے، اس لئے تم نماز لمبی کیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو۔ (مسلم)

حضرت معاذ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے کہا یرحمک اللہ، پس لوگ مجھے گھور کر دیکھنے لگے، میں نے کہا ''ہائے ماں کی جدائی'' (یہ محاورہ عرب ہے، جس کا مقصد بدعا نہیں) تمہیں کیا ہے کہ تم مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے ہو؟ پس وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے پس میرے باپ آپؐ پر قربان ہوں، میں نے آپؐ جیسا معلم (استاد) آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔ جو آپؐ سے زیادہ اچھی تعلیم دینے والا ہو۔ اللہ کی قسم! آپؐ نے مجھے ڈانٹا مارا اور نہ سب وشتم کیا صرف اتنا فرمایا۔ بے شک یہ نماز ایسی چیز ہے اس میں انسانوں کی گفتگو میں سے کوئی بات درست نہیں۔ یہ تو صرف

تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنے کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں زمانۂ جاہلیت کے قریب ہوں اور اب اللہ اسلام کو لے آیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے کہا اور ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں آپؐ نے فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں یعنی دل کے بہلاوے کی بات ہے، یہ ان کو کام سے ہرگز نہ روکیں۔ (مسلم)

وقار و متانت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان کا واسطہ جاہلوں سے پڑتا ہے تو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں۔ آپؐ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

راز کی حفاظت کا نادر واقعہ

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (آل عمران ۷۶)

"ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا وعدہ اور پرہیزگار بنا تو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور عہد کو پورا کرو، یقیناً عہد کی بابت پوچھا جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ کے ہاں سب سے بدتر مرتبے والا وہ شخص ہوگا جو اپنی عورت سے جماع کرے اور عورت اس سے جماع کرے، پھر وہ (میاں بیوی کے) راز کو پھیلائے (یعنی دوستوں میں مزے لے لے کر بیان کرے) (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے ملا اور انہیں حفصہ سے نکاح کرنے کی پیش کش کی اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کا نکاح حفصہؓ (بنت عمرؓ) سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔ پس میں کئی راتیں ٹھہرا رہا، پھر وہ مجھے ملے اور کہا کہ میرے سامنے یہی بات واضح ہوئی ہے کہ میں ان دنوں میں شادی نہیں کروں گا۔ پھر میں ابوبکر صدیقؓ سے ملا، اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کا نکاح حفصہ بن عمرؓ سے کر دوں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے۔ مجھے پلٹ کر کوئی جواب نہیں دیا۔ پس میں ان پر عثمانؓ سے زیادہ رنجیدہ ہوا۔ تو میں کئی راتیں ٹھہرا رہا، پھر نبی کریم ﷺ نے حفصہؓ کیلئے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہؓ کا نکاح آپؐ سے کر دیا، پھر مجھے ابوبکرؓ ملے تو انہوں نے فرمایا اے عمرؓ! شاید تم مجھ سے رنجیدہ ہوئے جب تم نے میرے لئے حفصہؓ سے نکاح کی پیش کی تھی تو میں نے تمہیں پلٹ کر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا، ہاں، ابوبکرؓ نے فرمایا، جب تم نے مجھے پیش کش کی تھی تو میرے لئے تمہیں جواب دینے میں صرف یہ بات مانع (رکاوٹ) ہوئی کہ میں جانتا تھا کہ نبی ﷺ نے حفصہؓ کے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر فرمایا تھا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ہاں اگر رسول اللہ ﷺ یہ ارادہ ترک فرما دیتے ہیں تو میں حفصہؓ کے ساتھ نکاح کرنے کی پیشکش یقیناً قبول کر لیتا۔ (بخاری)

عیادت کا طریقہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی آدمی اپنی کسی بیماری کی بابت عرض کرتا یا اس کو کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنی انگلی کے ساتھ ایسے کرتے اور حدیث کے روای حضرت سفیانؓ نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھر

اسے اٹھایا (یعنی اس طرح آپ ﷺ کرتے) اور یہ دعا پڑھے، اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے بعض کے لعاب دہن سے مل کر، ہمارے رب کے حکم سے، ہمارے مریض کی شفایابی کا ذریعہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ مریض کے درد والے حصے پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے، اے اللہ! لوگوں کے پروردگار، تکلیف کو دور فرما دے، تو شفاء عطا فرماتا اور تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری ہی شفاء شفاء ہے، تو ایسی شفاء دے جو بیماری کو نہ چھوڑے اور اسے بالکل ختم کر دے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو دعا فرمائی ''اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما، اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما، اے اللہ، سعد کو شفاء عطا فرما۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے، اس کی موت کا وقت ابھی نہ آیا ہو اور اسکے پاس سات مرتبہ یہ دعاء پڑھے، ''میں اللہ و برتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت بخش دے گا''۔ (ابوداؤد، ترمذی اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور امام حاکم نے کہا یہ حدیث شرط بخاری پر صحیح ہے)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے محمد ﷺ کیا آپؐ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ ''اللہ کے نام سے، آپؐ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا پہنچائے۔ ہر حاسد نفس اور آنکھ کے شر سے۔ اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔ اللہ کے نام سے آپؐ پر دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

دوزخ سے نجات کی دعاء

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ پر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس نے بھی کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں، اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے لیے ہی تعریف ہے اور میری ہی بادشاہی ہے اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، تو اللہ فرماتا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ گناہ سے پھیرنا اور نیکی کرنے کی ہمت دینا بھی صرف میرا کام ہے اور نبی ﷺ فرمایا کرتے جو شخص مذکورہ کلمات اپنی بیماری میں پڑھے، پھر وہ اس میں مرجائے تو اسے جہنم کی آگ نہیں کھائے گی یعنی وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی، حسن)

سود گناہ کبیرہ اور اللہ سے اعلان جنگ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (البقرہ ۲۷۸، ۲۷۹)

''اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر تم سچے دل سے ایمان دار ہو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات گناہوں کو کبیرہ قرار دیا ان میں ایک سود خوری ہے۔ (البزاز)

چار آدمیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔ اور نہ انہیں جنت کی نعمتیں چکھائے گا۔ ان چار میں ایک سود خور ہے۔ (مستدرک حاکم)

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود لکھنے والے، سودی معاملہ پر گواہ بننے والے کو برابر قرار دیا۔ اور ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

سود خور خون کی نہر میں ہوں گے جب نکلنا چاہیں گے پتھر مار کر واپس پھینک دیئے جائیں گے حضور ﷺ کو باقاعدہ دکھایا گیا ہے۔ (بخاری)

سات گناہوں سے بچو جو ہلاک کرنے والے ہیں ان میں سود خوری، شرک اور قتل شامل ہیں، (بخاری)

جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھانا چھتیس (۳۶) بار زنا کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے۔ سود کے بارے میں احادیث مبارکہ بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند احادیث پر اکتفا کیا ہے۔ اسوقت اشد ضرورت ہے اس گتھی کو سلجھانے کی کیونکہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ دور آچکا ہے جب ہر شخص سود کے غبار اور دھوئیں سے متاثر ہو رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے اوپر ایسا زمانہ آئے گا جب کوئی بھی سود کھانے سے نہیں بچے گا۔ اور جو نہیں کھائے گا اس تک بھی سود کا غبار پہنچ جائے گا۔ آج عالمی معیشت کا خونی اژدہا سود کا دھواں چھوڑ رہا ہے۔ اس سے شاید ہی کوئی بچ سکے۔ لیکن ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم صریح اور واضح سود سے بچیں اور کسی بینک ادارے یا کمپنی کے اعلان اور پیکجز میں غوطہ زن ہونے سے پہلے مستند علماء کرام سے فتویٰ لیں۔ ہر مسلمان قرآن کے احکام معلوم کر لے تب اس کے لئے سود سے زیادہ آسان ہوگا کہ وہ اپنے ہاتھ پر جلتا ہوا انگارا تھام لے۔

سود معاشرتی کینسر ہے

سود کے بارے میں وعیدیں بہت زیادہ ہیں کیونکہ یہ معاشرتی کینسر ہے، جو انسانوں کو درندوں سے بدتر بنا دیتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کینسر زدہ عضو کو کاٹ دیا جائے۔ تاکہ باقی جسم یعنی معاشرہ اس کا شکار نہ ہو۔ انسان اس فانی دنیا کے پیچھے دوڑ دوڑ کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھا ہے۔ دو ٹکے کی خاطر ایمان فراموش کر دینا ایک دستور بن چکا ہے اسی عارضی اور بے وفا دنیا کی خاطر آخرت کی حسین، دلکش اور لافانی زندگی کو بھول جانے والے یقیناً احمق ہیں اندھے ہیں۔

دنیا اپنے انجام کی طرف جا رہی ہے۔ بہتری صرف اسی میں ہے کہ قرآن وسنت کا دامن تھام لیا جائے، ہر طرف فتنے اور فساد کی بہتات ہے۔ ہر طرف گناہ ہی گناہ ہیں جو کام اللہ کے ذمے تھے، وہ ہم اپنے ذمہ لینے کی بیوقوفی کر رہے ہیں حالانکہ رازق اللہ ہے۔

انسانیت ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی ہے اور اس کی سسکیاں اور آہیں ہمیں صرف اور صرف ایک ہی پیغام دے رہے ہیں۔

کہ ’’ اللہ کی طرف لوٹ آؤ‘‘ اور اللہ کے ساتھ اعلانِ جنگ نہ کرو، اپنے گھروں میں سود کا داخلہ بند کر دو، اور اعلان کر دو، دین کے مطابق اسلام کے آفاقی اصولوں کے مطابق ہی زندگی گزاریں گے اور تمام جاہلانہ، باطلانہ، فرنگیانہ، نظام کا مکمل بائیکاٹ، جی ہاں مکمل بائیکاٹ کریں گے۔

اللہ تمہارا خالق ہے پس تواضع اختیار کرو

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔(الحجرات ۱۳) اے

لوگو! ہم نے پیدا کیا تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔

فرمایا: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا یعنی تم سب کی اصل ایک ہے اور تمہیں خاندانوں اور قبیلوں مین بانٹ دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے ہاں تم سب میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

اعراف والے لوگ

فرمایا: تم اپنے آپ کو پاک مت کہو، وہ تم میں سے تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور فرمایا: اعراف والے کچھ لوگوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی علامت سے پہچانتے ہوں گے کہیں گے، تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا کچھ کام نہ آیا۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کی بابت تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت حاصل نہیں ہوگی؟ ان کو حکم ہوگا جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔

تواضع سے بلند مقام ملتا ہے

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع (عاجزی) اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی چیز پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کسی مال کو گھٹاتا نہیں ہے اور عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ عزت میں ہی اضافہ فرماتا ہے اور جو صرف اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔ (مسلم)

حضور ﷺ گھر میں کیسے رہتے؟

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے پس جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے خطبہ دیا

حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ پس میں نے کہا اے اللہ کے رسول ایک مسافر آدمی اپنے دین کی بابت پوچھنے آیا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ یعنی اس کی تعلیمات کا اسے علم نہیں، بس رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ دیا حتیٰ کہ میرے پاس آ گئے چنانچہ آپ ؐ کے لئے ایک کرسی لائی گئی جس پر آپ ؐ فروکش ہو گئے اور اللہ نے آپ کو جو احکام سکھلائے تھے وہ مجھے سکھلانے لگے۔ پھر اپنے خطبے کی طرف آئے اور اس کے آخری حصے کو مکمل فرمایا۔ (مسلم)

کھانے کے بعد

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس میں مٹی وغیرہ دور کر کے اسے کھا لے اور اسے شیطان کیلئے نہ چھوڑے اور آپ ؐ نے حکم دیا کہ پیالے کو چاٹ کر صاف کیا جائے۔ فرمایا تم نہیں جانتے تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی تواضع

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عضباء نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی اونٹ آگے نہیں بڑھ پاتا تھا، پس ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا۔ یہ بات مسلمانوں کو نہایت گراں گزری یہاں تک کہ آپؐ نے بھی اسے پہچان لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہو، وہ اسے پست کر دے۔ (بخاری)

فخر و غرور اور خود پسندی

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (النحل ۴۹) اور اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کر رہے ہیں ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں لڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور زمین میں اکڑ کر مت چل۔

فرمایا: اور لوگوں کے لئے اپنا منہ مت پھلا اور نہ زمین میں اترا کر چل، بے شک اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: قارون حضرت موسیٰؑ کی قوم سے تھا، پس اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقت ور جماعت بمشکل اٹھاتی تھی جب اس سے اس کی قوم نے کہا ''اترا مت، یقیناً اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائیگا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ ایک آدمی نے سوال کیا، آدمی کو یہ پسند ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، اور اسکے جوتے اچھے ہوں؟ آپؐ نے جواب ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ جمیل (صاحب جمال) ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے کبر کا مطلب، حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے باہم جھگڑا کیا دوزخ نے کہا، میرے اندر بڑے بڑے سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے اور جنت نے کہا، میرے اندر کمزور اور مسکین قسم کے لوگ ہوں گے۔ تو اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت، تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور اے دوزخ، تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا۔ اور تم دونوں کے بھرنے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنے پاجامے، شلوار اور تہ بند وغیرہ کو فخر وغرور سے ٹخنوں سے نیچے گھسیٹتا ہوا چلے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نہ کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا فقیر۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عزت میرا پہناوا ہے اور بڑائی میری چادر ہے پس جو بھی ان میں سے کوئی ایک چیز بھی مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔ (مسلم)

حسن اخلاق

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبر! بیشک تو بلند اخلاق کا مالک ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کردینے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے کام کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نیکی تو اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تجھے یہ ناگوار ہو کہ لوگ اس سے باخبر ہوں۔ (مسلم)

مجلس کے آداب

وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (الحجر ۸۵-۸۶) اور بے شک قیامت آنے والی ہے پس (اے حبیب) آپ در گذر فرمایا کیجئے ان سے عمدگی کے ساتھ، یقیناً آپ کا رب ہی سب کا خالق (اور) سب کو جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کرے کہ کسی آدمی کو اس کی مجلس سے اٹھا کر پھر خود اس پر بیٹھ جائے، لیکن تم مجلس میں فراخی اور گنجائش پیدا کرو۔ اور حضرت ابن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب کوئی آدمی آپؓ کی خاطر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوتا تو آپؓ اس جگہ نہ بیٹھتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے تو پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو عبداللہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور امکانی حد تک خوب پاکیزگی حاصل کرے۔ گھر میں موجود تیل یا خوشبو استعمال کرے پھر وہ جمعے کی ادائیگی کیلئے گھر سے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے، پھر اس کیلئے جو مقدر ہے، وہ نماز پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو وہ خاموش رہے تو اس کے ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک درمیانی مدت کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگ کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کئے بغیر اٹھ جاتے ہیں تو وہ ایسے ہیں جیسے وہ کسی مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہیں اور یہ مجلس ان کیلئے حسرت کا باعث ہوگی۔ (ابوداؤد، اس کے سند صحیح ہے)

خواب مبشرات بھی ہیں

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ. (یوسف ۴۳) اے درباریو! بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت کے حصوں میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا، مبشرات (خوش خبری دینے والے) سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا، نیک خواب (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں خواب کے اعتبار سے زیادہ سچے وہ ہیں جو تم میں بات میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے روز قیامت حالت بیداری میں دیکھے گا۔ فرمایا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، پس وہ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بیان کرے، ایک اور روایت میں ہے پس اسے صرف ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرے جو اس سے محبت رکھتے ہیں اور جب اس کے برعکس ناپسندیدہ بات خواب میں دیکھے تو شیطان کی طرف سے ہے، پس وہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اسے بیان نہ کرے کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نیک خواب اور ایک روایت میں ہے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے، پس جو شخص کوئی ناپسندیدہ چیز خواب میں دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ پھونک دے اور شیطان سے پناہ مانگے، پس یہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ پھونک مارے

اور تین مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں شیطان سے پناہ مانگے اور اپنے اس پہلو کو بدل لے جس پر وہ لیٹا ہو۔ (مسلم)

خوابوں سے متعلق (راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی کی کتاب) خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت جلد اول جلد دوم جلد سوم ملاحظہ فرمائیں، مکتبہ طیبہ دیو بند سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ضروریات پوری کرنے کی فضیلت

اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم بھلائی کرو، تاکہ فلاح پاؤ۔ (سورہ حج، ۷۷)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے، جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ اس کی حاجت پوری فرمانے میں لگا ہوتا ہے، اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست اور عسیر الحال (بدحال) پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم (دین) تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ بھی اللہ

کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کی تدریس (سیکھتے یا سکھلاتے بحث و تکرار) کرتے ہیں، تو ان پر اللہ کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔

لذّات اور خواہشات ترک کرنے کی فضیلت

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا (النساء۲۷) اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشوں کی کہ تم حق سے بالکل منہ موڑ لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس ان کے بعد کچھ نالائق لوگ ان کے جانشیں ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا، خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے، پس عنقریب یہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے مگر جس نے توبہ کر لی، ایمان لایا اور عمل صالح کئے ایسے لوگ یقیناً جنت میں جائیں گے اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پس وہ (قارون) اپنی آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے آیا تو ان لوگوں نے جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے، کہا، اے کاش! ہم کو بھی وہ مال اور ساز و سامان، ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے، وہ تو بڑے نصیبے والا ہے اور جن کو دین کا علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا، تمہارے لئے بربادی ہو، اللہ تعالیٰ کا بدلہ ان لوگوں کے لئے بہت بہتر ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے۔ اور فرمایا: پھر تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔

نیز فرمایا: جو دنیائے فانی کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو دنیا میں ہی جتنا چاہیں گے اور جس لئے چاہیں گے۔ وہ دیں گے، پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے وہ اس میں مذموم اور دھتکارا ہوا داخل ہو گا۔

حضور ﷺ کے گھر میں مسلسل فاقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی بھی دو دن متواتر پیٹ بھر نہیں کھائی، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے، جب سے وہ مدینے آئے تین دن متواتر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں اللہ کی قسم، اے میرے بھتیجے! ہم چاند دیکھتے، پھر ایک چاند پھر (تیسرا) چاند، دو مہینے میں تین چاند، لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا، خالہ جان، پھر آپ ﷺ کا گزارہ کس چیز پر ہوتا تھا؟

انہوں نے فرمایا دو سیاہ چیزوں، کھجور اور پانی پر۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے بعض پڑوسی انصار میں سے تھے، جن کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیے کے طور پر دودھ بھیج دیتے تھے وہ آپ ہمیں بھی پلا دیتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا

حضرت ابو سعید مقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی۔ چنانچہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی دعوت دی لیکن انہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے حال میں تشریف لے گئے کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک چوکی یا میز پر کھانا نہیں کھایا جیسا کہ خوشحال لوگوں کا شیوہ ہے نہ باریک آٹے کی چپاتی کھائی، یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے کوچ کر گئے۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی بکری کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ ردی کھجور بھی اتنی مقدار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر نہ تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت اعلان نبوت سے اپنی وفات تک چھنے ہوئے صاف آٹے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا تم لوگوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت سے اپنی وفات تک کوئی چھلنی نہیں دیکھی۔ پھر ان سے پوچھا گیا تم لوگ بغیر چھنے ہوئے جو کی روٹی کیسے کھاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہم جو کو پیستے، پھر اس میں پھونک مارتے پس اس میں سے جو اڑتا، وہ اڑ جاتا اور جو باقی رہتا، اسے ہم گوندھ لیتے۔ (صحیح بخاری)

انسان کی تخلیقی حکمتیں

خدائے تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَۃٍ مِّنْ طِیْن.

ترجمہ: اور بیشک ہم نے انسان کو ایک چمکدار مٹی سے بنایا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدرت کو جب منظور ہوا کہ وہ انسان کو پیدا فرمائے، زمین پر بسے رہنے کا موقع دے اور پھر اس کو امتحان و آزمائش

میں ڈالے تو خدا نے اس کی پیدائش اس طرح مقرر کی کہ ایک دوسرے سے نسلا بعد نسل پیدا ہوں، تو انسان کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا۔ ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت۔ پھر ان میں باہم الفت و محبت کا رشتہ پیدا کیا ایک دوسرے کی محبت کے دواعی قلوب میں اسطرح مستور رکھے کہ ایک دوسرے کے بغیر صبر و قرار نہ ہو ان میں خواہشات کو پیدا کیا کہ یکجا ان کا رہنا اور بسنا ممکن ہو اور بدن کے ایک مخصوص عضو کو اس طرح خلق کیا کہ وہ جنس لطیف کے رحم میں داخل ہو کر منی کے جو ہر لطیف کو ودیعت کر دے جہاں انسان کی تخلیق تدریجی طور پر ہو یہ جو ہر لطیف انسان کے تمام جسم سے حاصل ہو کر ایک خاص حرکت کے ساتھ عضو مخصوص کے ذریعہ ایک جسم کے باطن سید دوسرے جسم کے باطن میں پہنچ کر ایک خاص امتزاجی کیفیت کے بعد انسانی شکل اختیار کرتا ہے خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ (الطارق ۵۔۶) ''اسے پیدا کیا اچھلتے پانی سے جو (مرد و زن کی) پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے'' اور اس شکل کے اختیار کرنے میں کئی دور اور درجے طے کرنا ہوتے ہیں یعنی نطفہ سے خون بستہ اور خون سے گوشت کا ٹکرا پھر ہڈیوں کا جسم پھر ان پر گوشت پوست پھر ان حصص جسم کو اعصاب اوتار عروق کے حکمت آمیز جال کے ذریعہ سے بندش کرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مربوط کرنا پھر اعضاء کی شکل عطا کرنا پھر کان، آنکھیں، ناک، منہ و دیگر زندگی کی ضروری چیزوں کو ان میں بنانا پھر ان میں قوتیں عطا کرنا آنکھوں میں دیکھنے کی قوت عطا کرنا یہی ایک ایسی حیرت انگیز اور شاہکار فطرت ہے کہ کماحقہ اسکی شرح کرنے سے ہم عاجز ہیں آنکھ کو سات طبقات سے مرکب کیا ہر طبقہ میں خاص صفت ودیعت کی اس کی شکل مخصوص بنائی ان طبقات میں اسے ایک طبقہ بھی اگر بیکار یا ضائع ہو جائے تو آنکھ سے نظر نہیں آسکتا آنکھ کے اعتراف میں پلکوں پر نظر کیجئے جو آنکھ جیسی نازک چیز کو اپنی حفاظت میں لئے ہوئے ہیں ان

پلکوں میں خدا نے کیسی سریع حرکت کی قدرت رکھی ہے۔ کہ ادنیٰ سی چیز کو آنکھ کی طرف آتا دیکھ کر فوراً وہ حرکت میں آجاتے ہیں اور آنے والے خطرہ سے آنکھوں کو آگاہ کر کے اس کی پوری حفاظت کرتے ہیں اور ہوا میں اڑنے والے گرد غبار سے آنکھوں کو محفوظ رکھتے ہیں گویا پلک آنکھوں کیلئے بمنزلہ دو دروازہ کے ہیں جو ضرورت پر کھل جاتے ہیں اور ضرورت نہ ہو تو بند ہو کر آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں۔

پلکوں اور آنکھوں کی تخلیق

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (سورۃ التین ۴) بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر۔

پھر پلکوں کی تخلیق سے اس آنکھ کی حفاظت کے علاوہ آنکھوں اور چہرے کا حسن و زینت بھی قدرت کو منظور ہے اس لئے ان کے بالوں کو ایک انداز سے بڑا رکھا کہ زیادہ بڑے ہونے سے آنکھوں کو اذیت ہوتی اور اگر زیادہ چھوٹے ہوتے تو بھی آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہوتے آنسوؤں کو قدرت نے نمکین بنایا کہ آنکھوں کا میل کچیل صاف ہو جائے پلکوں کے دونوں اطراف کو اس سے مائل اور جھکا ہوا بنایا کہ آنسوؤں کے ذریعہ آنکھوں کا میل گوشہ ہائے چشم سے بہہ کر باہر جا سکے آنکھوں پر دونوں بھوؤں حفاظت اور چہرے کی زینت کے لئے بنائی ہیں۔ انسان کے موزوں بال جھالر کی طرح ہوتے ہیں جو چہرے پر خوبصورت معلوم ہوتی ہے سر اور داڑھی کے بالوں کو اس طرح بنایا کہ جو ایک خاص رفتار سے بڑھتے ہیں تا کہ ان میں کمی بیشی کر کے ہر شخص جس وضع قطع کو پسند کرتا ہے ان کو بنا سکے منہ اور زبان میں خدا نے کیسی کیسی حکمتیں اور قوتیں ودیعت کی ہیں منہ کے بند کرنے کیلئے بطور دروازہ ہونٹ بنائے کہ ضرورت پر کھولے جا سکیں اور بے ضرورت بند ہو کر منہ میں مضر چیزیں کھا کر نقصان

نہ پہنچاسکیں اس کے علاوہ دانتوں اور مسوڑھوں کی حفاظت اور زینت بھی ان ہونٹوں سے حاصل ہوتی ہے اگر ہونٹ نہ ہوتے تو منہ بدنما بھی معلوم ہوتا اور غیر محفوظ بھی، ان ہونٹوں سے بات کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے ان کی مختلف حرکات سے بعض حروف پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے مافی الضمیر کو ان کی مدد سے ظاہر کرتا ہے ان ہونٹوں کی مدد سے کھانا کھانے میں بڑی مدد ملتی ہے لقمہ کو منہ کے اندر ادھر ادھر پلٹنے کا کام انہیں ہونٹوں سے لیا جاتا ہے تاکہ کھانا داڑھوں کے نیچے رہ کر اچھی طرح چبایا جاسکے گویا اس طرح یہ ہضم میں بڑی مدد پہنچاتے ہیں۔

دانتوں اور ڈاڑھوں کو بنایا

دانتوں کی بناوٹ (ساخت) کو دیکھو کہ قدرت نے ان بتیس (۳۲) ٹکروں میں بنایا ہے سب کو ایک سالم ہڈی کے ٹکرے کی شکل میں نہیں بنایا ورنہ منہ کے اندر اس سے بڑی اذیت ہوتی موجودہ شکل میں اگر دانت میں چربی پیدا ہو تو باقی دانت سے کام لیا جاسکتا ہے ایک سالم ہڈی کا ٹکڑا ہونے کی صورت میں یہ ممکن نہ تھا دانتوں سے حسن وزینت کے علاوہ ہم کتنا کام لیتے ہیں اگر دانت نہ ہوتے تو کھانا کھانا دشوار ہوتا اور سخت قسم کی چیزوں کا کھانا ناممکن ہوتا پھر ان کی ساخت پر غور کرو کہ کس طرح ان میں دندانے بنائے اور جڑوں کو کس مضبوطی سے مستحکم کیا ہے کہ سخت سے سخت ہڈی کو ہم دانتوں کی مدد سے پیس ڈالتے ہیں اور اسی مصلحت سے اس کے چرم کو سخت رکھا کہ نرم ہونے کی صورت میں ان سے کام لینا ممکن نہ تھا یہ سب اس مصلحت سے کھانا جسم کے اندر ایسی حالت میں جائے کہ جلد ہضم ہو کر بدن کا جزو بن جائے اور بدن میں تحلیل ہو کر انسان کو قوت بخشے، حکماء کا قول ہے کہ کھانے کے ہضم کے مختلف درجات ہیں اور پہلا درجہ منہ ہے جس کو ہضم اول کہتے ہیں۔

دانتوں کے اطراف میں دونوں طرف داڑھیں بنائیں تا کہ سخت چیز کے کاٹنے میں ان سے مدد لی جائے جڑوں کو مضبوط کیا یہ دانت سفید رنگ کے برابر ایک قطار میں آب دار موتیوں کی طرف جڑے ہوئے منہ میں کیسے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

منہ ہونٹ اور منہ کی رطوبت

قدرت نے منہ کے اندر رطوبت کو اس طرح پوشیدہ کیا ہے کہ کھانا چبانے کے وقت پیدا ہوتی ہے کھانے میں مل کر ہضم میں مدد ملتی ہے اگر کھانے کے علاوہ منہ میں بھری رہتی تو بات کرنے میں بڑی دشواری ہوتی اور منہ کا کھولنا مشکل ہوتا اور منہ کھولتے وقت رطوبت کا باہر آجانا یقینی تھا اس لئے کھانے کے وقت ظاہر ہونا تا کہ وہ کھانے کے ہضم میں مدد دے اور بعد میں اس کا غائب ہونا یہ عین ممکن حکمت اور مصلحت ہے بعد میں بس اتنی رطوبت کا رہنا ضروری ہے جس سے حلق تر رہے اور سوکھنے نہ پائے ورنہ پھر کلام کرنا دشوار ہو جائے حتی کہ یبوست کے غلبہ سے پھر سانس اور دم گھٹنے لگے اور انسان ہلاک ہو جائے اس حکیم مطلق کے لطف وکرم کو دیکھو کہ اس نے انسان کو کھانا کھانے کے لئے لذت اور قوت ذائقہ زبان میں رکھی کہ وہ اپنے موافق ومناسب چیزوں کو استعمال کرے اور خراب و بدمزہ نا مناسب اشیاء کو ترک کردے اس لذت کی وجہ سے کھانا کھانے میں خاص مدد ملتی ہے اور جو کھانا مزے لے لے کر کھایا جائے وہ ہضم خوب ہوتا ہے کیونکہ اس کو طبیعت قبول کرتی ہے ورنہ بد مزہ کھانا جس کے کھانے سے کراہت ہو طبیعت اس سے متنفر ہو کر قے کی شکل میں رد کر دیتی ہے اشیاء کے سرد وگرم مناسب ونامناسب ہونے کو انسان زبان کے ذائقہ سے محسوس کرتا ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ "بھلا ہم نے نہیں دیں اس کو دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ"

قدرت نے دو کان عطا کئے

فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا (الکہف ۱۱) ’’پس ہم نے بند کردیئے ان کے کان (سننے سے) اس غار میں کئی سال تک جو گنے ہوئے تھے‘‘

انسان کو قدرت نے دو کان عطا کئے ہیں کانوں میں خاص طرح کی رطوبت پیدا کی کہ وہ قوت سماعت کی حفاظت کرے اور موذی اور مرض رساں کیڑوں مکوڑوں سے کان کی حفاظت کرے اور ان کو ہلاک کرڈالے کان پر سیپی کی شکل کا دونوں طرف ایک ایک پنکھا سا بنایا کہ آوازوں کو مجتمع کر کے کان کے سوراخ میں پہنچا دے ان پنکھوں میں خدا نے ایسی تیز حس پیدا کی جو موذی جانور یا دوسری نقصان دہ چیزوں کے قریب آنے کو فوراً محسوس کرے۔ ان کانوں کو ٹیڑھا پیچدار بنایا کہ آواز اچھی طرح سے بلند ہو کر اندر پہنچے اور موذی چیز یکبارگی اندر نہ پہنچ سکے بلکہ ان پیچیدہ طویل راستوں میں چلنے سے اندر پہنچنے میں تاخیر ہو اور اس کو دفع کیا جاسکے اور سونے والا اس کی حرکت سے بیدار ہو جائے پھر ہوا کے اندر جانے سے مسموعات سن کر جن چیزوں کو معلوم کیا جاتا ہے ان کے ادراک کرنے کی قوت بھی خدا نے اس میں رکھی ہے ان بھیدوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

قدرت نے خوبصورت ناک دی

ناک کو دیکھئے کہ وسط چہرے پر کس خوبی سے اس کو بلند کیا ہے جس سے چہرے پر بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی ہوگئی ہے اس میں دو نتھنے بنائے ہیں اور ان میں قوت حاسہ شامہ کو محفوظ کیا ہے تاکہ مطعومات اور مشروبات کی بوؤں کو محسوس کرسکے اور خوشبو سے راحت حاصل کرسکے اور بدبو سے اجتناب کرسکے۔

اسی ناک کے ذریعہ روح حیات (تازہ ہوا) کو سونگھ سکے جو قلب کی غذا ہے اور باطنی حرارت کو اس کی وجہ سے تازہ کیا جاسکے اور اس کو مناسب تازہ ہوا مل سکے۔

نرخرہ، سانس اور زبان

یہ نرخرہ انسان کے کتنے کام آتا ہے آواز کا باہر آنا اور زبان سے حروف کی ادائیگی میں زبان کا مختلف حرکتیں کرنا سانس کا آنا جانا ان تمام کاموں میں نرخرہ استعمال ہوتا ہے اسکی مختلف شکلیں ہوتی ہیں بعض بہت تنگ اور بعض کشادہ بعض نرم اور بعض سخت لانبے اور بعض چھوٹے اور ان اختلافات ہی کے باعث آوازوں میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں اسی لئے دو آواز بھی آپس میں بالکل نہیں ملتی جس طرح کہ دو صورتیں بالکل مشابہ نہیں ہوتیں آواز کو سن کر بولنے والے کو اچھی طرح سے پہچان لیا جاتا ہے جس طرح شکل وصورت سے انسان کو شناخت کیا جاتا ہے یہ بھی خدا نے بڑی حکمت رکھی ہے اور یہ اختلاف روز اول ہی سے قدرت نے رکھے ہیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا اماں کو بنایا تو ان کی صورتوں میں بھی فرق رکھا اسی طرح ان کی اولاد میں بھی یہ فرق نمایاں ہیں یہ اختلاف و فرق بڑی حکمتوں پر مبنی ہے اس کیوجہ سے ہم بہت سی دشواریوں سے نجات پاتے ہیں۔

اللہ نے دو ہاتھ اور انگلیاں عطا کیں

اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ

(الانفطار ۸) ''جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تیرے (عناصر کو) معتدل بنایا (الغرض) جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دیدیا''۔

قدرت نے انسان کو دو ہاتھ دیئے ہیں ان سے بے شمار فائدے ہیں ہاتھوں میں قدرت نے جلب منفعت اور دفع مضرت کی صلاحیت رکھی ہاتھوں کو اس طرح بنایا کہ اس میں چوڑی ہتھیلی اور پانچ انگلیوں میں پوروے بنائے چار انگلیاں ایک سمت میں برابر اور پانچواں انگوٹھا دوسری طرف کو چاروں طرف انگلیوں کے حرکت کر سکے، یہ خدا کی قدرت کا کمال ہے ساری دنیا کے لوگ جمع ہو کر سوچیں اور چاہیں کہ ہاتھ کو

موجودہ شکل کے علاوہ کسی دوسری نہج پر بنایا جائے تو یہ ناممکن ہوگا، اسی وضع اور ساخت کے ذریعہ انسان ہاتھوں سے پکڑنے اور لینے دینے کے تمام کام انجام دیتا ہے ہاتھ کو پھیلا کر ایک طباق بنالیتا ہے چاہے تو اس کو مجتمع کر کے دفع شر کے لئے اس کو ایک آلہ کے طور پر استعمال کرے چاہے اس کو چلو کی شکل بنا کر پانی پینے کے لئے پیالہ کا کام لے، چاہے تو چمچہ کا کام لے اور چاہے تو جھاڑو کا کام لے۔

انگلیوں کے پوروے اور ناخن کا کمال

ان انگلیوں کے پوروں پر ناخن بنائے جن سے انگلیوں کی زینت بھی ہے اور حفاظت بھی اور چیزوں کے اٹھانے میں مدد بھی اگر ناخن نہ ہوں تو ہم بہت سی باریک اور چھوٹی چیزوں کو اٹھا نہیں سکتے کھجلی آنے پر ان سے کھجانے کا کام لیا جاتا ہے۔ اب اس پر غور کرو کہ ناخن کتنی چھوٹی اور حقیر سی چیز معلوم ہوتے ہیں اس کے اغراض وفوائد پر نظر کرنے سے ان کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

اسی طرح اگر ناخن نہ ہوتے تو جسم میں خارش ہوتی تو انسان اس کو دور کرنے کیلئے کیا کرتا اس وقت اس کو اپنی بے چارگی کا حال معلوم ہوتا اور ناخنوں کی ضرورت کو سمجھتا پھر قدرت نے ناخنوں کو نہ تو ہڈی کی طرح سخت بنایا اور نہ گوشت کی طرح نرم وہ بڑھتے بھی ہیں ٹوٹ جانے پر دوبارہ بھی نکل آتے ہیں زیادہ بڑھنے پر تراش دیئے جاتے ہیں سوتے اور جاگتے کھجلی آنے پر کھجانے کی طرف از خود حرکت کرتے ہیں یہ قدرت نے ان میں صلاحیت رکھی ہے۔

ران اور پنڈلیاں

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (القیامۃ ۲۹) ”اور (موت کے وقت) لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے“

قدرت نے انسان کو ران اور پنڈلیاں دی ہیں ان کو کس طرح سے پھیلایا ہے ان میں دو پاؤں بنائے کہ کھڑا ہو سکے چل پھر سکے، اور ضرورت پر دوڑنے کا کام بھی لے پاؤں میں بھی اس نے ناخن بنائے جس سے پاؤں کی زینت اور حفاظت یہ سب کچھ قدرت نے اس کے ناپاک قطرہ سے بنایا ہے جسم کی تمام ہڈیاں بھی قدرت نے اسی قطرہ سے تیار کیں جو جسم انسان کیلئے بطور ستون ہیں۔ جس کے سہارے وہ قائم ہے ہڈیوں کی شکل وصورت دیکھو، کیسی مختلف شکلیں ان میں پائی جاتی ہیں ان کے جوڑوں کے اندر قدرت نے ایک رقیق چیز چینی دار مادہ رکھا ہے جس سے اس کی حفاظت ہوتی ہے اس سے قوت بھی پہنچتی ہے اور اس سے بے شمار فائدے ہیں۔ (از منہاج العابدین)

مومن، مومن کا آئینہ ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (اعراف ۳۲)

"(اے میرے محبوب) آپ ﷺ فرما دیجئے کس نے حرم کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کیا اس نے اپنے بندوں کیلئے اور (کس نے حرام کئے) لذیذ پاکیزہ رزق، آپ فرما دیجئے یہ چیزیں ایمان والوں کے لئے ہیں اس دنیوی زندگی میں بھی اور (صرف) انہیں کے لئے ہیں قیامت کے روز بھی"۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْآةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَأَى بِهٖ اَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ.

شارح نے اس حدیث پاک کے دو مطلب بیان فرمائے ہیں۔

اول: یہ کہ انسان جب آئینہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ انسان کے چہرے کی اچھائیاں اور برائیاں بتا دیتا ہے جو خود اس کو معلوم نہیں ہوتی ہیں، اسی طرح ایک

مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے کہ وہ اپنے بھائی مومن کی اچھائیاں اور برائیاں بتادے کہ تمہارے اندر یہ خرابی ہے اس کو دور کرلو۔

دوم: جس طرح انسان اپنے چہرے کے داغوں کو آئینہ دیکھ کر معلوم کر لیتا ہے اور اس کو دور کرتا ہے اسی طرح مومن کو چاہیے کہ دوسرے مومن کی عیوب دیکھ کر اپنا محاسبہ کرے، ان سے بچنے کی کوشش اور اصلاح کی فکر کرے، گویا دوسرے کے عیوب دیکھنے کو اپنی اصلاح کا ذریعہ بنالے۔

حضرات محدثین نے آپ کے اس مختصر جملہ میں آئینہ سے تشبیہ دینے میں خاص فوائد مستنبط فرمائیں ہیں۔

- اس حدیث پاک سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے عیوب بتانے والے شخص کو اپنا محسن سمجھنا چاہیے اور اس پر ناراض نہ ہونا چاہیے، جس طرح آئینہ میں اپنے چہرے کے عیوب دیکھ کر آئینہ کو نہیں توڑتا بلکہ اس کو صاف کر کے حفاظت سے رکھتا ہے اسی طرح عیب بتانے والے مومن بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔
- دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جس طرح آئینہ چہرے کے اتنے ہی داغوں کو بتاتا ہے جتنے داغ اس پر ہوتے ہیں، اسی طرح مومن کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے عیوب اور غلطیوں کو اسی قدر بتائے جو اس میں پائے جاتے ہیں، بڑھا چڑھا کر مبالغہ سے نہ بتائے۔
- جس طرح آئینہ اپنے دیکھنے والے کے عیب اسی کو بتاتا ہے اور کسی کو نہیں بتاتا ہے اسی طرح کومن کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے عیوب صرف اسی کو بتائے دوسروں سے نہ کہے اور نہ اس کو لعنت وملامت کرے۔
- انسان جب بھی آئینہ کے سامنے آتا ہے فوراً آئینہ چہرے کے داغوں کو بتا دیتا ہے اسی طرح مومن کو چاہیے کہ اپنے مومن بھائی کی غلطیوں پر فوراً متنبہ کردے، اگر وہ اصلاح نہ کرے تب بھی اس کو بتاتا رہے اکتائے نہیں۔

● ممکن ہے آئینہ کے ساتھ تشبیہ دیکر جانبین کو متنبہ کرنا ہو اس بات پر کہ دونوں کے قلوب آئینہ کی طرح صاف وشفاف رہنا چاہیے بغض وعداوت تحقیر وتذلیل اور کدورت کسی کے دل میں نہ ہو۔ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ''یعنی قیامت کے دن صرف پاک دل ہی کام آئیں گے''

منہ دیکھ لیا آئینہ میں، پر داغ نہ دیکھا سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے ہیں وہ ضرب لگانا بھول گئے

صاف شخصیت، پاکیزہ ماحول

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَ اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا (المائدہ۶) ''اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو پہلے دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم جنبی ہو تو (سارا بدن) پاک کرلو''۔

خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ خود بے حد پاکیزہ، صاف ستھرا اور نہایت لطیف و جمیل ہے، چنانچہ اپنے بندوں کے لئے بھی پاکیزگی، صفائی ستھرائی اور سلیقہ مندی ہی کو پسند فرماتا ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے اور پاکیزگی و نظافت کو پسند فرماتا ہے۔'' آیت قرآنی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور صاف ستھرا و پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' حضور اکرم ﷺ نے صفائی و ستھرائی اور پاکی کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیا ارشاد ہے ہے کہ پاکی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ یعنی جو شخص پاک و صاف نہیں رہتا گویا وہ ایمان کے ایک بڑے حصہ

سے محروم ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطَّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ "فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پاکی (اور صفائی) آدھا ایمان ہے"۔

اسلام نے دنیا کو باطنی نظافت کے ساتھ ساتھ نہ صرف ظاہری پاکی اور صفائی کا درس دیا ہے بلکہ معنوی پاکی کا تصور بھی عطا کیا ہے۔ چنانچہ حالت جنابت اور کچھ دیگر حالتوں میں غسل کو لازم قرار دیا، یعنی جو نجاست وگندگی اس حالت میں جسم پر لگی ہے اس کو دھونا تو لازم ہے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ سارے بدن کو ایک مرتبہ دھونا بھی ضروری ہے۔ جب کہ بدن کے دیگر حصوں پر کوئی نجاست نہیں لگی ہے۔ اسی طرح وضو کا بھی مسئلہ ہے۔ ان صورتوں میں بھی اس کا اعادہ لازم ہے جن میں بظاہر بدن پر کوئی نجاست نہیں لگتی ہے۔ یہ تصور واضح انداز میں اس وقت سارے عالم میں صرف مسلمانوں کے پاس ہی موجود ہے۔

مجموعی طور پر ان ہدایات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ جو انسان کے اپنی ذات کو پاک وصاف کرنے اور سنوارنے سے متعلق ہیں دوسرے وہ جو آس پڑوس اور مشترکہ مسائل سے متعلق ہیں۔

جسم کی صفائی

اسلام میں قلب ودماغ کی پاکیزگی کے ساتھ جسم کی صفائی ستھرائی پر بھی جتنا زور دیا گیا ہے شاید ہی کسی مذہب میں دیا گیا ہو۔ فراغِ حاجت اور پیشاب کرنے کے بعد پانی کے ذریعہ نجاست کو دور کرنے کا حکم، پنج وقتہ نمازوں کے لئے وضو (مکمل چہرہ، دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونے، اور پھر سر پر مسح کرنے) کا حکم، نیز غسل کی فرضیت، فضیلت اور اہمیت کو مؤمنین پر جس طرح واضح کیا گیا ہے وہ اسلام کی پاکیزگی وطہارت کے معیار اور روح کو سمجھنے کیلئے کافی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام ظاہری پاکیزگی وصفائی کے ساتھ ساتھ معنوی پاکیزگی پر

بھی بے حد زور دیتا ہے، چنانچہ جنبی اور حائضہ پر غسل، واجب ہے جب کہ ان کی نجاست بظاہر نظر آنے والی نہیں ہے طہارت و پاکیزگی کا یہ معنوی تصور شاید ہی کسی مذہب میں اس وقت موجود ہے۔

اسلام کی ابتدائی زمانہ میں جب مسلمان مفلس وغریب تھے اور بہت زیادہ محنت کرتے اور پسینہ میں شرابور حالت میں مسجد میں نماز کے لئے آتے اس وقت حضور اکرم ﷺ نے ہر مسلمان پر جمعہ کے روز غسل کو واجب ولازم قرار دیا، لیکن جب حالات بہتر ہوئے اور لوگوں میں مال ودولت کی فراوانی ہوئی اور اس کے ساتھ ساتھ طہارت و پاکیزگی کا تصور بھی عام ہوا تو لوگ خود ہی اس کا اہتمام کرنے لگے۔ چنانچہ غسل جمعہ کے وجوب کو ہٹا کر اسے مسنون وپسندیدہ کر دیا گیا۔

بالوں کی صفائی اور ان کو سنوارنا

سر اور داڑھی کے بال اگر سلیقہ وشائستگی کے ساتھ صاف ستھرے اور سنوار کر رکھے گئے ہوں تو اس سے آدمی کی شخصیت میں کشش اور وقار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی بالوں کو حد سے زیادہ بڑھا لے اور منتشر و پراگندہ رکھے تو اس کا حلیہ پاگلوں اور مجنونوں جیسا ہو جاتا ہے اور اس کی عزت وقار اور عقل کا صحیح وسالم ہونا اس بے ترتیبی کی بنا پر مشکوک سا ہو کر رہ جاتا ہے، اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بالوں کو الجھی ہوئی شکل اور پراگندہ حالت میں رکھنے سے سخت منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص بال رکھے اس کو چاہیے کہ وہ ان کا اکرام کرے (ان کا خیال رکھے، ان کو سنوار لیا کرے) (ابوداؤد)

ایک مرتبہ ایک شخص مسجد نبویؐ میں اس حال میں آیا کہ اس کے بال منتشر اور پراگندہ تھے، آپؐ نے اس کو دیکھ کر ہاتھ کے اشارہ سے ان کو درست کرنے کا حکم دیا۔

اس نے تعمیل کی اور بالوں کو درست کر کے حاضر ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ حلیہ اچھا نہیں کہ تم میں سے کوئی شیطان کی طرح پراگندہ بال چلا آئے؟ (مؤطا امام مالک)

سر اور داڑھی کے علاوہ بھی کچھ دیگر جگہوں کے بال ایسے ہیں جن کے بہت زیادہ بڑھ جانے سے جہاں انسانی ہیئت بری نظر آتی ہے وہیں انہیں میل وغیرہ کے جمع ہو جانے کا امکان بھی رہتا ہے۔ جو مختلف امراض کا سبب بن سکتا ہے۔ چنانچہ مونچھوں کے سلسلہ میں آپؐ کا حکم ہے کہ انہیں خوب کترا جائے۔ اس لئے کہ اگر مونچھیں بہت زیادہ بڑھ جائیں اور ہونٹوں پر آنے لگیں تو جہاں اس سے چہرہ بدہیئت لگے گا وہیں اس سے کھانے پینے میں دشواری ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ کھانے کے اجزاء بھی اس میں اٹک کر سڑنے اور گلنے لگیں گے۔ جن کی بنا پر مختلف امراض بھی جنم لے سکتے ہیں۔ اسی طرح آپؐ کا بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کرنے کا جو حکم ہے وہ بھی اسی مصلحت سے پر نظر آتا ہے کہ ان بالوں میں میل کچیل جمع ہو کر مختلف جلدی بیماریوں کا سبب نہ بن جائے۔

لباس کی صفائی ستھرائی

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ذٰلِکَ خَیۡرٌ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ. (الاعراف ۲۶) اے اولادِ آدم بیشک اتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور باعثِ زینت ہے پرہیزگاری کا لباس، وہ سب سے بہتر ہے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔

عربی زبان کا ایک مشہور مقولہ ہے'' الناس باللباس '' کہ لوگ اپنے لباس سے پہچانے جاتے ہیں۔ یعنی باوقار اور صاف ستھرے لباس سے آدمی کے باوقار مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ شوخ رنگوں اور عجیب ہیئت والے لباس سے آدمی کے

کھلنڈرے پن اور بچپنے کا احساس ہوتا ہے۔اسی طرح حد سے زیادہ نزاکت والے پر شکوہ لباس سے پہننے والے کی نخوت، رعونت اور تکبر کا پتہ چلتا ہے اسی طرح کہا جاسکتا ہے کہ مختلف ملبوسات سے لوگوں کا پیشوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے جیسے سٹی پولیس،ٹریفک پولیس، آرمی، ایرفورس اور نیوی آفیسرز وغیرہ کہ ان کے یونیفارم ان کے پیشوں اور عہدوں کے مظہر ہوتے ہیں۔

اسلام میں سب سے بہترین لباس باوقار اور صاف ستھرے لباس کو قرار دیا گیا ہے اور رنگوں میں سفید رنگ پسندیدہ بتایا گیا ہے۔جب کہ مردوں کے لئے شوخ رنگوں کو مناسب نہیں سمجھا گیا۔لباس کے معاملہ میں اسلام میں دو بنیادی فائدے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ایک یہ کہ اس سے ستر پوشی ہو دوسرے یہ کہ پہننے والا باوقار اور سلیقہ مند لگے۔فرمان خداوندی ہے ''اے بنی آدم! ہم نے تم کو کپڑے عطا کیئے جن سے تمہاری ستر پوشی اور تجمل و آرائش کا سامان ہو''۔لباس جہاں ستر پوشی کے قابل ہونا چاہیے وہیں سلیقہ، وقار اور سادگی کا مظہر بھی ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو صاف و پاک بھی ہونا چاہیے ارشاد خداوندی ہے کہ ''اور اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھا کرو''۔

حضور اکرم ﷺ کو کسی کا پراگندہ حال رہنا اور میلے کچیلے کپڑے پہنے رہنا بالکل پسند نہ تھا۔حدیث نبوی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو کوئی چیز نہیں مل سکتی تھی جس سے یہ اپنے کپڑے دھو کر صاف کر لیتا؟'' (مسند احمد و سنن نسائی)

کپڑوں کے سلسلے میں آپ کی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ فضول خرچی اور تفاخر و تکبر سے بچتے ہوئے افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال کے ساتھ اپنی استطاعت کی حد تک صاف ستھرے اور باوقار کپڑے پہننے چاہئیں اور اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف

سے انعام واکرام ہوتو ظاہری حلیہ یعنی لباس وغیرہ کے ذریعہ سے بطور تحدیث نعمت اس کا اظہار بھی ہونا چاہیے حضرت ابوالاحوش اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ بہت معمولی اور گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''کیا تمہارے پاس کچھ مال و دولت ہے؟ میں نے عرض یا کہ اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام واحسان اور اس کے فضل وکرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔ (مسند احمد، نسائی)

اسی کے ساتھ آپ ﷺ نے لباس کے معاملہ میں حد سے تجاوز، تکبر ونخوت کے اظہار کے لئے بہت زیادہ قیمتی ملبوسات کا استعمال اور ایسے لباس جو صحیح طور پر ستر پوشی نہ کر سکتے ہوں اور کپڑوں کے لئے اس طرح کا اہتمام وانہماک جس سے یہ ظاہر ہو کہ اچھے کپڑے پہننا ہی زندگی کا اصل مقصد ہے، کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

دانتوں کی صفائی کا حکم

وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ۶)

''بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ خوب پاک صاف کرے تمہیں اور پوری کر دے تم پر اپنی نعمت تاکہ تم شکرادا کرتے رہو''۔

دانتوں کی صفائی طبی اعتبار سے بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے غفلت بہت سارے امراض کا سبب بنتی ہے اور آج کے جدید ماحول نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ ذرا سی تکلیف پر بڑے بڑے ڈاکٹروں رجوع کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹوں کے اشتہارات سے بھرے ہوئے ہیں۔ جب کہ

حضور اکرم ﷺ نے بہت پہلے اس پر زور دیا ہے اور مسواک کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ مسواک منہ کی صفائی و پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔ (مشکوۃ، کتاب الطہارۃ، باب السواک الفصل الثانی)

مسواک ہی کے سلسلے میں آپؐ کا ارشاد ہے ''اگر مجھے اپنی امت پر گراں گزرنے کا احساس نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز سے قبل مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔

آپ ﷺ مسواک کرنے کے فوراً بعد اس کو دھولیا کرتے تھے اور پنجوقتہ نمازوں کے وضو میں مسواک فرماتے تھے، نیز رات میں جب بھی آپ ﷺ جاگتے اس سے شغل فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کو مسواک سے بہت زیادہ شغف تھا۔ حتیٰ کہ اپنے مرض وفات میں بھی اس کو استعمال فرمایا۔

علمائے کرام نے احادیث نبویہ کی روشنی ہی میں مسواک کی لکڑی کے سلسلے میں وضاحت کی ہے کہ پیلو یا زیتون کی لکڑی زیادہ بہتر ہے۔ ہندوستان کے مشہور درخت نیم کی ٹہنیاں بھی مسواک کیلئے مناسب سمجھی گئی ہیں۔ ان درختوں کی مسواکیں جراثیم کش ہیں جن سے دانتوں کی صفائی کے ساتھ ان میں مضبوطی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

ناخن کاٹنے کا حکم

ناخنوں کا بڑھا ہوا ہونا گنوار پن بلکہ بہیمانہ علامت سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر بڑھے ہوئے ناخنوں میں میل وغیرہ جم جانے کے بعد ایسے ہاتھوں سے کچھ کھانے پینے میں غذا کے ساتھ گندگی کے اندر جانے کا بھی امکان رہتا ہے۔ نیز اس میں میل کے سڑ جانے کی صورت میں انفکشن کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ جب ہم اس معاملہ میں حضور اکرمؐ کی ہدایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے اس پر بھی خاص

توجہ فرمائی تھی۔ آپ کا ارشاد ہے "دس چیزیں فطرت انسانی میں سے ہیں جن میں سے ایک ناخنوں کا کاٹنا بھی ہے۔" (ابوداؤد)

خود آپ ؐ کا معمول تھا کم از کم پندرہ دنوں میں ایک مرتبہ ضرور ناخن کاٹ لیا کرتے تھے اور ناخنوں کے کاٹنے میں ایک مخصوص ترتیب کو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔

گھروں کی صفائی کا حکم

گھروں اور آس پاس کے ماحول کا صاف ستھرا ہونا کسی بھی سماج اور محلّہ والوں کی خوش ذوقی وسلیقہ مندی کی علامت ہے۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ آج کے ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے اکثر محلے صفائی وستھرائی کے معاملہ میں غفلت وکوتاہی کا شکار اس کے پیچھے جہاں ہماری غربت و مفلسی اور تعلیم کی کمی کارفرما ہے وہیں بنیادی سبب ہمارا اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہونا بھی ہے۔ اس لئے حضوراکرم ﷺ کے اس معاملہ میں واضح ارشادات موجود ہیں۔

حضوراکرم ﷺ کے زمانہ میں یہودیوں کا طریقہ تھا کہ وہ کچرا اور جانوروں کا فضلہ گوبر وغیرہ اپنے گھروں کے سامنے ڈالدیا کرتے تھے۔ جس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہوا کرتی تھی۔ آپ ؐ نے صحابہ کرام ؓ کو اس طرح کرنے سے سخت منع فرمایا۔ اور گھروں میں بھی صفائی وستھرائی کو اختیار کرنے پر زور دیا۔ آپ ؐ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف ستھرا رکھا کرو۔ (ترمذی، باب ماجاء فی النظافۃ)

برتنوں کی صفائی کا حکم

استعمال شدہ برتنوں کو صاف کرنا فطرت انسانی کا ایک حصہ ہے۔ مگر بعض مرتبہ صفائی میں خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اس خاص مواقع کی وضاحت فرمائی۔ اگر کتا کسی برتن میں منھ ڈال دے تو آپ ﷺ نے اس کو کم از کم تین

مرتبہ دھونا لازمی قرار دیا۔ جب کہ سات مرتبہ دھونے اور شروع یا آخر میں میں ایک مرتبہ مٹی سے دھونے کو زیادہ بہتر بتایا۔ جدید مڈیکل سائنس میں اس کا تجربہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ کتے کے لعاب میں زہریلا پن ہے یعنی انسانی صحت کے لئے مضر جرثومے پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ کسی برتن میں منہ ڈال دے تو جب تک اس کو مذکورہ طریقے سے نہ دھویا جائے گا اس میں سے ان مضر جرثوموں کا اثر زائل نہ ہوگا۔

پانی کی صفائی کا حکم

پانی انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ایک ہے۔ اگر یہ صاف ستھرا نہ ہو تو کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ صرف پانی کی خرابی کی بنا پر انسان کئی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے پانی کے ذخیروں کی حفاظت اور ان کی پاکیزگی کو برقرار رکھنے پر بے حد زور دیا ہے اور کسی بھی ایسے عمل سے اجتناب کی سخت تاکید کی جس سے کہ پانی میں کسی طرح کی کوئی آلودگی پیدا ہوتی ہو۔ ارشاد نبویؐ ہے ''تم میں کوئی ٹھہرے ہوئے پانی (جو جاری نہ ہو) میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔'' (بخاری)

ایک اور موقع پر فرمایا ''تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جب کہ وہ جنبی ہو''۔ (مسلم شریف)

پانی کے گھریلو استعمال کے سلسلہ میں بھی آپؐ نے وضاحت فرمائی، آپؐ کا ارشاد ہے ''جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنے ہاتھ کو (پانی کے) برتن میں نہ ڈال دے جب تک کہ اس کو تین مرتبہ نہ دھوئے۔ اسلئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری ہے۔'' یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند کے عالم میں ہاتھ کو کوئی نجاست لگ گئی ہو اور ایسے ہاتھ کو مختصر سے پانی میں ڈالنے سے وہ بھی نجس ہو جائے۔

نیز اپنے پیروکاروں کو آپؐ نے حکم دیا تھا کہ پانی ہمیشہ دیکھ کر پیا کرو (تاکہ کوئی کچرا، تنکا بے خبری کے عالم میں اندر جا کر پریشانی کا باعث نہ بن جائے۔)

راستوں اور عوامی مقامات کی صفائی کا حکم

راستوں پر سبھی کا مشترکہ حق ہوا کرتا ہے اور انسانی سماج میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے راستوں کی حفاظت کے سلسلے میں بھی بے حد آئیڈیل تعلیمات پیش کیں اور نہ صرف یہ کہ راستہ میں تکلیف دہ شے کے ڈالنے سے منع کیا بلکہ اس میں پہلے سے کوئی تکلیف دہ شئے پڑی ہوئی ہو تو اس کو بھی فوراً ہٹانے کا حکم دیا اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ بھی کیا۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ شئے کا ہٹانا صدقہ ہے۔

اسی طرح ندی یا نہر کے گھاٹ، سایہ دار درخت اور عام طور پر لوگوں کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو آلودہ کرنے سے بھی آپؐ نے اجتناب کی تاکید فرمائی۔ اس لئے کہ ان سے عمومی فائدہ متعلق ہوتا ہے اور ایک شخص کی ناشائستہ حرکت سے اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی جگہوں پر پاخانہ کرنے، پیشاب کرنے یا دیگر طریقوں سے آلودہ کرنے سے آپ نے منع فرمایا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ لعنت کے دو اسباب سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ دو سبب لعنت کیا ہیں؟ فرمایا لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ حاصل کرنے کی جگہوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا'' (ابوداؤد)

اسلام کی صفائی و پاکیزگی کے سلسلہ میں تعلیمات کے اس مختصر سے مطالعہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو صاف ستھرا پاکیزہ اور سلیقہ مند ہی دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اور نہ صرف ذاتی احوال تک بلکہ ان کے آس پاس اور قرب و جوار کے ماحول کے بھی پاکیزہ و دلکش ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور کیوں نہ کرے جب کہ مومنین کی زندگی، ان کا رہن سہن، ان کے اچھے اخلاق اور ان کا صاف ستھرا کردار ہی دراصل اشاعت اسلام کا ایک بڑا محرک گردانا گیا ہے۔ میلے

کچیلے ، بے ترتیب اور پراگندہ حال لوگ دوسروں کو اپنے سے قریب کرنے میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اور جب کوئی قریب ہی نہ آئے تو پھر اسلام کا عظیم تحفہ ہم کیسے پیش کریں گے؟۔

مال و دولت حاصل کرنے کیلئے کون سا پیشہ اختیار کریں؟

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل ۶۶۔۶۷)

تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیوں کو سمندر میں تاکہ تم تلاش کرو (بحری سفر کے ذریعے) اسکا فضل، بے شک وہ تمہارے ساتھ ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جب پہونچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ (معبود) جن کو تم پکارا کرتے ہو، سوائے اللہ تعالیٰ کے، پس جب وہ خیر و عافیت سے پہونچا دیتا ہے ساحل پر تو تم روگردانی کرنے لگتے ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایماندار تاجر، حشر کے دن انبیاء متقیوں اور شہیدوں کے زمرے میں شامل ہوگا۔ (مسلم و بخاری)

نبی کریم ﷺ نے سعودی عرب اور شام کے درمیان تجارت (درآمد، برآمد) کی۔

حضرت آدم علیہ السلام کاشتکاری کرتے تھے نبی کریم ﷺ کی مدینہ اور خیبر میں کچھ کھیتیاں تھیں جس میں کاشتکاری ہوتی تھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام نے مصنوعات سازی (Manufacturing) کا کاروبار کیا، حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بکتر بناتے تھے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو محنت کر کے روزی کماتا ہے۔
(ترغیب، بحوالہ طبرانی زادِ راہ ۸۶)

حضور ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومے

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابیؓ نے نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کیا، آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ صحابیؓ کی ہتھیلی سخت ہے، اس لئے آپؐ نے صحابی سے دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں؟ صحابیؓ نے جواب دیا کہ اپنے خاندان کی پرورش کے لئے ہاتھ سے سخت محنت کر کے روزی حاصل کرتا ہوں، اس لئے ہاتھ سخت ہے، نبی کریم ﷺ نے صحابیؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور ان کی تعریف کی۔ (ابوداؤد)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملازمت کی

حضرت موسیٰ نے مصر سے جلاوطنی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں ملازمت کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے تجارت، کاشتکاری، مصنوعات سازی اور ملازمت یہ تمام پیشے اختیار کئے ہیں، اس لئے ان میں سے کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں، سارے پیشے باعزت ہیں اور اللہ تعالیٰ چونکہ سخت محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اس لئے ہم جو بھی کام کریں اسے پوری محنت اروایمانداری سے کریں۔

تجارت پسندیدہ پیشہ!

حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے برکت کے بیس حصے کئے ہیں۔ اس میں سے برکت کے انیس حصے تجارت میں رکھے ہیں اور ایک حصہ چرواہوں کے لئے (ملازمت میں)۔

(کنز الایمان ۴/۱۶، رقم الحدیث ۹۳۵۴)

مہاجرین جو مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے تھے ان کا تمام مال اور جائیداد ضائع ہو گیا یا لٹ گیا تھا، لیکن مختصر عرصہ میں وہ مدینہ کے شہریوں سے زیادہ مالدار ہو گئے، مہاجرین کی اس عظیم ترقی کا راز ان کی تجارت اور دور دراز ملکوں سے درآمد کا کاروبار تھا، جبکہ مدینہ کے شہریوں یعنی انصار کی کم ترقی، مالی خوشحالی میں کمی اور کاروبار میں سست روی کی وجہ کاشتکاری اور مقامی تجارت تھی۔

بہترین روزی

حضرت سمیہ بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، کون سی روزی بہترین روزی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "وہ روزی جو تم اپنے ہاتھوں سے کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہوتی"۔ (مسند احمد، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۸۷)

اس لئے اپنی روزی روٹی کمانے کیلئے تجارت اور کاروبار کا پیشہ ہی اپنانا چاہئے۔

زمین کے پوشیدہ خزانوں سے روزی کمائیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین کے پوشیدہ مال (خزانوں) میں اپنی روزی تلاش کرو" (کنز العمال، جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

زمین کے پوشیدہ مال کیا ہیں؟

زمین کے پوشیدہ مال (یا خزانوں) کی ایک طویل فہرست ہے، اگر ہم ان سے روزی کمائیں تو یقیناً ہم خوشحال ہوں گے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ہدایت کبھی غلط نہیں ہو سکتی، زمین کے پوشیدہ مال سے روزی کمانے کا مطلب ہے کہ ایسی چیزوں کا کاروبار کرنا جن کا تعلق زمین سے ہو، مثال کے طور پر کان کنی، معدنیات، کیمیائی اشیاء کا

کاروبار، معدنیات سے متعلق کاروبار میں دھاتوں کی صفائی، دھاتیں ڈھالنا، معدنی تیل نکالنا، پٹرول کی مصنوعات بنانا، زراعت بھی کاروبار کی طرح کرنا جیسے عطر بنانا، خوردنی اشیاء جیسے میٹھا تیل اور مصالحے وغیرہ بنانا، اگر آپ روزمرہ کی زندگی کا مشاہدہ کریں تو پتہ چلے گا کہ جو تاجر زمین کے پوشیدہ مال کی تجارت کرتے ہیں وہ لکھ پتی یا کروڑ پتی بلکہ ارب پتی ہیں اسلئے اگر ممکن ہو تو آپ بھی اسی لائن میں کاروبار کریں۔

تجارت میں دوڑ دھوپ اور سفر کی اہمیت

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِندَ اللّٰهِ هُوَ خَيْراً وَّاَعْظَمَ اَجْراً وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورہ مزمل ۲۰)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، تو جتنا آسانی سے ہوسکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور خدا کو نیک اور خلوص نیت سے قرض دیتے رہو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ مزمل آیت ۲۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ساتھ تجارتی سفر کا ذکر کیا ہے، اس سے ہم تجارتی سفر کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ

تُفْلِحُوْنَ. پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔ (سورۂ جمعہ آیت ۱۰)

اس آیت میں نماز کے بعد زمین میں چل پھر کر (دوڑ دھوپ کر کے) اپنی روزی روٹی تلاش کرنے کا حکم ہے۔

حج کے موقع پر بھی تجارت کی اجازت

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ.

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام یعنی مزدلفہ میں خدا کا ذکر کرو، اس طرح جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ ان طرقوں سے ناواقف تھے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۸)

اس آیت میں حج جیسے مقدس سفر میں بھی تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْماً.

"مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اگر آپس کی رضا مندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے"۔ (سورۂ نساء آیت ۲۹)

ان آیات میں جائیداد پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرنے اور دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپنے اور سودی کاروبار کی ممانعت کی گئی ہے اور آپسی کاروبار کے ذریعہ نفع کمانے کی اجازت دی گئی ہے۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" اورتم دریامیں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو پھاڑتی چلی آتی ہیں تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاش تلاش کرو اور تا کہ شکر کرو"۔ (سورۂ فاطر آیت ۱۲)

اس آیت میں دور دراز علاقوں کی طرف تجارتی سفر کرنے کا اشارہ ہے۔

اِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلآئِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَأُوْلٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيْراً. جولوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۂ نساء آیت ۹۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح جدوجہد کرنے کے بعد اگر تم کو اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی نہیں ہے اور نہ ہی روزی حاصل کرنے کا موقع ہے، اس حالت میں کسی محفوظ علاقے یا ملک میں ہجرت کرنا ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴ رسال کی عمر میں اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لئے شام کا سفر کیا۔

۲۵ رسال کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے مشارکت (ورکنگ پارٹنر) بن گئے اور تجارتی کاروبار کے لئے شام کا سفر کیا اور ۴۰ سال کی عمر تک اس کاروبار کو انجام دیا، اس وقت آپ مکہ کے مالدار ترین شخص تھے، آپ کے پاس ۲۵ ہزار دینار کی جمع پونجی تھی، جو کہ آج کے دور میں ۵۵ کلو سونے کے برابر ہے۔

حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عقل وتوکل، یعنی پہلے اونٹ کے گلے میں گھنٹی باندھو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ (مسلم)

تجارتی سفر میں برکت ہے

نبی کریم ﷺ نے یہ محاورتاً فرمایا ہے، ورنہ نبی کریم ﷺ نے اونٹوں کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ممانعت فرمائی ہے، پہلے زمانے میں سفر کے دوران اونٹوں کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا رواج تھا اس لئے اس کہاوت کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے تجارتی سفر کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو کہ وہ اپنے فضل سے تمہارے کاروبار میں برکت دیگا اور بہت مالدار بنائے گا۔

لمبے سفر کی مشقت اٹھائے بغیر اور سخت محنت کئے بغیر اگر کسی کو بھروسہ ہے کہ اللہ اس پر دولت کی بارش کرے گا تو ایسا شخص بیوقوف ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ شہر کے باہر سے شہر میں مال بیچنے لاتے ہیں ان کے مال میں بہت برکت ہوگی اور جو لوگ زیادہ قیمت کے لئے مال روکتے ہیں ان پر لعنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۹)

اس حدیث میں بھی درآمد اور سفر میں برکت کی طرف اشارہ ہے۔

فقر وفاقہ سے بچنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرو تو تمہیں مالِ غنیمت ملے گا، اگر تم روزے رکھو تو تمہاری صحت بہتر ہوگی اور سفر کرو تاکہ تمہیں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی اور زادِ راہ)

اس حدیث میں فقر وفاقہ سے بچنے کیلئے تجارتی سفر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مختلف علاقوں کی حضور ﷺ کی معلومات

شہاب بن عباد کہتے ہیں، قبیلۂ عبدالقیس کا جو وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ (اسلام لانے کے مقصد سے ۹ رھ میں) گیا تھا، اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے، انہوں نے ہمیں اچھی جگہ دی، خوب خاطر کی، نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا، ہمارے لئے دعا فرمائی اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی اور ان کے علاقے کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر حال پوچھا، مثلاً صفا، مشقر اور دوسری بستیاں، منذر ابن عائذؓ نے کہا، میری ماں باپ آپ ﷺ پر قربان اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں تمہارے ملک میں بسلسلۂ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی''۔ (ترغیب وترہیب، بحوالہ مسند احمد زادراہ حدیث ۴۰۰)

اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی تجارت کے غرض سے بہت زیادہ سفر کیا ہے۔

اوپر بیان کی گئی قرآنی آیات اور احادیث شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی خوشحالی کے لئے تجارتی سفر کرنا بے حد ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے بھی تجارتی سفر کئے ہیں، کاروباری نقطہ نظر سے آپ ﷺ ایک کامیاب ترین بزنس مین اور امیر ترین انسان تھے، اس لئے ہمیں نبی کریم ﷺ کے اس اسوۂ سے سبق سیکھنا چاہیے۔

حلال روزی کیلئے سفر بہتر ہے

اس لئے جو شخص خوب مال کمانا چاہتا ہے اسے مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث شریف پر غور کرنا چاہیے، اپنے پیدائشی مقام پر مستقل رہنا، کاشتکاری کرنا یا

مقامی پیداوار کی تجارت کرنا یا مستقل مقامی ملازمت اختیار کرنا آپ ﷺ کو عمر بھر محدود کمائی پر رکھے گا یعنی آپ غریب ہی رہ سکتے ہیں، اس لئے رکاوٹوں کو توڑیئے، متحرک ہو کر دور دراز کا سفر کیں تا کہ اچھا کاروبار کر سکیں اور خوب نفع حاصل کر سکیں۔

انٹرنیٹ کے ذریعے تجارت

موجودہ دور میں انٹرنیٹ، تجارتی ڈائریکٹریز اور تجارتی رسالوں وغیرہ میں اشتہارات کے ذریعے بھی دور دراز علاقوں سے تجارت کی جاسکتی ہے یا اگر آپ انٹرنیٹ پر دور دراز علاقوں کے لوگوں سے تجارتی رابطہ قائم کرتے ہوں تو یہ بھی دور دراز علاقوں میں سفر کرنے جیسا ہی ہے اور انشاء اللہ اس سے منافع ہوگا اس لئے ہمیں اس سمت میں بھی مثبت طریقے سے سوچنا چاہیے۔

تجارت کے جدید اور بہتر طریقے

جنگ خندق کے وقت حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ شہر کے اطراف خندق کھدوائی جائے تا کہ حملہ آوروں کو روکا جاسکے، رسول اکرم ﷺ نے آپؓ کا مشورہ اور نیا نظریہ قبول فرمایا، خندق کھودنے کا حکم دیا اور اس نئے طریقہ کی تکنیک کی وجہ سے صرف ۳۰۰۰ مسلم فوجیوں نے ۲۵۰۰۰ ہزار حملہ آوروں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اپنے شہر کا دفاع کیا، اس طرح نئی تکنیک کے استعمال سے انہوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علم اور عقل (حکمت یا دانائی) مومن کی گمشدہ میراث ہے، اس لئے اسے یہ جہاں ملے، اس پر اس کا زیادہ حق ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حکیم مسلم، بحوالہ منتخب احادیث حدیث ۲۰۵)

حضرت عمرو بن عاصؓ نے ۸ ہجری میں جنگ ذات السلاسل میں لخول و جزم کے خلاف بلیک آوٹ کا طریقہ اختیار کیا۔ آپ نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ تین راتوں تک میدان جنگ میں کوئی روشنی نہ کی جائے نہ آگ جلائی جائے آپ نے

اپنے فوجیوں کی تعداد خفیہ رکھنے کے لئے ایسا کیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس نئ تکنیک کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اس کی تعریف کی۔ (جامع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۴۷)

حضرت سداد بن اوسؓ کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ہر کام بہترین طریقے سے انجام دینا لازمی قرار دیا ہے۔ (مسلم بحوالہ زادِ راہ صفحہ ۳۴۰)

مندرجہ بالا روایات اور احادیث سے ہم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ Moder-nisation یعنی نئ تکنیک یا سائنس کھوجنا اور ان پر عمل کرنا ایک اسلامی طریقہ ہے اور Best quality یعنی بہترین کوالٹی یا کام ایک اسلامی اصول ہے جو بھی اس پر عمل کرے گا ضرور کامیاب ہوگا۔ اگر ہمیں کامیاب ہونا ہے تو ان دونوں پر ضرور عمل کرنا ہوگا۔☆

ملکہ زبیدہ کے محل میں سو باندیاں حافظہ قرآن

یوں تو روئے زمین پر بہت سی اللہ کی بندی تھیں اور ہیں، جنہوں نے اچھے اخلاق اور عمدہ کارناموں کی بدولت نیک نامی حاصل کی ہے، ان میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن، صحابیات رضی اللہ عنہن اور تابعیہ کی اچھی خاصی تعداد ہے جن کے نقشِ قدم پر چل کر ہر عورت عند اللہ وعند الرسول مقبول ومقصود ہو سکتی ہے۔

زبیدہ خاتون انہیں پاک باز و پارسا خاتون میں سے ایک ہیں یہ خلیفہ ہارون رشید کی اہلیہ ہیں، ان کا اصل نام امۃ العزیز ہے، 'ملکہ' موصل میں پیدا ہوئیں اور تین سال کی عمر میں یتیم ہو گئیں، ان کے والد جعفر، خلیفہ منصور کے چھوٹے صاحبزادے تھے، اسی لئے منصور کی کنیت ابو جعفر پڑی، بہر حال والد کے انتقال کے بعد دادا نے ان کی پرورش کی، وہ پیار سے ان کو زبیدہ کہہ کر پکارتے، اسی نام سے یہ اتنا مشہور ہوئیں کہ لوگ ان کا اصل نام بھول گئے۔

تقریباً ۱۶ سال کی عمر میں ان کا عقد مسنون ہارون رشید سے ہوا۔ ہارون رشید کے بھائی محمد ہادی کے انتقال کے بعد آپ خلیفہ بنے اور زبیدہ ملکہ بن گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ملکہ کو پارسائی، ہمدردی اور سلیقہ مندی کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا خلیفہ نے چند دنوں میں ہی سلطنت کی عظمت وشوکت کو کمال پر پہنچا دیا، اور ادھر زبیدہ نے محل کے انتظام میں وہ شان پیدا کر دی جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھی۔

ملکہ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ اس کے در سے کوئی بھی سائل خالی نہ لوٹتا، اس کے پاس ۱۰۰ حافظ قرآن باندیاں تھیں، ہر ایک دس پارے روز تلاوت کرتی تھی، ہمہ وقت ان کے محل سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آتی تھی، بھلائی اور خدمت خلق میں ملکہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۴ء کو جب حج کے لئے نکلیں تو اپنے ساتھ انجینئروں کو بھی لے لیا، اور جہاں جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی فوراً اس کو کروایا، چنانچہ تاریخ اسلامی کے صفحات میں سینکڑوں مسجدیں، تالاب اور سرائے کا ان کے دیاگار کے طور پر ذکر ہے۔

ان سب کا سب سے بڑا اور ہمیشہ زندہ رہنے والا کارنامہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے لئے ایک نہر کا انتظا کیا جو آج بھی ''نہر زبیدہ'' کے نام سے معروف ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً تیس کلومیٹر مشرق میں پہاڑوں کے درمیان ایک چشمہ ملا، وہیں سے اس نہر کی ابتداء ہوئی، یہ نہر عرفات، مزدلفہ اور منی سے ہوتی ہوئی مکہ مکرمہ پہنچی ہے، اس کے اصل حصے زمین دوز ہیں جگہ جگہ پانی کے ذخیرے بنا دیئے گئے ہیں، حج کے ایام میں لاکھوں نوفس منی، مزدلفہ اور عرفات میں قیام کرتے ہیں اور اس نہر کا پانی استعمال کرتے ہیں، اس نیک خاتون نے حرم مکہ کو اس وقت سیراب کیا جب پانی کی بہت قلت تھی، اور ایک کوزہ پانی ایک دینار میں ملتا تھا، حج کے اس سفر میں ملکہ نے تقریباً ستر لاکھ اشرفیاں کار خدمت خلق میں صرف کیئے۔ ملکہ نے ستر برس کی عمر پائی ان کو گزرے صدیاں بیت چکیں، مگر ان کی نیک کامی کی وجہ سے ان کی نیک نامی اب تک بوسیدہ بھی نہیں ہوئی ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہا)

اس خاتون کا کارنامہ فی زمانہ عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے، اس نے اپنی زندگی کے قیمتی اوقات اور اپنے شوہر کی مدد سے مخلوق خدا کو کتنا عظیم فائدہ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام بہنوں کو اصلاح فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

نوٹ: مکہ مکرمہ میں اب نہر زبیدہ کے صرف آثار باقی ہیں عملاً اب وہ ہر باقی نہیں ہے۔ (مدیر)

صبر آزما حالات کا اُلٹ پھیر

جب سلاطین اور مطلق العنان راجے مہاراجے اور بادشاہوں کا دور تھا اپنی شان وشوکت اور قوت وطاقت دکھانے کے لئے وہ عام طور پر سال میں ایک بار شاہی جلوس کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ انکا سالانہ جشن وجلوس کہلاتا تھا۔ جو راجدھانی کی باوقار سڑکوں سے گزرتا ہوا بالآخر محلات شاہی پر ختم ہوجاتا تھا اور جس کو دیکھنے کیلئے عوام وخواص میں جوش وخروش اور انتظار رہتا تھا۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی راستوں کے دونوں کناروں پر خلقت کی زبردست بھیڑ لگ جاتی تھی۔ اس جلوس میں بادشاہ سلامت اپنے اہل خاندان کے ساتھ سجی ہوئی شاہانہ سواریوں پر گزرتے تھے۔ ان کے امراء وزراء اور ملک کے بہترین ماہرین علم وفن بھی خوبصورت ہاتھی گھوڑوں پر سوار نظر آتے تھے۔ فوجی ساز وسامان سے لیس مختلف انداز کے فوجیوں کے دستے، ان کے افسران اور جنگوں میں بہادری کے کارنامے دکھانے والے جواں مرد آگے پیچھے اپنی چمک دمک اور رونق سے متاثر کرتے تھے۔

مملکت میں بننے والی قیمتی اور کارآمد مصنوعات اور انواع واقسام کی چیزیں بھی پیش کی جاتی تھیں۔ ناچنے گانے والوں کی ٹولیاں اور سنگیت کے ماہرین اپنے اپنے فن کے مظاہرے دکھاتے تھے۔ توپوں سے سلامی دی جاتی تھی۔ نقارے، توپیں اور شادیانے بجتے تھے۔ غریبوں محتاجوں کے سروں پر زر وجواہر لٹائے جاتے تھے اور اہل

علم وہنر نوازے جاتے تھے، شاہی ٹکسال سے نئے ڈیزائن کے سکے ڈھلتے اور دوستوں ودشمنوں کو متاثر کرنیوالی بہت سی باتیں ہوتیں۔ الغرض راجدھانی کے چپے چپے پر حکمران وقت کی شان وشوکت اور رعب وداب کا اثر دکھائی دیتا اور ہر طرف دولت وشوکت کی فراوانی نظر آتی۔ شاہی ادوار کے طور طریقے آج بھی قائم ہیں اور آج کے جمہوری دور میں بھی اس طرح کے جشن وجلوس کا رواج کسی نہ کسی صورت سے اور کسی نہ کسی نام سے قائم ہے۔

ایک بار اسی طرح کسی بادشاہ کا شاہی جلوس اپنے پورے آن بان کے ساتھ گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شریف صورت مصیبت زدہ آدمی بادشاہ کی سواری کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور نہایت مہذبانہ انداز میں اپنی مصیبت بیان کرکے بادشاہ سے مدد کا طلب گار ہوا۔ بادشاہ نے اپنے خزانچی کو دس ہزار روپئے دینے کا حکم صادر کیا۔ وہ نیک آدمی بادشاہ کو دعائیں دیتا ہوں رخصت ہوا۔

دوسرے سال ٹھیک اسی دن جب کہ شاہی جلوس گزر رہا تھا اپنے مقررہ مقام پر وہ مصیبت کا مارا شریف آدمی دوبارہ ہمت کرکے بادشاہ کی سواری کے سامنے حاضر ہوا اور تسلیمات عرض کرکے کہنے لگا کہ حضور میرا حال پہلے سے بھی بدتر ہے۔ بادشاہ نے خزانچی کو دوبارہ دس ہزار روپئے دینے کا حکم دیا۔

تیسرے سال بھی یہی کیفیت ہوئی۔

لیکن چوتھے سال جب شاہی جلوس گزر رہا تھا بادشاہ نے ایک مقرر جگہ جہاں ہر سال وہ نیک مرد بادشاہ کے روبرو اپنا حال زار بیان کرتا تھا اس کو غیر حاضر پا کر اپنی سواری رکوائی اور مقامی شرفاء سے پوچھا کہ فلاں نوجوان جو تین سال سے اس مقام پر مجھ سے ملتا تھا اور اپنے مصائب وآلام بیان کرکے مدد طلب کرتا تھا کہاں چلا گیا؟ لوگوں نے عرض کیا حضور وہ تو اب بہت بڑا آدمی ہوگیا ہے کاروباری بکھیڑوں سے

اُسے فرصت کہاں؟ بادشاہ نے اپنا خاص آدمی بھیج کر اسے فوراً طلب کیا۔ وہ حاضر خدمت ہوا اور ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور کی دعاء اور توجہ سے میرے دن پھر گئے۔ چونکہ میں پیشہ کے لحاظ سے تاجر ہوں اس لئے میں ہر سال آپ کے عطا کردہ دس ہزار رپوں کو کاروبار میں لگا دیتا تھا لیکن نہ معلوم کون سا ایسا چکر تھا مجھے زبردست گھاٹا لگ جاتا تھا اور پھر میں پہلے کی طرح تہی دست ہو جاتا تھا۔ آخر بار والی رقم کو جب میں نے لگایا تو دھیرے دھیرے کاروبار میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور منفعت اور ترقی کی راہیں کھل گئیں جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا۔ الحمدللہ اب میں اپنے حال پر صابر و شاکر اور قانع ہوں اور کسی کی مدد و تعاون کا محتاج نہیں۔ میں حضور کے احسانات اور کرم و نوازش کا ممنوع و مشکور ہوں اور حضور کے دولت و اقبال کے لئے دعاء گو ہوں۔ بادشاہ اس کے موافق احوال کی خبر سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے خزانچی کو دس لاکھ روپئے دینے کا حکم دیا۔

مقربین بارگاہ میں سے کسی دل جلے نے ہمت کر کے بادشاہ سے پوچھا کہ جب اس شخص پر مصیبت کا وقت تھا اور وہ پیسے پیسے کا محتاج تھا تو حضور چھوٹی رقم سے مدد کرتے رہے اور اب جب کہ اس کو ضرورت بھی نہیں اتنی بھاری رقم دینے کی مصلحت ہم ناقصوں کی سمجھ میں نہیں آئی؟

بادشاہ صاحب دل اور صاحب بصیرت تھا۔ اس نے کہا کہ جب پہلے سال یہ شخص میرے سامنے عرض گزار ہوا تو میں نے اس کے احوال کی بابت غور کیا، دیکھا کہ ابھی ادبار کی چپیٹ میں ہے، جو کچھ بھی میں عنایت کروں گا اس کو ضائع کر کے بیٹھ جائے گا۔ چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی۔ اس لئے مختصر رقم سے اس کی مدد کی تا کہ سائل کا سوال بھی پورا ہو جائے اور فوری طور پر اس کا کام بھی نہ رکے۔ پھر دوسرے اور تیسرے سال بھی اس کے معاملات میں یہی پیچیدگی مجھے نظر آئی لیکن موجودہ سال

اس کی غیر حاضری کے موقع پر جب میں نے اس کے احوال پر غور وفکر کیا تو دیکھا کہ اس کے دن پھر چکے ہیں اور دولت واقبال کے سائے اس کے سر پر منڈلا رہے ہیں۔ اب اس وقت جو دس لاکھ کا بھاری عطیہ اس کے حوالہ کر رہا ہوں تو مجھے امید ہے کہ اس شخص کو اس سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور میری رقم اس کے کاروبار میں ترقی کا سبب بنے گی یعنی کہاں تو یہ بدحالی تھی کہ سونا چھوتا تھا تو مٹی ہو جاتا تھا اور کہاں یہ اقبال مندی ہے کہ مٹی چھوتا ہے تو سونا بن جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں ایک دوسرے کا تعاون اور صلح رحیمی ضروری ہے۔

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''ایمان اور اعمالِ حسنہ'' اختتام کو پہونچی۔

طالبِ دعا

خاکروب آستانہ

حضرت حاذق الامتؒ

محمد ادریس حبان رحیمی

مدیر دالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور کرناٹک

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .